سخن ہائے گفتنی۔

بحمد اللہ راقم الحروف دیگر مشغولیات کے ساتھ ساتھ تالیفات کا سلسلہ بھی قائم رکھے ہوئے ہے،طب و عملیات سے خاص لگائو ہونے کے سبب انہیں موضوعات پر زیادہ مواد جمع کرنے کی طرف توجہ مبذول ہے۔اس کی دو وجوہات ہیں۔

(1)یہ وقت کی ضرورت ہیں زندگی کی گہما گہمی سے نبرد آزماماہر انسان کی ضرورت ہیں،ہر طرف بے اطمنانی،بے سکونی اور بد اعتمادی نے گھنگور گھٹا کی شکل اختیار کرلی ہے،زائد از ضرورت سوچوں انسانوں کو وقت سے فکروں میں جکڑ لیا ہے،اس جکرائو نے انہیں وقت سے پہلے بڑھاپے کی طرف دھکیل دیا ہے۔انجانے خوف نے نیندیں اجاڑ دی ہیں،قوائے جسمانی تباہ کرکے رکھ دئے ہیں ،صحت و تندرستی بڑی تیزی سے مثل ریگ کے ہاتھوں سے پھسلی جارہی ہے،عوام تو رہے ایک طرف اہل علم بھی اس بے توجہی میں برابر کے شریک ہیں ،اصل مخاطب میرے یہی لوگ ہیں،یہ قوم کا قیمتی سرمایہ ہیں اور امیدوں کے محور ہیں ، ان کی نیند عام لوگوں کی عبادت افضل ہے۔ان کے قلم کی سیاہی شہداکے خون سے قیمتی ہے یعنی علماء اور مدارس میں زیر تعلیم طلباء۔اللہ ان کے زندگی اور علم و عمل میں اضافہ فرمائے انہیں اوران کے سلسلہ کو یا قیامت باقی رکھے آمین۔

(2) طب عملیات میرے شوق ہیں اللہ نے ان دنوں شعبوں کو میرے لئے خیر وبرکت اور روزی کا سبب بنایا ہے۔میں ان کی طرف کیوں مائل ہوا یہ الگ سے ایک داستان ہے، لیکن اس میدان میں مجھے اللہ نے عزت شہرت دولت ،دوستوں کی طویل فہرست اور ضرورت مندوں کا طویل سلسلہ مرحمت فرمایاآج یہی میری پہچان ہیں۔

حضرت والد مرحوم و مغفور کی شدید خواہش تھی کہ میں تعلیم و تعلم سے وابسطہ رہوں۔کچھ عرصہ ان کی خواہش کے مطابق درس وتدریس،امامت وخطابت سے وابسطہ رہا، یہ سلسلہ دس برس سے زائد برقرار نہ رہ سکا۔جب ضرورت مجھے طب و عملیات کی طرف لے آئی تو والد محترم کو ناگوار گزرا،فرمانے لگے میں نے بیٹے کو اس لئے تھوڑا پڑھایا تھا؟یہ تو بے کار نکلا۔دوسری طرف عوام وخواص نے اس میدان میں زبردست استقبال کیا گویا وہ اسی کے منتظر تھے۔

طب و عملیات کو بطور روزگار اپنانا تعلیم و تعلم میں رکاوٹ کا سبب ہے، لیکن دنیا کے جھکاؤ جذب کا سبب ہے،ان فنون سے وابسطہ لوگوں کو عمومی طورپر روزی روٹی کا مسئلہ کم ہی پیش آتا ہے کیونکہ غرض مند اور رجوع کرنے والے حق الخدمت کے طورپر اتنا کچھ تحفہ یا ہدیہ میں دے جاتے ہیں کہ انہیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے میں آسانی رہتی ہے۔دنیاوی لحاظ سے عزت و شہرت دولت ناموری بونس میں ملتے ہیں۔

ان دونوں فنون کو صدیوں سے معاشرہ میں تفوق حاصل رہا ہے،اس راہ سے جہاں خدمت کے مواقع میسر آتے ہیں ،وہیں پر گمراہ لوگوں کے ہاتھ میں زبردست ہتھیار بھی ثابت ہوئے ہیں۔ دنیا میں بسنے والے لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کا کسی نہ کسی طرح ان فنون کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ہو کبھی تو ان فنون کے حاملین کے سامنے اس قدر لجاجت اختیار کرنا پڑتی ہے کہ۔۔۔نہ پوچھیں۔

سعد طبیہ کالج کا ادارہ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا تاکہ اہل علم کو اس طرف لایا جاسکے کہ جو آپ کے پاس ہے اسے ٹھیک انداز میں اختیار کرلیں تاکہ دوسروں کی دست نگری سے محفوظ رہ سکیں ۔اپنی طبّی ضروریات کو پورا کرسکیں۔دوائوں پر خرچ ہونے والے سرمایہ کثیر کو دوسروں کی ہتھیلی پر رکھنے سے باز رہیں صحت کو قیام کو یقینی بنا سکیں،خدانخواستہ اگر بیمار پڑ جائیں تو صحت کو لوٹانے میں اپنی مدد آپ کے تحت اپنے جوہر دکھا سکیں۔ایک سنت متروکہ کو زندہ کرنے کا ثواب پا سکیں۔اپنے زیر کفالت افراد و طلباء کی صحت کو برقرار رکھنے کا راز پا سکیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راقم الحروف کی ان موضوعات پر کئی ایک تالیفات پہلے سے داد تحسین حاصل کرچکی ہیں (1)قران کریم کا میواتی زبان میں ترجمہ (2) سیر الطیبات یعنی بنات اربعہ (3) سیرت سیدنا حسن بن علی (4) حاشیہ تعلیم الاسلام (5) فضائل امت محمدیہ علیہ السلام (6) حضور ﷺ اپنے گھر میں (7) شجرہ خلفائے راشدین (7) ازواج مطہرات اور ان کے علمی کارنامے۔(8) جن کو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی (9) دربار نبوت سے جنت کی بشارت پانے والے لوگ۔(10) کسب معاش اور اسلامی نقطہ نظر (11) چھ معاشرتی برائیاں Qari younas,

طب کے موضوع پر۔

(1) غذائی چارٹ (2) تیر بہدف مجربات (3) 15 گھریلو اشیاء کے طبّی فوائد (4) منتخب نسخے (5) قران کریم سے اخذ کردہ طبّی نکات (6) حاصل مطالعہ (7) تحریک امراض اور علاج (8) مدارس کے طلباء اور علماء کے لئے طب سیکھنا کیوں ضروری ہے؟ (9) وضو اور مسواک کے روحانی و طبّی فوائد (10) خواص المفردات یعنی جڑی بوٹیوں کے خواص (11) کتب سماوی میں مذکورہ نباتات کے طبّی خواص (12) ادویہ سازی (13) جادو اور جنات کا طبّی علاج (14) معجزہ تخلیق انسانی۔ قران اور طب کی نگاہ میں (15) بچے میں روح کب پھونکی جاتی ہے ؟ قران و طب کی نظر (16) صحاح ستہ میں مذکورہ طبّی احادیث اور ان کی تخریج (17) طب نبوی عصر حاضر کے تناظر میں (18) صحت کے لئے 6 ضروری چیزیں۔(19) چہل احادیث فی الطب۔(20) فالج اور طب نبوی ﷺ۔(21) احادیث میں مذکورہ غذائیں اور دوائیں۔فہرست (22) احادیث مبارکہ سے اخذ کردہ طبّی نکات (23) الاطعمہ والاشربہ فی عصر رسول ﷺ کا اردو ترجمہ-(24) التداوی بالمحرم۔ (25) طب نبوی اجتہاد و تجربہ ہے یا وحی ہے؟ (27) طب نبوی میں غذا کی اہمیت و افادیت (28) قران ۔طب نبوی ﷺ اور جدید انکشافات (29) قران انسان اور طب۔ (30) کتاب الامراض والکفارات والطب والرقیات (31) نبض تحریکات اور علامات (32) ارنڈ کا تیل اور اس کے طبّی فوائد (33) اسرار طب نبوی ﷺ (34) احادیث میں مذکورہ غذائی اور دوائیں ۔(35) کتاب الفاخر من الطب لرازی جلد اول۔ نئی کمپوزنگ ۔(36) قہوہ جات

کااستعمال (37)ککڑ چھڈی کے طبّی فوائد (38) نیم کے سحری خواص(39) طب نبویﷺ میں اعضائے جسم کی حفاظت۔نئ کتاب کا عنوان قاری یونس(40)سعد طبیہ کالج فارمیسی کے مجربات(41)کتاب التیسیر فی المداوۃالتدبیر ابن زہر۔جلد اول۔(42)گل بابونہ کے عجیب و غریب فوائد(43)اونٹ کے طبّی فوائد(44)دروس الطب(45)خواص تربوز طب نبوی کے آئینہ میں(46)نسخہ سہ اجزائی۔

عملیات کے موضوع پر۔

(1)جادو کی تاریخ(2)منزل اور اس کے مسنون خواص(3)قدماء کے مجربات (4)آپ کی ضرورتیں اور ان کا حل(5)جادو کے بنیادی قوانین اور ان کا توڑ (6)جادو اور جنات کے توڑ کے لئے عرب و عجم کے مجربات (7) تعوذات (8)آپ بھی عامل بن سکتے ہیں (9)وظائف و عملیات کے موثر ہونے کے گر۔(10)حروف صوامت،(11)جادو کی تاریخ، (12)میرے علمیات و مجربات۔دروس العملیات،(13)عملیاتی ابجدیں وغیرہ

میواتی زبان میں لکھی گئی کتب۔

(1)میواتی کھانا(2)میہری(3)اسلام اور پسند کی شادی(4)مرد بھی بِکتے ہیں۔۔۔جہیز کے لیے(5)میو سوملاقات۔(6)ہم کہا کرسکاہاں؟

وباللہ التوفیق۔۔۔قاری محمد یونس شاہد میو۔منتظم اعلی سعد طبیہ کالج کاہنہ نولاہور پاکستان

فہرست عناوین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

صحت کس لئے؟

قال العلامۃ البغدادی۔

حفظ الصحۃ من افضل المطالب۔فان بها یحصل امر الدین والدنیا (التداوی بالبان الابل)

صحت کی حفاظت بہترین مطالب (زندگی ہے) کیونکہ اس کی (برکت) سے دین و دنیا میں کامیابی ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں انسانی تخلیق اپنی عبادت کے لئے کی ہے وما خلقت الجن والانس الالیعبدون عبادت صحت مند روح اور تندرست جسم کے ساتھ ہی کی جاسکتی ہے یہ اصول ہمیں اس طرف راہنمائی کرتا ہے کہ انسان خود صحت مند رہے اور ہر وہ طریقہ و ذرائع اختیار کرے جو صحت کو برقرار رکھے یا اس کی طرف راہنمائی کرے۔

عبادت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں

(۱) قلب سلیم۔یکسو دل تاکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر روح کا ارتکاز کیا جاسکے اگر جسم تندرست نہ ہو تو دل کا ارتکاز ہر گز نہیں ہو سکتا۔

(۲) جسم میں نشاط اور رغبت چستی تاکہ نماز اور عبادت اور علمی خدمات کے لئے ہر قسم کے سخت موسم اور بہترین اوقات میں جایا جاسکے، نماز کے لئے مسجد میں بروقت حاضر ہوسکیں۔ جہاد اور دیگر امور خیر میں جسم کی ناسازی یا کمزوری کا کوئی عذر رکاوٹ نہ بن سکے۔ حقوق العباد حقوق اہل خانہ اور اقرباء کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مستعد رہے، رزق حلال کمانے کے لئے ہر وقت جسم مستعد وتوانا رہ سکے۔ مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ نے جو معاشرتی و خانگی ذمہ داریاں عائد کی ہیں انہیں پورا کیا جاسکے۔ چاق و چوبند صحت سے بھرپور انسان ہر ایک کی توجہ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی تیمارداری کے لئے تشریف لاتے تو ان الفاظ میں دعا دیا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ فَلاَ نَايَنْكَأُ لَكَ عَدُواًأَوْ يَمْشِ لَكَ إِلَى الصَّلاةِ))(جنازة)

اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفاء دیتا کہ تیرے دشمن کا مقابلہ کرے یا تیری رضا کی خاطر نماز کے لئے جائے (ایک روایت ہے جنازہ کے ساتھ جائے) (ابوداؤد۔احمد، ابن حبان الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃإلی الجامع الصغیر (92/1) عبادت کے لئے صحت و عقل دونوں اہم ہیں اللہ تعالیٰ نے مضر صحت اور مضر عقل چیزوں کو حرام اور مثل خبیث قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو ان کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے۔

تندرستی سے ہی انسان عبادت کرسکتا ہے۔ تندرستی سے ہی انسان معاشرتی تعلقات کو نباہ سکتا ہے تندرستی ہی ایسی نعمت ہے جس سے حسن معاملات کرسکتا ہے اور تندرستی سے انسان زندگی کا حقیقی لطف اٹھاسکتا ہے۔

صحت و سقم کے بارہ میں مومن کے لئے بشارت وخوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت صہیب (رض) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا مجھے تو مسلمانوں کے معاملات پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے معاملے میں سراسر خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے کہ گر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر

کرتا ہے جو کہ اس کے لیے سراسر خیر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی سراسر خیر ہے، باب المؤمن أمرہ کلہ خیر۔ صحیح مسلم (2295/4)

گر مفلسی نہ ہو غالب

تندرستی ہزار نعمت ہے۔

تندرستی کی کوئی قیمت نہیں ہے اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا لیکن کچھ نعمتیں اس قدر اہم ہیں جو اس زندگی کے ساتھ ساتھ قیامت میں بھی سوال و جواب کا سبب بنیں گی ان میں ایک تندرستی بھی ہے ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا"روز قیامت سب سے پہلے بندے سے عطاء کردہ نعمت کے متعلق سوال کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہم نے تمہارے جسم کو تندرست نہیں بنایا تھا اور (ٹھنڈے) پانی سے تمہیں سیراب نہیں کیا تھا(ترمذی کتاب التفسیر۔ابن حبان) اچھی صحت کے لئے ہر انسان کو فکر مند رہنا چاہئے اہل اسلام کے لئے کچھ زریں ہدایات موجود ہیں۔

سنن النسائی کی حدیث کا مطالعہ کیجئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا"تم اللہ سے فضل و عافیت اور صحت مانگو"نبی کریم ﷺ کی ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اچھی صحت کے لئے ہر انسان کو تمام تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، لیکن احتیاط کے باوجود بیماری لاحق ہو جائے تو پریشان نہ ہوں طب نبوی ﷺ کا میدان عمل تمہارے سامنے ہے، جہاں علاج و معالجہ کرکے اللہ کی رحمت کے بل بوتے پر کھوئی ہوئی صحت کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔۔

اسلام نے صحت کے قیام اور امراض سے بچاؤ کے لئے خصوصی ہدیات دی ہیں۔ہر اس چیز سے بچنے کی تاکید کی ہے جو صحت کے لئے نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔انسانی صحت وہ مال ہے جس کی بنیاد پر زندگی کا سودا کیا جاتا ہے۔ایمان وہ طاقت ہے جس سے بحث علمیہ کے قوی نتائج حاصل ہوتے ہیں، علم بغیر ایمان کے اندھے کی طرح چلنا ہے اور ایمان بغیر علم کے اندھے کی لاٹھی کا ٹٹولنا ہے"یعنی ایمان علم کے اور علم بغیر ایمان کے ادھورے رہتے ہیں

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے

پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

طب کی تعریف

العلم علمان علم الأبدان وعلم الأديان

تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل (564/1)

طب: طب کا معنی لغت عرب میں علاج کرنا یا جادو کرنا لیکن اصطلاح میں اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے جسم انسانی کی حالت صحت و مرض معلوم ہو غرض اس علم سے حفظ صحت ہے یعنی صحت کو بحال یا محفوظ رکھنا جب کہ وہ حاصل ہو اور اس کو واپس لوٹانا جب کہ وہ زائل ہو گئی ہو (تاریخ الطباء) والطبيب في الأصل: الحاذق بالأمور العارف بها، وبه سمي الطبيب الذي يعالج المرضى ونحوه۔ طبیب دراصل ان امور میں مہارت رکھنے والے کو کہتے ہیں جو مریضوں کے علاج میں درکار ہوتی ہے۔ الصحاح ولسان العرب، والمصباح المنير مادة: " طبب۔۔الموسوعة الفقهية الكويتية (135/12). أبو محمد عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام بن أبي القاسم بن الحسن السلمي الدمشقي، الملقب بسلطان العلماء (المتوفى: 660هـ-) لکھتے ہیں۔ طب ایک قانون کی حیثیت کی مالک ہے جس میں تندرستی اور حفظان صحت کے مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے اور بیماریوں اور کمزوریوں سے حفاظت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ قواعد الأحكام في مصالح الأنام (6/1)

امام ذہبی لکھتے ہیں: طب کا موضوع روح نفس اور عقل کا علاج ہے (طبقات الاطباء والحکماء ص57) جالینوس کا قول ہے حفاظت صحت اور ازالہ مرض کا نام طب ہے (مفتاح السعادة303/1)

علامہ طیّبی لکھتے ہیں: طب ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کو صحت کو لوٹانے اور اس کی حفاظت کو یقینی بنائے یعنی طب جسمانی وہ طریقہ ہے جو صحت کو لوٹانے کا ذریعہ ہے اس کا کوئی بھی طریقہ ہو سکتا ہے جیسے جڑی بوٹیاں دیگر ادویات کے ذریعہ صحت کی حفاظت کرنا اور کھانے پینے اور غذا کی ترتیب بنانا وغیرہ (فتوح الغيب في الكشف عن قناع الريب (حاشية الطيبي على الكشاف) (364/9)

علوم ہونا چاہئے کہ طب کی دو قسمیں ہیں ایک قیاسی جسے یونانی کہا جاتا ہے یہی طب اکثر شہروں میں رائج ہے،دوسری تجارباتی طب ہے یہ عرب اور ہند میں رائج ہے،اکثر خواص نبی ﷺ سے ثابت ہیں یہ عمومی طورپر عربوں کی خاصیت شمار ہوتی ہے،البتہ وہ طب جو نبیوؑ کے ساتھ خاص ہے جووحی کے توسط سے علم کے طورپر حاصل ہوئی ہے۔اس کے اسرار ورموزتک پہنچنا اطباء کے بس کی بات نہیں ہے نہ اس کے خواص کو حکماء پاسکتے ہیں۔الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری(208/20)

طب لغت عرب کے اعتبار سے۔عربی زبان میں طب کے کئی معانی بیان کئے گئے ہیں۔

طب علاج جسمانی و نفسانی کو کہا جاتا ہے یا پھر اپنے میدان کا ماہر و عالم کو طبیب کہا جاتا ہے(ترتیب قاموس المحیط50/3)ابن اثیر کہتے ہیں کسی بھی معاملہ میں گہری نظر رکھنے والے کو کو کہا جاتا ہے جیسے ماہر معالج کو طبیب کہتے ہیں۔(النہایہ فی غریب الاحدیث110/3)۔جوہری کہتے ہیں ہر سیانے آدمی کو عرب لوگ طبیب کہتے تھے(الصحاح170/1)۔طبیب کو ساحر بھی کہا جاتا تھا،ابن منظور لکھتے ہیں۔والمطبوب مسحور(لسان العرب554/1)

طب کے فوائد و ثمرات۔

طب جسم کو بیماریوں سے محفوظ اور غیر معتدل صورت حال سے بچانے کا نام ہے۔اس کے لئے جو بھی طریقہ علاج اختیار کیا جائے ابن خلدون کہتے ہیں طب صحت مندوں کی صحت کو بانے اور بیماروں سے امراض کے خاتمے کا نام ہے۔اس قدر کوشش کرنا کہ مریض کی مرض سے خلاصی ہوجائے(مقدمہ415)

طاش کبری زادہ لکھتے ہیں۔طب کے منافع کھلے ہوئے ہیں کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے،اس علم کے شرف و فخر اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں۔العلم العلمانم،علم الطب للبادن وعلم الفقہ للادیان(مفتاح السعادۃ303/1)

طب نبوی کے معنیٰ و مفہوم

قران کریم نے حکمت و دانائی کو خیر کثیر قرار دیاہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (269)

جسے چاہے وہ حکمت عطاء فرمائے اور جسے حکمت سے نوازا گیا اسے بہت بڑی خیر (بھلائی) دیدی گئی یہ بات عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں۔ حکیم محمد علی بلوچ صاحب کی یہ تشریح مجھے بہت پسند آئی کہ " خیر کثیر سے مراد یہ ہے کہ اسے کسی کی محتاجی نہیں رہتی"۔

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کی، اے اللہ کے رسول، اللہ کے ہاں محبوب ترین کون ہے؟ اور کون سے اعمال اللہ کو زیادہ پسند ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ ہے، جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے، مشکل دور کرتا ہے، قرض ادا کردیتا ہے، بھوک مٹاتا ہے۔ اور کسی شخص کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا، مجھے مسجد نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے بھی زیادہ پسند ہے۔ (الصَّحِيحَة: 906, صَحِيح التَّرغِيبِ وَالتَّرهِيب: 2623)

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

گفت حکمت خدارا خیرے کثیر

ہر کجااین خیر رابینی بگیر

طب نبوی ﷺ کے معنی اور مفہوم نہ تو طب کی کتاب کے ہیں اور نہ ہی اس سے مراد کسی طبّی نسخہ ہے لہٰذا اس کا موازنہ موجودہ طبّی علم سے کرنا طریق قدیم طبّی کتابوں سے اس کا مقابلہ کرنا ایک نامناسبت طریقہ ہے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے اسلامی انقلاب صرف ایک دینی انقلاب نہیں ہے بلکہ دنیاوی انقلاب بھی ہے یا یوں کہا جائے کہ یہ ایک ہمہ جہتی انقلاب تھا جسکا مقصد پورے نظام زندگی میں انقلاب لانا تھا اور طب نبوی بھی اسی مقصد کا ایک حصہ ہے اسی طرح طبّی انقلاب کو اسلامی انقلاب کا ایک حصہ کہا (مانا) جاسکتا ہے، یہ سچائی تاریخ پر نظر رکھنے والوں کے سامنے بخوبی آشکارا ہے، طب نبوی اصل میں نام ہے ایک پیغام کا جو طب کے سلسلہ میں ذہنوں کو جھنجھوڑتا ہے۔ طب نبوی ﷺ نام ہے اس ہدایت کا جو ہمیں دوا اور دعا کی ضرورت کو سمجھنا کے لئے دی گئی، طب نبوی نام ہے ایک نصیحت کا ان لوگوں کے لئے جو علاج و معالجہ میں روحانی علاج

کے نام سے غلط روایات کا شکار رہتے ہیں، طب نبوی فہمائش ہے ان حضرات کے لئے جو مرض کو تقدیر الہی سمجھ کر علاج و دوا کو گناہ سمجھتے ہیں، طب نبوی نام ہے اس کا حکم کا جو رسول اللہ نے انسانوں کو طب کے میدان میں نئی راہیں تلاش کرنے کے لئے دیا، طب نبوی کے پیغامات، ہدایات، نصائح اور احکامات اصل میں قران کریم کے ارشادات کی روشنی میں دئے گئے ہیں حضرت علی سے مروی ہے ''بہترین دوا قران ہے''ابن ماجہ بحوالہ طب نبوی اور نباتات احادیث 45)

بے شک نبی ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے طبّی ذخیرہ میں خواطر خواہ اضافہ فرمایا جیساکہ طب نبوی کے موضوع پر لکھی ہوئی کتب سے واضح ہوتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ عہد خلفائے راشدین میں طبّی دنیا کی روم و فارس کے توسط سے پہنچے والے ذخیرہ میں بھی اضافہ کیا تاریخ کے مطالعہ کرنے سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ منہج المحد ثین (ص:319)

دائرہ معارف میں طب نبوی ﷺ کے بارہ میں بہت عمدہ تعریف کی گئ ہے۔ طب نبوی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو قران و حدیث میں وارد ہوئی ہو اور اس موضوع پر مسلم علماء نے اس کی تعریف میں لکھا ہو(دائرہ معارف 220/11)

مطب کے موضوع پر احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے علمائے امت نے اس پر کام بھی کیا ہے لیکن یہ کام جس محنت و توجہ کا متقاضی تھا اس سے انصاف نہیں کیا گیا شاید یہ کام دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑنا مناسب سمجھا گیا۔تاریخ اسلامی میں یونانی زبان میں لکھی گئ طبّی کتب کو تو عربی میں ڈھال لیا گیا لیکن جو ذخیرہ وحی و متلو غیر متلو میں موجود تھا اسکی طرف توجہ نہیں دی گئ۔

علاج و معالجہ احادیث کی روشنی میں

فقہائے اسلام نے انسانی حرمت کو جابجا بیان فرمایا ہے۔ معتبر کتب فقہ میں یہ مقولہ مشہور ہے بِاَنَّ الْآدَمِیَّ مُحْتَرَمٌ حَیًّا وَمَیِّتًا .۔(المبسوط للسرخسی (159/9) کہ انسان کی حرمت ہر حال میں برقرار رہے گی وہ زندہ ہو یا مردہ۔

أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923ھ-)لکھتے ہیں۔ نبی ﷺ کھانے پینے کے معاملات میں کھانے کی خوبیوں اور ان کے طبّی خواص کو مد نظر رکھتے اوران کی طبّی افادیت و ضرورت کالحاظ رکھتے تھے۔اگر کسی کھانے میں فوائد کے لحاظ سے ترمیم کی ضرورت ہوتی تواس کی رعایت ضرور کی جاتی تھی۔ایک چیز کی اصلاح دوسری کے ذریعہ کی جاتی تھی جیسے کھجور کی تعدیل تربوز کے میلاپ سے کی جاتی تھی۔ اور یہی (طبّی) مرکبات کی بنیاد ہوتی ہے۔المواهب اللدنية بالمنح المحمدية(164/2)

طب علمائے کرام کی نظر میں۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

حکمت اشیاء فرنگی زاد نیست۔۔اصل او جز لذت ایجاد نیست

نیک اگر بینی مسلمان زادہ است۔۔ایک گوہر از دست ماافتاداست

ایں پری از شیشہ اسلاف ہست۔ باز صدش کن از او قاف ماست

ابو اسحٰق حربی کہتے ہیں علم تین قسم کے ہیں۔علم دنیاوی اور علم اخروی۔علم دنیا تو صرف دنیا تک محدود رہتا ہے آخرت میں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔علم آخرت میں و دنیامیں مفید علم القران علم السنن علم الفقہ،رہی دنیاعلوم کی بات تو علم الطب، علم نجوم،رہی تیسری قسم جو دنیامیں فائدہ دیتے ہیں نہ آخرت میں،وہ شعر و شاعری اور کھیل کود ہیں۔جامع بيان العلم وفضله (792/2) امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں ان احادیث سے جواز ثابت ہوتا ہے،جو علم الدین اور دنیا علم صحت علم الطب اور جواز طب میں وارد ہیں مثلاً حجامہ کرنا دوائوں کا پینا، ناک میں نسوار سونگھنا، فصد کھولنا،دم جھاڑا کرنا یہ اس حدیث کے خلاف نہیں جو متوکلین پر نزول ملائکہ کے بارہ وارد ہے۔شرح النووي على مسلم (197/14)

...ازری کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ علم الطب کی طرح کئ علوم تفصیل کے محتاج ہوتے ہیں کیا دیکھتے نہیں کہ ایک چیز ایک وقت میں فائدہ دیتی ہے وہی چیز دوسرے وقت میں نقصان کا سبب بنتی ہے۔شرح الزرقاني على الموطأ(524/4)

۔ابن قیم کہتے ہیں طبیب کے سامنے بیسیوں اسباب و عوارض ہوتے ہیں،ادب کبری نامی کتاب میں ابن ہبیرہ کی بات نقل کی گئی ہے کہ،علم طب فرض کفایہ ہے۔سبل السلام (2/ 363)کشاف القناع عن متن الإقناع (3/ 34)الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود (ص:10)

والکافیجی.وکان مبرّزا فی الطب....درس علیہ ابن حجر رحمہ اللہ علم الطب.۔

۔۔کتب فقہ۔

حکم التداوی//البنایۃ شرح الہدایۃ (267/12)

(بَابُ طَلَاقِ الْمَرِيضِ)//البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری (46/4)

کعب بن مالک کی روایت ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنی بیماری کے لئے طبیب کو طلب فرمایا تھا۔أخبار مكة للفاكهي (199/3)

حضرت سفیان ثوری کو کہتے سناگیا:الْعِلْمُ طَبِيبُ الدِّينِ وَالدِّرْهَمُ دَاءُ الدِّينِ فَإِذَا جَذَبَ الطَّبِيبُ الدَّاءَ إِلَى نَفْسِهِ فَمَتَى يُدَاوِي غَيْرَهُ۔حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء (361/6)

طبیب سے مرض کو پوشیدہ رکھنا کم عقلی ہے۔الحلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء (237/10)

ابن اسماعیل نے ایک بار بیماری کی حالت میں یہ اشعار کہے۔۔بہت سے مریض مایوسی کی حالت کے بعد میں زندہ دیکھے گئے۔جب کہ طبیب و عطار ان سے پہلے مر گئے

الطیوریات (520/2)

طب نبوی ﷺ اور علماء کی ذمہ داری۔

علوم کی اقسام

قَالَ: أَبُو إِسْحَاقَ الْحَرْبِيُّ: «الْعُلُومُ ثَلَاثَةٌ عِلْمٌ دُنْيَاوِيٌّ وَأُخْرَوِيٌّ، وَعِلْمٌ دُنْيَاوِيٌّ، وَعِلْمٌ لَا لِلدُّنْيَا وَلَا لِلْآخِرَةِ، فَالْعِلْمُ الَّذِي لِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عِلْمُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفِقْهُ فِيهِمَا، وَالْعِلْمُ الَّذِي لِلدُّنْيَا عِلْمُ الطِّبِّ وَالتَّنْجِيمِ، وَالْعِلْمُ الَّذِي لَا لِلدُّنْيَا وَلَا لِلْآخِرَةِ عِلْمُ الشِّعْرِ وَالشُّغْلِ بِهِ جامع بیان العلم وفضلہ/المؤلف:أبو

عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی: 463ھ)

نبی ﷺ کی خدمت میں اطباء کی مشاورت

حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی کو قران کو زیادہ جاننے والا اور فرائض کے بارہ میں معلومات رکھنے والا اور حلال و حرام کی پہچان کرنے، شعر و ادب میں ید طولی رکھنے والا عائشہ سے بڑھا ہو [صفوۃ ص ۳۲ ج ۲۔حلیۃ الاولیاء ص ۴۹ ج ۲ ہدیۃ الحیاریٰ ۱/۱۲۴] ایک صفحہ آگے اسی کتاب میں روایت ہے کہ عروہ کہتے ہیں کہ اے خالہ ! مجھے اس بات پر کوئی تعجب نہیں کہ آپ فقیہ ہیں کیونکہ آپ نبی ﷺ کی بیوی ہیں نہ مجھے ایام عرب و نسابی پر حیرت ہے کیونکہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں۔ مجھے اگر تعجب ہے تو آپ طبّی معلومات و مہارت کی بناپر ہے کہ یہ کہاں سے حاصل کیا ہے؟] مسند احمد ۶/۶۷ مستدرک حاکم ذکر عائشہ، حلیۃ الاولیاء ص ۵۰ ج ۲ الحاوی للفتاوی میں ایک مستقل فصل المنحۃ فی السبحۃ کے نام سے موجود ہے اہل ذوق مراجعت کریں]

یعنی رسول اللہ ﷺ کی خدزمت اقدس میں جو مہمان گرامی تشریف لاتے ان سے مختلف امور میں بات چیت ہوتی مختلف لوگوں کے زندگی کے مختلف شعبوں میں ہونے والے تجربات بیان کئے جاتے بالخصوص طبّی معلومات کو اخذ کرنا اس وقت اخذ علم کے میدان میں ایک ندرت تھی۔ذہانت کا تقاضا ہے کہ جہاں جو کام کی بات ملے اسے محفوظ کرلو۔

کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن یاخذھا حیث وجدھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے امت پر بہت احسانات فرمائے ہیں اور اہل علم کے لئے ایک راہ متعین فرمائی ہے کہ عام محافل یامہانوں کی موجودگی میں ہونے والی علمی گفتگو اور ان میں چھپے ہوئے علمی نکات کو محفوظ کرلیں تاکہ یہ تجربات بعد میں کام آسکیں۔

سب سے بڑے معلم کی،اسلام کے سب سے پہلے قاضی کو ہدایات

رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو کچھ باتیں بطور ہدایت و راہنمائی کے لئے فرمائیں: معاذ! اپنے کو آرام طلبی سے بچائے رکھنا (مراۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (3295/8) یہ نصیحت زریں ان لوگوں نے اپنے پلے باندھی تھی آج بھی اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔حضرت معاد بن جبل کو دی جانے والی ہدایات وہ جن پر امت کے بہت بڑے طبقے کا عمل ہے ان ہدایات کو بطور حجیت کے پیش کیا گیا ہے۔قران، حدیث اجماع و استنباط کا سب سے پہلا سرچشمہ یہی ہدایات ہیں۔

عیش و عشرت میں پڑنے کی ممانعت

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فارس میں رہنے والے مسلمانوں کو لکھا تھا کہ تم لوگ عیش و عشرت میں پڑنے اور مشرکوں کا سا لباس پہننے سے بچو اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ عیش و عشرت اور عجمیوں کے لباس کو چھوڑ دو۔امام احمد اور ابو نعیم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں (إياكَ والتنَعُّمَ فإن عِبادَ اللهِ ليسُوا بالمتنعِّمين) . لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح (482/8)

تم لوگ ناز و نعمت و عیش و عشرت میں پڑنے سے بچو اس لیے کہ کے بندے ناز و نعمت میں نہیں پڑتے۔ناز و نعمت سے مراد یہ ہے کہ انسان ضرورت سے زیادہ لذتوں اور طیبات میں منہمک ہو جائے اور عیش و عشرت اور ناز و نخرے میں پڑا رہے،ظاہر بات ہے کہ ہمیشہ راحت میں پڑے رہنے کی عادت سے انسان دعوت و ارشاد اور جہاد کے فریضہ سے پیچھے رہ جائے گا اور آزادی و بے راہ روی کی وادیوں میں پھسلتا رہے گا اور یہ چیز بیماریوں اور امراض کے پھیلنے کا ذریعہ بھی ہے (اسلام اور تربیت اولاد مکمل جلد 1 صفحہ نمبر: 201)

اللہ تعالیٰ نے اس کائینات کو ایک خاص نظم و قانون کے تحت پیدا فرمایا اور اسے خاص قانون کے تحت چلا رہا ہے۔وہ خالق ہے ساتھ میں رازق بھی ہے۔جو انسان کے پیچیدہ ترین جسم و دل و دماغ اور جگر بنائے ہیں۔انسانی فکر جب ان پر غور و فکر کرنے لگتی ہے تو چکرا کر رہ جاتی ہے جسم انسانی کو

تروتازہ رکھنے اور اسے زندہ رکھنے کے لئے بدل ما یتحلل کا نظام ہر وقت خودکار انداز ہیں کام میں لگا ہوا ہے، سوتے جاگتے، مصروف، فراغت کے اوقات میں بھی وہ اپنے اس کام سے غافل نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ بغیر کچھ کئے اس کا پیٹ بھر سکے۔لیکن دستور یہ ہے کہ جتنا کچھ کروگے اتنا ہی ملے گا(سورہ النجم) مصروفیت اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس انسانی ماتھے کا جھومر ہیں۔کیا دیکھتے نہیں کہ سود کو اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس میں کمائی تو ہوتی ہے لیکن انسانی صلاحیتیں بے کار ہو کر رہ جاتی ہیں (حجۃ اللہ البالغہ)

مدینہ شریف کے ایک حکیم کا واقعہ

نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں ایک حکیم صاحب مدینہ آ گئے۔ان کو معلوم ہوا کہ اس علاقے میں کوئی ڈاکٹر نہیں، کوئی کلینک نہیں، کوئی طبیب نہیں، کوئی حکیم نہیں۔ چلو ہماری دوکانداری چلے گی، تو آکے بیٹھ گئے اور اپنی دکان کھول لی۔اللہ کی شان کوئی مریض نہ آیا۔یہ بات تو واضح ہے کہ اگر دکان پر سیل نہ ہو، آمدورفت نہ ہو دکاندار تو پریشان ہو جائے گا۔اب وہ تو حکیم تھے کوئی بیمار آیا ہی نہیں تو ایک دن نبی ﷺ کے پاس انہوں نے ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیمار نہیں ہوتے کیونکہ یہ لوگ اس وقت کھانا کھاتے ہیں جب انہیں بھوک لگتی ہے اور اس وقت چھوڑ دیتے ہیں جب تھوڑی سی بھوک باقی ہو۔یہ ایک ایسا پیارا اور سنہرا اصول ہے کہ انسان اگر اس کو اپنا لے تو بہت کم بیمار ہوگا۔گلدستہ سنت جلد نمبر 1 صفحہ نمبر: 29

مدارس عربیہ کے طلباء اور علماء کے لئے

طب سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

فصح إن الطب أفضل العلوم۔المنهاج في شعب الإيمان (199/2)

طب علوم میں سے بہترین علم ہے۔یہ وہ علم ہے جس کی اہمیت و افادیت سے کسی قوم یا فرد کو ہر وقت ضرورت محسوس ہوتی رہتی ہے۔طب انسان کی بنیادی اور شرعی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے اس فن میں مہارت پیدا کرنا فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے،اس کے بیش بہا فوائد و ثمرات ہیں۔قران/حدیث/فقہ اور انسانی زندگی کے اہم پہلو بغیر طبّی معلومات کے مکمل دکھائی

نہیں دیتے۔ اسلام ایک دین فطرت ہے انسان کی جائز ضروریات کی تکمیل اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔پیش آمدہ مسائل کا حل انسانی نسل کی گرتی ہوئی صحت اور ناقص خوراک اور پانی کی آلودگی اور ملاوٹ نے انسانی صحت کے لئے سوالیہ نشان بنا کر رکھ دیا ہے۔

طب نبوی میں اس قدر رہنمائی اور ہدایات موجود ہیں کہ جام صحت کو چھلکنے سے بچایا جاسکتا ہے ۔ایک دینی ادارہ کا طالب ہو یا پھر ایک ذمہ دار استاد یا پھر مدرسہ کا کوئی خدمت گزار عمومی طورپر طبّی لحاظ سے تہی دامن ہوتے ہیں ان کی لائبریری میں طب و حکمت کی امہات کتب رکھی ہوئی ملتی ہیں لیکن شاید ہی کوئی ان کی گرد و غبار جھاڑ نے زحمت گوارا کرتا ہو ؟ طب کا وہ شریف ہے جسے مدارس میں لازمی مضمون کے طورپر نہیں تواختیاری مضمون کے طورپر رائج کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اس کے بغیر قران و حدیث فقہ کی تفہیم کماحقہ نہیں ہو سکتی۔جس وقت قران و حدیث کے دروس ہوتے ہیں توتاکید کی جاتی ہے کہ ایک سنت کااحیاء سو شہیدوں کے اجر کا موجب ہے۔قران و حدیث کاایک ایک لفظ عمل کے لئے ہوتا ہے اس کی تعلیم وتدریس کابنیادی مقصد ہی عمل ہوتا ہے۔

علامہ مجدالدین فیروزآبادی لکھتے ہیں:

اور میں جانتا ہوں کہ طب نبوی مروجہ اطباء کی طبابت کی طرح نہیں ہے کیونکہ طب نبوی ایک یقینی علم ہے کیونکہ اس کا منبع و ماخذ وحی الہٰی ہے اور دیگر اطباء اسے محنت وکاوش اور دماغ سوزی کے بعد حاصل کرتے ہیں ان کے علم میں گمان و تخمینہ شامل ہوتا ہے اور تجربات میں خطرہ ہوسکتا ہے۔جب کہ طب نبوی میں ایسا نہیں ہے،اگر کسی کو طب نبوی کے راستہ سے فائدہ نہیں ملتا تو سمجھ لو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔کیونکہ یہ علاج یقینی ہے۔قران کریم کے بارہ میں واضح ہے کہ یہ تو دلوں کی بیماریوں کو بھی شفاء بخشتا ہے لیکن یہ اخلاس کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے(سفر السعادۃللفیروزابادی (ص:229)

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کوئی بات بغیر عمل کے فائدہ مند نہیں ہوتی اور کوئی بھی قول و فعل نیت کے بغیر درست نہیں ہو سکتے۔اور قول عمل میں سنت کی موافقت ضروری ہے۔ جامع العلوم والحکم ت ماہر الفحل (68/1)

مدارس دینیہ کا بنیادی مقصد ہی خیر خواہی ہوتا ہے۔دین سراسر خیر خواہی ہے۔تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمانوں کو جس طرف سے کمزوری محسوس ہوئی اللہ نے اسی جہت کے تجدید کے لئے مخلص لوگوں کو منتخب کرکے بھیج دیا،اسلام کو ایسے لوگ دیے جاتے رہے جو اپنی نیت میں کھرے تھے جنہوں نے اپنا مطمح نظر دین کی خدمت قرار دیا اور ساری زندگی قول و فعل کی یکسانیت کے ساتھ کھرے ثابت ہوتے رہے۔

مہارت کے بعد مطب کرو۔

عمومی طور پر علماء کرام اور مدرسین بالخصوص جو گائوں یا دیہات میں خدمات سرانجام دیتے ہیں وہ دم جھاڑے کے علاوہ چند ادویات کا بھی سہارا لیتے ہیں۔کچھ تو کم زیادہ لیکن عمومی طور پر آئمہ مساجد ایسا کچھ کرتے ہیں۔اس بارہ میں معاصر ماہنامہ کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔": معالج کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس نے اپنے فن کو باضابطہ طور پر پڑھا ہو، محض چند سنی سنائی باتوں پر علاج شروع کر دینا درست نہیں ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے طب کا علم حاصل نہ کیا ہو وہ علاج کرے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا۔"من تطبب ولم یعلم منہ قبل ذلک الطب فھو ضامن' (ابوداؤد: ۶۳۰/۲) ۔اسی لیے فقہا نے ایسے طبیبوں پر پابندی لگانے کا حکم دیا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱۶۹/۷) ناواقف طبیب سے مراد وہ شخص ہے جس میں بیماری اس کی دوا کو سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو، دوائوں کے اثرات سے واقف نہ ہو، نیز دوائیں دیتا ہو اور اس کے ری ایکشن سے روکنے والی دواؤں کا علم نہ رکھتا ہو۔یبقی الناس دواء مھلکا ولا یقدر علی ازالۃ ضرر دواء اشتد تاثیرہ علی المرضی۔ (فقہ الاسلامی وادلہ: ۴۴۹/۵)

لہٰذا ایسے ناواقف اور کوتاہ طبیب کی کوتاہیاں قابل ضمان ہوں گی اور ان کو سزا دی جائے گی یہ سزا جسمانی سرزنش بھی ہو سکتی ہے، قید بھی اور خوں بہا بھی (بدایۃ المجتہد: ۲۳۳/۲)

جو معالج تعلیم یافتہ ہو، لیکن اس نے علاج میں کوتاہی سے کام لیا ہو، مناسب تحقیق نہیں کی ہو اور اس کی اس کوتاہی کی بناپر مریض کو نقصان پہنچا ہو، تب بھی وہ ذمہ دار ہوگا، اور اس سے ہرجانہ اصول کیا جائے گا، ہاں اگر اس نے فن طب کو پڑھا بھی ہو اور اصول کے مطابق علاج بھی کیا ہو و لیکن اس کے باوجود مریض کو صحت نہیں ہو سکی یا اس کا مرض اور بگڑ گیا، تو اب وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ چناں چہ مشہور فقیہ علامہ دردیر فرماتے ہیں: اذا عالج طبیب عارف ومات المریض عن علاجہ المطلوب فلا شیء علیہ۔ (سیر صغیر: ۲۲۰/۴) افسوس کے آج کل علاج کی ایسی سنگین کوتاہیاں سامنے آتی ہیں، کہ بعض دفعہ تو سَرجَن، قینچی اور چھری بھی، مریض کے جسم میں بھول جاتا ہے۔ ایسے غفلت شعار ڈاکٹر انسانیت کے خادم نہیں خائن ہیں، اور وہ سماج کے لیے رحمت کے بجائے زحمت ہیں۔ غرض یہ کہ طب وعلاج کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور معالج انسانی خدمت کے اعتبار سے سب سے اہم ذمہ داری انجام دیتا ہے۔ وہ اپنے پیشے میں اجرت کے ساتھ ساتھ اجر اور دنیا کے نفع کے ساتھ ساتھ آخرت کے نفع کو بھی پاسکتا ہے، بشرطیکہ وہ اس پیشہ کو تجارت کے طور پر اختیار نہ کرے، بل کہ اس میں خدمت کے پہلو کو بھی ملحوظ رکھے اور جھوٹ، دھوکہ اور حرام طریقہ پر کسب معاش سے اپنے دامن کو بچائے (ماہنامہ شاہراہ علم ربیع الثانی تا رمضان المبارک 1429 فقہ المناسبات نمبر صفحہ نمبر: 172

(ا) مفسر کے لئے طب سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

قران کریم کی تفہیم کے لئے تفاسیر کا مطالعہ کیا جاتا ہے اگر مفسر طب نہیں جانتا ہوگا تو وہ مضامین جو قران کریم میں طبی لحاظ سے بیان ہوئے ہیں تشنہ رہیں گے، لکھنے والا اگر فن طب سے نابلد ہوگا تو ان مقامات کو کس طرح بیان کرے گا؟ یا ان کی تفسیر کیسے کرے گا؟ جو انسانی صحت کے محافظ فن طب سے متعلق ہونگے۔

قران کریم کا اعجاز ہے کہ جو مصنف و مولف نے اس پر تفسیر لکھی اپنے ذوق کو ملحوظ خاطر رکھا اہل علم و فن کو جس جہت یا جس فن کے لحاظ سے کسی تفسیر کی ضرورت پیش آئی انہوں نے مطالعہ کے لئے منتخب فرمالیا مثلاً فصاحت و بلاغت اور زبان کی چاشنی کی ضرورت محسوس ہوئی تو علامہ

زمخشری کی الکشاف ۔بیضاوی کی معالم التنزیل کو منتخب کرلیا۔فلسفہ اور علوم غریبہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر کو کھول لیا۔نحو کی باری آئی تو ابولاحیان اندلسی کی بحر محیط اٹھا لی۔تصوف و معارف کے متلاشی۔۔۔۔اور فقہ و مسائل دینیہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو تفسیر مظہری کی ورق گردانی شروع کردی۔سائن و جدید شبہات کی تحقیق کے لئے رشید رضا کی المینار اٹھالی۔۔کتاب الاحکام کے لئے الجصاص۔روایات واسناد کے لئے طبری اور قرطبی کا سہارالیا وغیرہ اس بارہ میں راقم الحروف نے بھی جسارت کرتے ہوئے "قران کریم سے اخذ کردہ طبّی نکات" نامی کتاب لکھی ہے تاکہ اس قافلہ حق کے ساتھ ادنی سی مناسبت پیدا ہو جائے۔

قران کریم میں پنہا طبّی نکات واشارات کو سمجھ کران کی تشریح و توضیح اور ان کی نکات کی غرض و غائت سمجھنا ایک مفسر کی اہم ذمہ داری ہے کیونکہ اس کے قلم سے نکلنے والے الفاظ اور اس کے ذہنی افکار کی عکاسی الفاظ کی صورت میں ڈھلتی ہے وہی قلم و قرطاس کی مدد سے صدیوں تک راہنمائی کرتے ہیں ایک مفسر کے قلم سے کھینچے گئے خطوط کی مدد سے قارئین و ناقدین علمیت و قابلیت اور قران فہمی کی صلاحیت کا اندازہ کرتا ہے۔اپنی علمی تشنگی کا سامان سیرابی مہیا کرتا ہے۔

قران کریم میں جمادات، حجریات نباتات، شہد، دودھ، پھل اناج۔، حیوانات اکل و شرب، زندگی اور موت کے مہیں مسائل بکثرت بیان ہوئے ہیں صحت و سقم پرپر مغز اور سیر حاصل بحث موجود ہے ان فوائد و نکات کو وہی مفسر بیان کرسکتا ہے جو فن طب سے واقفیت رکھتا ہوگا اس کے علاوہ پاکی و نظافت۔وضو غسل کے مسائل، سفر میں انسانی طاقت کا تخمینہ۔عورتوں کے مسائل حیض و نفاس عدت، مرض کی صورت میں عبادات میں تخفیف، پیدائش سے لیکر جوانی بوڑھا اور مرتے وقت بلکہ اس کے بعد کے مسائل خالص فن طب سے تعلق رکھتے ہیں ان کی غرض و غائت تک صرف ایک حاذق حکیم ہی پہنچ سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ کے بارہ میں فرماتے ہیں ”ہر فن میں ایک ایک آدمی کو تیار کردیا تھا،اس فن کے طالب کو اسی کے سپرد فرمادیتے اور خود بیان حقائق و معارف اور ان کی تدوین و تحریر میں مصروف

رہتے، حدیث کا مطالعہ اور درس فرماتے تھے جس چیز کا کشف ہوتا تھا اس کو لکھ لیتے تھے، بیمار بہت کم ہوتے تھے، جد بزرگوار اور عم محترم (جو طبیب بھی تھے) لوگوں کا علاج کرتے تھے والد صاحب نے اس شغل کو موقوف کیا البتہ طب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے (تاریخ دعوت و عزیمت جلد ۵)

مفسرین کرام نے اپنی کتب طب و صحت پر بقدر ضرورت لکھا ہے قدماء کے رشحات قلم آج بھی موجود ہیں اور عصر حاضر میں بھی یہ طرز عمل بدلا نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اعتدال کے لفظی معنی ہیں برابر ہونا یہ لفظ عدل سے مشتق ہے اس کے معنی بھی برابر کرنے کے ہیں وصف اعتدال کی یہ اہمیت کہ اس کو انسانی شرف وفضیلت کا معیار قرار دیا گیا، ذرا تفصیل طلب ہے، اس کو پہلے ایک محسوس مثال سے دیکھئے، دنیا کے جتنے نئے اور پرانے طریقے جسمانی صحت وعلاج کے لئے جاری ہیں طب یونانی، ویدک، ایلوپیتھک، ہومیو پیتھک وغیرہ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ بدن انسانی کی صحت اعتدال مزاج سے ہے اور جہاں یہ اعتدال کسی جانب سے خلل پذیر ہو وہی بدن انسانی کا مرض ہے خصوصاً طب یونانی کا تو بنیادی اصول ہی مزاج کی پہچان پر موقوف ہے انسان کا بدن چار خلط خون، بلغم، سودا، صفرا، سے مرکب اور انہی چاروں اخلاط سے پیدا شدہ چار کیفیات انسان کے بدن میں ضروری ہیں گرمی، ٹھنڈک، خشکی اور تری، جس وقت تک یہ چاروں کیفیات مزاج انسانی کے مناسب حدود کے اندر معتدل رہتی ہیں وہ بدن انسانی کی صحت و تندرستی کہلاتی ہے اور جہاں ان میں سے کوئی کیفیت مزاج انسانی کی حد سے زیادہ ہو جائے یا گھٹ جائے وہی مرض ہے اور اگر اس کی اصلاح وعلاج نہ کیا جائے تو ایک حد میں پہنچ کر وہی موت کا پیام ہو جاتا ہے۔۔معارف القرآن مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ جلد 1 صفحہ نمبر: 371)

امام شافعیؒ ایک جگہ وضو کے پانی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔أكره الماء المشمس إلا من جهة الطب۔ تفسیر الإمام الشافعي (1157/3)

امام قرطبیؒ علاج و معالجہ کا بارہ میں طویل بحث فرماتے ہیں۔ تفسیر القرطبیؒ (231/2)

امام راغب اصفہانی علم تفسیر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں وإما بشرف أغراضها وكمالها، كصناعة الطب۔۔ تفسیر الراغب الأصفهاني (1/ 36) یعنی طب کا علم بھی تفسیر کی طرح شرف کا حامل ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں: طب بدنی کا موضوع ہے کہ وہ جڑی بوٹیوں اور ادویات کے ذریعہ صحت کے لوٹانے کا بندوست کرتا ہے اور غذا و خوراک کے ذریعہ وہ صحت کو برقرار رکھنے کی تدبیر کرتا ہے۔اسی طرح طب دینی ہے جسکے ذریعہ سے عقل و صحت کو قائم رکھا جاتا ہے۔اور ایسے استدلات اختیار کئے جاتے ہیں جن کی مدد سے معجزات و نبوات کی معرفت حاصل کی جاتی ہے(تفسیر الراغب الأصفهاني (1/ 77)

امام رازی اپنی تفسیر میں وضو اور تیمّم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں لَا يُكْرَهُ ذَلِكَ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ بَلْ مِنْ جِهَةِ الطِّبِّ ۔۔تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (11/ 311)یعنی شرعی طور پر اس میں کوئی قباحت موجود نہیں ہے لیکن طبّی طور پر احتیاط لازم ہے۔ایک جگہ وہ پھلوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں وَرَأَيْتُ فِي كُتُبِ الطِّبِّ»۔ تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (20/ 237)یعنی امام صاحب کتب طب کے مطالعہ کے دوران حاصل ہونے والے نتائج کو تفسیری استدلال کے طور پر پیش فرما رہے ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اس جواب کا خلاصہ وحاصل شیخ کمال بن ابی شریف نے اپنی کتاب "المسامرۃ" میں ذکر کیا ہے، جو صاحب کتاب "الفتح،، و"التحریر،، علامہ محقق ابن ہمام حنفی کی مشہور کتاب "المسایرۃ" کی شرح ہے ،اسی طرح شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا نے بھی "المسایرۃ" پر اپنی تصنیف کردہ شرح میں اس جواب کا خلاصہ پیش کیا ہے۔اب میں ان دو حضرات کی تلخیص کا خلاصہ کچھ تصرف وزیادتی کے ساتھ پیش کرتا ہوں:

"قرآن کریم میں پیش کردہ ادلہ و حجج بمنزلہ دوا کے ہیں، ایک ماہر طبیب ادویہ کو طبائع وامزجہ کے مواقع اور ان میں موجود قوت وضعف اور حرارت وبرودت کے تفاوت کے پیش نظر استعمال کرتا ہے اور جو طبیب اس تفاوت کی رعایت نہ کرے تو اس کی طبابت سے دوا بجائے اصلاح بدن اور نفع

بخش ثابت ہونے کے جسم کے فساد کا سبب اور قوائے بدن کے لیے ضرر رساں ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے ماہر طبیب مریض کی ذاتی نوعیت کو جانچ پرکھ کر اس کے مزاج کے موافق دوا تجویز کرتا ہے۔

حضرت ابو قلابہ سے "وقیل من راقٍ" کے بارے میں روایت ہے کہتے ہیں۔اس سے مراد طبیب ہے۔ابن ابی شیبہ: جلد ہفتم: حدیث نمبر 8)

(۲)ایک محدث کے لئے طب سیکھنا کیوں ضروری ہے۔

امہات کتب احادیث میں فن طب کے بارہ میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔احادیث کی بنیادی کتب میں کتاب الطب کے نام سے محدثین نے ان احادیث کو جمع فرمادیا ہے جن میں طب کے مسائل بیان ہوئے ہیں یعنی کھانے پینے کے متعلقہ احکامات (انواع المصنفات) صحیح کے لقب پانی والی کتب میں ان سات موضوعات کا ہونا ضروری ہے منجملہ ان میں سے ایک طب بھی ہے۔

-كِتَابُ الطِّبِّ/ صحيح البخاری (122/7)

-بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَى/ صحيح مسلم (1718/4)

كِتَاب الطِّبِّ/ سنن أبي داود (3/4)

-أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ/// سنن الترمذي ت شاكر (381/4)

كِتَابُ الطِّبِّ// سنن ابن ماجه (1136/2)

بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِيضِ// موطأ مالك ت عبد الباقي (943/2)

كتاب الطب// مسند الشافعي-ترتيب السندي (176/2)

-كِتَابُ الطِّبِّ// مصنف ابن أبي شيبة (31/5)

كِتَابُ الطِّبِّ// مسند الحارث = بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث (592/2)

-كِتَابُ الطِّبِّ///السنن الكبرى للنسائي (45/7)

كِتَابُ الطِّبِّ// صحيح ابن حبان - مخرجا (426/13)

كِتَابُ الطِّبِّ///المستدرك على الصحيحين للحاكم (218/4)

-کِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقَى///شرح السنة للبغوي (138/12)

كتاب الطِّبِّ// موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان (ص: 339)

مبتدأ كتاب الطب والرقى// مستخرج أبي عوانة ط الجامعة الإسلامية (343/17)

كِتَابُ الطِّب وَفَضْلِ الْمَرَضِ وَالرُّقَى وَالدَّعَوَاتِ// مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي۔ أصل الأدوية وسر الحكمة في التداوي//نوادر الأصول في أحاديث الرسول (402/1)

الكتاب الثالث من حرف الطاء: في الطب والرُّقى// جامع الأصول (512/7)

كِتَابُ الطِّبِّ//إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة (397/4)

-كتاب الطِّبِّ. مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه (49/4)

-كِتَابُ الطِّبِّ)//المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية (19/11)

"الطيب" كنز العمال (672/6)

"كتابُ الطِّبِّ" الروض البسام بترتيب وتخريج فوائد تمام (233/3)

سنن الکبری بیہقی۔ باب ادیۃ النبی ﷺ

غایۃ المقصد فی الزوائد المسند۔کتاب الطب۔

مسند ابن ابی شیبۃ ایما طبیب تبیب علی قوم۔

جامع الاصول من احادیث الرسول، کتاب الطب والرقی

شعب الایمان بیہقی الفصل الثالث فی الطب المطعم۔

طبّی میدان میں کئی محدثین نے اپنے جوہر قلم دکھائے اور فن طب پر مستقل کتابیں لکھیں ان کتب میں سے کچھ تو امت کی بے ذوقی کا شکار ہو کر ناپید ہو گئیں کچھ کتابیں شہرت لازوال حاصل کر چکی ہیں مثلاً الامراض اوالطب النبوی للضیاء المقدسی المتوفی 643ھ۔

الطب النبوی لابن القیم المتوفی 751ھ۔

الطب النبوی ابو نعیم الاصبہانی المتوفی 430ھ

ایک طبیب محدث ان احادیث نبوی ﷺ کو غیر طبیب عالم کی نسبت بہتر انداز میں سمجھا سکتا ہے اور قلم و قرطاس کے حوالہ سے بہتر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔

حمزۃ محمد قاسم، لکھتے ہیں۔زمانہ قدیم سے ہی محدثین کرام نے طب کے بارہ میں واردہ احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کرلیا تھا انہوں نے اپنی کتب کی تدوین کے وقت اس کا خیال رکھا جیسے موطامالک اور صحاح ستہ کے مصنفین انہوں نے طب نبوی پر اپنی کتب میں فصول و ابواب کا االتزام کیا۔کچھ نے خاص اسی موضوع کو بنیاد بنا کر کتابیں لکھیں۔جیسے ابو بکر سنی،اور ابن ابی عاصم نے اپنی کتب کا نام کتاب الطب رکھے۔

" کتاب الطب والأعراض " وعلاء الدين الكمال المتوفى سنة 720 ه-الذى ألف " كتاب الأحكام النبوية فى الصناعات الطبية " وممن ألف فى الطب النبوى الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبى المتوفى سنة 748 ه-وشمس الدين أبو عبدالله محمد بن أبي بكر الزرعى المعروف بابن قيم الجوزية المتوفى سنة 751 ه-حيث ذكر فى كتابه (زاد المعاد) بحثاً طويلًا فى الطب النبوى۔منار القارى شرح مختصر صحيح البخارى (211/5)

محدثین کرام نے اپنی کتب میں صحت پر بہترین خامہ فرسائی کی ہے ہم اردو سمجھنے والوں کے لئے احادیث کے موضوع پر لکھی ہوئی کتب کا حوالہ بہتر رہے گا، معارف الحدیث میں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ تا وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ" (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں صحت و تندرستی اور عفت و پاکدامنی اور امانت کی صفت اور اچھے اخلاق اور راضی بہ تقدیر رہنا) (دعوات کبیر للبیہقی)

تشریح . اس دعا میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے صحت مانگی ہے۔صحت و تندرستی دین و دنیا دونوں کے لحاظ سے بلا شبہ بہت بڑی نعمت ہے۔اس کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب کسی وقت بندہ اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کسی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس وقت اسے معلوم ہوتا ہے کہ صحت کا ایک ایک لمحہ کتنی بڑی دولت اور اللہ تعالیٰ کی

کتنی عظیم نعمت ہے۔ عارفین کو اس کا احساس اس لئے اور بھی زیادہ ہوتا ہے کہ صحت کی خرابی کی حالت میں اکثر و بیشتر عبادت کا نظام بھی درہم برہم ہو جاتا ہے اور توجہ الی اللہ کا ذوق و کیف بھی متاثر ہوتا ہے، اور یہ چیز ان کے لئے شدید روحانی کرب اور بے چینی کا باعث بنتی ہے۔ معارف الحدیث جلد 5-6-7 صفحہ نمبر: (171

حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَائَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ) اے اللہ میں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت اور صحت کے پلٹ جانے سے اور اچانک مصیبت آجانے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2442)

انسانی زندگی اور اسلامی احکامات کے مطابق صحت کو ایک خاص فوقیت حاصل ہوتی ہے، صدقات و خیرات کے سلسلہ ایک زریں اصول بتایا گیا ہے۔ ان چیزوں کی نشان دہی کی گئی جن کے اثرات اس زندگی اور مرنے کے بعد والی زندگی دونوں میں باعث اجر ہیں۔

ابوہریرہ (رض) کہتے ہیں کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: " مومن کو اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے اس کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب پہنچتا رہتا ہے وہ یہ ہیں: علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اور صالح اولاد جو چھوڑ گیا، وراثت میں قرآن مجید چھوڑ گیا، کوئی مسجد بنا گیا، یا مسافروں کے لیے کوئی مسافر خانہ بنوا دیا ہو، یا کوئی نہر جاری کر گیا، یا زندگی اور صحت و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے کوئی صدقہ نکالا ہو، تو اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے ملتا رہے گا "۔ تخریج دارالدعوہ: «تفرد بہ ابن ماجہ، (تحفۃ الأشراف: ۱۳۴۷۴، ومصباح الزجاجۃ: ۹۶)، وقد أخرجہ: سنن ابی داود/الوصایا ۱۴ (۲۸۸۰)، مسند احمد (۲/۳۷۲)، سنن الدارمی/المقدمۃ ۴۶ (۵۷۸)

(۳)ایک مفتی اور فقیہ کے لئے طب سیکھنا کیوں ضروری ہے؟

تمام احکامات شرعیہ انسانی صحت و تندرستی کی بنیاد پر نافذ العمل ہوتے ہیں جس قدر بہتر صحت ہو گی اسی قدر احکامات شرعیہ کا نفاذ بھی اہمیت اختیار کرتا جائے گا کیونکہ صحت و مرض میں احکامات تبدیل ہو جاتے ہیں۔پاکی ناپاکی۔ارکان اسلامیہ کا مکمل طور پر ادا کرنا کھانے پینے کے مسائل کی تفہیم ایک طبیب مفتی بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔زندگی و موت کے اہم مسائل کے بارہ میں طب کا سمجھنا ضروری ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ جہاں مردوں کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے اس شعبہ کا نام طبّی شرعی ہوتا ہے۔

امت ے جید ترین فقہاء نے اپنی کتب میں طبّی مسائل پر جابجا گفتگو فرمائی ہے۔

وقال سحنون وأصبغ: لا بأس به، ومن كرهه إنما كرهه من جهة الطب، لا من جهة العلم۔//البیان والتحصیل(405/8)

لِأَنَّهُ مُضِرٌّ بِالْبَدَنِ عَلَى مُقْتَضَى صِنَاعَةِ الطِّبِّ//المدخل لابن الحاج(234/1)

انسانی زندگی میں سب سے اہمیت کی حامل چیز صحت ہوتی ہے صحت مند انسان کسی بھی کام کو بہتر انداز میں بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔دینی طبقہ کے پاس طب کا یقینی اور بے خطا ذخیرہ موجود ہے ایک مسلمان اس سے روگردانی نہیں کرسکتا کہ دین کے معاملہ میں قران و حدیث نص قطعی ہیں ان میں شک وریب کی گنجائش نہیں۔قران کریم میں بیان کردہ طبّی نکات اور احادیث مبارکہ میں بیان کئے گئے بے خطا فوائد اس کے مستحق ہیں کہ ان کی روشنی میں دکھی انسانیت کی خدمت کی جائے۔

ایک محدث و فقیہ کے درمیان باریک سے خط امتیاز امام اعمش نے کھینچا ہے۔

حافظ حدیث ابو عمر ابن عبدالبر مالکی اندلسی (المتوفی ۴۶۳ھ) اپنی کتاب "جامع بیان العلم" میں فرماتے ہیں کہ امام حدیث اعمش (سلیمان بن مہران) کی مجلس میں ایک شخص آیا اور اعمش سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ کوئی جواب نہ دے سکے ،دیکھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف رکھتے ہیں، فرمایا کہ: کہئے نعمان! کیا ہے ،جواب؟ امام ابو حنیفہ نے فوراً جواب دے دیا۔امام اعمش نے پوچھا: ابو حنیفہ! تم نے کہاں سے یہ جواب دیا؟ ابو حنیفہ نے فرمایا: آپ ہی نے تو مجھے فلاں

حدیث اپنی سند سے بیان کی تھی،اسی سے یہ مسئلہ اس طرح نکلتا ہے الخ۔امام اعمش یہ دیکھ کر بے ساختہ فرمانے لگے "نحن الصیادلۃ وأنتم الأطباء"ترجمہ : "ہم تو عطار ہیں طبیب تو آپ لوگ ہیں۔" (مختصر جامع بیان العلم ۱۸۲)

نیز امام ابن عبدالبر اسی کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ : ایک دفعہ اعمش نے امام ابویوسف سے ایک مسئلہ دریافت فرمایا،ابویوسف نے جواب دے دیا،آپ نے فرمایا: یعقوب ! (امام ابویوسف کانام ہے) تم نے یہ کہاں سے کہا؟ فرمایا: اس فلاں حدیث سے جو آپ نے ہی مجھے بیان فرمائی ہے۔ اعمش فرمانے لگے : "یایعقوب انی لاحفظ ھذا الحدیث من قبل ان یجتمع ابواک ماعرفت تاویلہ الی الآن (مختصر جامع بیان العلم ص ۱۸۲)

ترجمہ : "یعقوب ! یہ حدیث تو مجھے اس وقت سے یاد ہے کہ آپ کے والدین جمع بھی نہ ہوئے ہوں گے، لیکن آج تک مجھے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا۔"

مدارس عربیہ کے اساتذہ وتلامذہ ان نکات کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں جو طبّی کتب میں بیان ہوئے ہیں،رائج الوقت طب میں بہت سے نکات و فوائد ایسے ہیں جو خالص معدن نبوت سے اخذ کردہ ہیں۔افسوس کی بات ہے کہ دینی طبقہ اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے لکھا ہے"نیز ہر زمانے کی صحت و مرض اور اہل زمانہ کے مزاج کے موافق ان اطباء امت نے قلوب وارواح کاعلاج کیااور وقتاً فوقتاً اس طب نبوی کی تجدید کرتے رہے(تاریخ دعوت وعزیمت جلد٦)

ایک صحت مند طالب علم اور استاذ بیمار کی نسبت اعلی کا کر کردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں ترقی یافتہ دنیا میں ہر بات کو نفع و نقصان کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔پیدائش سے لیکر موت تک ایام ماہ وسال کا تخمینہ لگاتے ہیں، اس بارہ میں تحقیقاتی رپورٹیں تیار کی جاتی ہیں۔ذہین و غبی لوگوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے،ان کی خوراک ورہائش اور تعلیمی ماحول اور طلباء کی تعلیمی قابلیت کے بنیاد پر درجہ بندی کا کوئی رجحان نہیں پایاجاتا۔طلباء کی صحت خوردونوش کا مناسب کم ہی توجہ دی جاتی ہے مشاہدہ بتلاتاہے کہ ایک صحت مند طالب علم بیمار کی نسبت بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتاہے۔ایک ادارہ

طالب علم پر وسائل خرچ کرتا ہے ،اساتذہ کے اخرجات برداشت کرتا ہے خدانخواستہ اگر ہونہار طالب علم بیمار پڑجائے تو ادارہ کے لئے بہت بڑا صدمہ و نقصان ہوتا ہے۔اگر طب سے راہ ورسم ہو تو کسی حد تک اس نقصان سے بچا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ علماء کرام کی صحت رفتہ رفتہ عام حضرات کی نسبت جلد اضمحلال کا شکار ہوجاتی ہے کیونکہ اس کے تعلیمی معمولات اسے سیر تفریح دیگر صحت مندانہ معمولات سے باز رکھتے ہیں۔خدا کی قدرت ہے کہ انسان پر کوئی بیماری و سقم یک بارگی میں حملہ آور نہیں ہوسکتا ہے جو کہتے ہیں کہ فلاں بیماری نے اچانک حملہ کردیا ایسا قانون فطرت کے خلاف ہے۔صحت آہستہ آہستہ بگڑتی ہے انسانی جسم کا بیمار ہونے سے قبل بہت سے غیر صحت مندانہ علامات دیکھتا ہے اگر ان کا تدارک کرلیا جائے تو بڑی بیماری اور تکلیف سے بچاجاسکتا ہے۔جب طبیعت میں بے اعتدالی اور بگاڑ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو کچھ آثار و علامات ظاہر ہونے لگتے ہیں ، طبیب ان علامات کو سمجھ کر طبیعت کو مزید بگڑنے سے بچا سکتے ہیں۔انسانی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صانع گری سے ایسا شاہکار بنایا ہے کہ یہ ہلکی پھلکی کمی بیشی کو خود ہی پورا کرلیتا ہے۔ چھوٹی موٹی ٹوٹ پھوٹ کو خودکار انداز میں درست کرلیتا ہے۔

ایک صحت مند انسان کم وقت میں زیادہ کام کرسکتا ہے جبکہ ایک بیمار و سقیم انسان اسی کام کو بڑی مشقت اور زیادہ خرچے کے بعد دیر سے کرتا ہے۔انسان کی زندگی میں وقت ہی انمول چیز ہے اگر صحت برقرار رہے تو کم وقت میں اعلی مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں اس نکتہ کو حدیث مبارکہ کی روشنی میں سمجھئے۔جوامع الکلم و جواہر الحکم کو سمجھ کے لئے حضور قلب اور اخلاص نیت کا ہونا ضروری ہے۔

صحت رب تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں جنکی طرف توجہ نہیں دی جاتی ایک صحت ہے دوسری فراغت (عمدۃ القاری) ابن بطال لکھتے ہیں اس حدیث میں امت کو تنبیہ کی گئی ہے تمہیں کتنی عظیم و اعلی نعمتیں عطاء کی گئی ہیں صحت و کفایت یہ اس وقت تک نہیں مل سکتیں جب تک انسان دنیاوی طور پر آسودہ نہ ہوجائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت رسول اللہ ﷺ فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نعمت کے بارہ میں سوال کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تجھے جسمانی طور پر صحت مند نہ بنایا تھا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا(ابن حبان) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس حدیث میں نعمت سے مراد امن اور صحت ہے(جامع العلوم والحکم الحدیث السادس والعشرون 2/710)

۲علم اور صحت افضل ہے جہالت اور مال کے مقابلے میں اس آیت سے اہم سبق ہمارے دین میں عہدے اوصافِ خیر اور قابلیت کی بنیاد پر ہے، مال ودولت اور خاندانی بنیادوں پر نہیں ہے۔تیسیر القرآن۔قرآن مجید کا نہایت آسان ترجمہ مع تشریحی فوائد۔جلد اول صفحہ نمبر: 100

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔جوانی کو بوڑھا سے پہلے ۔ صحت کو بیماری سے پہلے۔ مالداری کو غربت سے پہلے۔فراغت کو مشغولیت سے پہلے ۔ زندگی کو موت سے پہلے(اخرجہ الحاکم 4/341، شعب الایمان 7/263 شرح السنہ للبغوی کتاب الرقاق) جتنی بھی آسمانی شرائع اتری ہیں ان میں حفظان صحت کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔

ساری دنیا کی نعمتوں کے برابر۔

حضرت عبداللہ بن محصن انصاریؒ اپنے والد گرامی سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:«مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِه، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ طَعَامُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا» جامع المسانيد والسنن (5/ 633)یعنی تم میں سے جو شخص اپنے گھر میں امن سے ہو،اسے جسمانی عافیت حاصل اور اس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو گویا اسے ساری دنیا سمیٹ کر دیدی گئی (ابن ماجہ،الزہد)

ابوزرعہ، ابوہریرہ (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے زیادہ بڑا ہے؟آپ نے فرمایا کہ اگر تو صدقہ کرے اس حال میں کہ تندرست ہے،

بخیل ہے اور فقر سے ڈرتا ہے اور مال داری کی امید کرتا ہے اور نہ توقف کراتا کہ جان حلق تک آجائے اور تو کہے کہ اتنا مال فلاں شخص کے لیے ہے اور اتنا مال فلاں شخص کو دے دیا جائے حالانکہ اب تو وہ مال فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔البخاری 284/3 (1419) و مسلم 716/2 (1032/92)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انسان بعض دفعہ نیک عمل کر رہا ہوتا ہے تو کوئی بیماری یا سفر اسے اس عمل سے غافل کر دیتا ہے تو اس کے لیے نیک عمل کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو وہ کرتا تھا جبکہ وہ تندرست اور اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہو۔ (ابو داؤد، حاکم عن ابی موسیٰ) کنزالعمال: جلد دوم: حدیث نمبر 1576

علاج و معالجہ کی شرعی حیثیت۔

علمائے کرام نے اس بارہ میں تصریح کی ہے۔علامہ خطابی لکھتے ہیں۔

قال الشیخ: فی الحدیث إثبات الطب والعلاج وأن التداوی مباح غیر مکروہ کما ذهب إلیه بعض الناس۔معالم السنن (217/4) شیخ فرماتے ہیں اس حدیث میں طب اور علاج و معالجہ دوا دارو کرنا مباح ہے جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔

امام نووی لکھتے ہیں۔فَقَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَازِرِيُّ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ التَّدَاوِيَ مَكْرُوهٌ وَمُعْظَمُ الْعُلَمَاءِ عَلَى خِلَافِ ذَلِكَ وَاحْتَجُّوا بِمَا وَقَعَ فِي أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ مِنْ ذِكْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنَافِعِ الْأَدْوِيَةِ وَالْأَطْعِمَةِ كَالْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَالْقُسْطِ وَالصَّبِرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَبِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَاوَى وَبِإِخْبَارِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِكَثْرَةِ تَدَاوِيهِ وَبِمَا عُلِمَ مِنَ الِاسْتِشْفَاءِ بِرُقَاهُ وَبِالْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ أَنَّ بَعْضَ الصَّحَابَةِ أَخَذُوا عَلَى الرُّقْيَةِ أَجْرًا فَإِذَا ثَبَتَ هَذَا حُمِلَ مَا فِي الْحَدِيثِ عَلَى قَوْمٍ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ الْأَدْوِيَةَ نَافِعَةٌ بِطَبْعِهَا وَلَا يُفَوِّضُونَ الْأَمْرَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى۔شرح النووی علی مسلم (90/3) المناوی القاھری (المتوفی: 1031ھ) لکھتے ہیں۔أن التداوی لا ینافی التوکل۔ فیض القدیر (238/3) کہ دوا دارو کرنا توکل کے منافع نہیں ہے

اسی طرح امام سیوطی لکھتے ہیں۔اس حدیث دوا لینے کو مستحب قرار دیا ہے یہی جمہور کی رائے ہے۔یہ علاج و معالجہ کے منکرین کے لئے حجۃ ہے جو کہتے کہ اللہ ہر چیز پے قادر ہےاور جمہور کا فیصلہ ہے کہ اپنی اسطاعت کے مطابق علاج کرنا بھی دعا مانگنے کی طرح ہے۔حمد عبد الغني المجددي الحنفي (ت 1296ہ-)شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی وغیرہ (ص: 245)ملا علی القاری لکھتے ہیں۔علاج کرانا عبودیت کے منافی نہیں ہے۔إشارة إلى أن التداوي لا ينافي العبودية۔۔مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (2871/7)

دو حدیثوں کی تطبیق کازریں اصول طب۔

طب نبوی میں اس قسم کے میدان موجود ہیں کہ انسان سعی و کاوش کو کبھی ترک نہیں کرسکتا، سب سے پہلی بات کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج موجود نہ ہو(حدیث)اگر اسے دوسری حدیث کے ساتھ ملا کرپڑھیں تو کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے،تلاش کرنے والے اگر ہمت سے کام لیں تو کسی بھی سخت سے سخت مرض کا علاج ممکن ہے، طبّی ماہرین کی کوششوں سے جس قدر بھی طبّی انکشافات ہوئے ہیں یا جتنے بھی طبّی تجربات سے انسانی دنیا مستفید ہورہی ہے وہ اس کائنات میں پہلے سے موجود تھے لیکن ان کے انکشاف و اظہار کے لئے جس محنت اور جستجو کی ضرورت تھی وہ نہیں کی گئی اس لئے ان تجربات کے ظہور میں دیر ہوئی ان دنوں احادیث میں معالج اور مریض دونوں کے لئے امید کا سامان موجود ہے مریض کیلئے اس بات میں کہ کوئی بیماری اللہ نے بغیر علاج کے پیدا نہیں فرمائی یعنی مریض علاج و معالجہ کے سلسلہ میں مقدور بھر کوشش کرے۔

دوسری طرف معالج کے لئے کہ ہر بیماری کے ازالہ کا سامان موجود ہے لیکن اس کے لئے جس کاوش و جدوجہد کی ضرورت ہے وہ ناگزیر ہے، جس نے کوشش کی وہ علاج جان گیا اور جس نے کاہلی اختیار کی وہ علاج کرنے میں ناکام رہا، بیمار بھی موجود، بیماری بھی سامنے اور معالج کے لئے میدان بھی کھلا ہے،اگر مریض صحت مند ہونا چاہتا ہے اور معالج سچے طریقے سے اس کا علاج شروع کرتا ہے تو بہت سی باتیں ایسی تجربہ میں آئیں گی جو اس سے پہلے موجود نہ ہونگی۔

قران کریم نے زندگی کے لئے ایک رہنما اصول بتادیا لیس للانسان الاماسعی۔۔انسان کو کے لئے اتنا ہی ملتا ہے جتنی جدو جہد کرتا ہے۔کوئی بھی انسان اس دنیا میں کسی نئی چیز کی بنیاد ڈالتا ہے تو وہ ایجاد نہیں کرتا کرتا بلکہ دریافت کرتا ہے۔ایجادات کو موجدین کی طرف منتسب کرنا ایک اضافی امر ہے۔اگر موجد کے بجائے متلاشی کا لفظ استعمال کیا جائے تو بہتر رہے گا کیونکہ موجد اللہ کی ذات بابرکت ہے جس نے کائینات کو بناکر ہمیں اس میں لاکر چھوڑ دیا ہم نے آج تک جو کچھ دریافت کیا ہے وہ کسی بھی میدان سے تعلق رکھتا ہو وہ ایجاد نہین بلکہ تلاش ہے اس کی تفہیم ہے۔مثلاََ ایک حکیم کسی خاص مرض کی دوا تیار کرلیتا ہے اس تجربہ میں وہ کامیابی بھی حاصل کرلیتا ہے،تو یہ کامیابی ایجاد نہیں بلکہ تلاش کہلانے کی زیادہ حقدار ہے۔یعنی اجزائے نسخہ پہلے سے موجود تھے۔اجزائے نسخہ کو اس موجد سے پہلے لاکھوں نے لوگوں نے اپنے اپنے طریقے اور معلومات کے مطابق استعمال بھی کیا لیکناس خاس ڈھب سے استعمال کرنے کی جو ترتیب اس حکیم کے ذہن میں آئی وہ اس کا خاصہ ٹہری۔

علمائے کرام سے ایک چبھتا ہوا سوال

ایک آدمی اٹھ کر کسی دینی مسئلہ کے بارہ میں اپنی رائے پیش کرتا ہے آپ لوگ اس کے دفاع میں مستند علمائے کرام کی تحقیقات پیش کرتے ہو کہ تم غلط کہہ رہے ہو علمائے امت کا اس بارہ میں یہ موقف ہے۔یا عبادت۔معاشرت،بیع و شرع۔نکاح و طلاق کے امور۔عقائد کے باب میں کسی غیر عامل کی بات کو کس قدر اہمیت دی جاتی ہے؟ یا کسی آیت قرانیہ یا احادیث مبارکہ سے من چاہے نتائج کو آپ کتنی اہمیت دیتے ہیں؟

دین میں ابھرنے والی بدعات و امور محدثہ کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک حق پرست عالم کبھی مسلک حقہ سے انحراف کی اجازت نہیں دے گا،ہر طرح سے ان کا تعاقب کرے گا ہر معاملہ میں دلیل سے کام لے گا،حوالوں کے انبار لگا دے گا۔شروحات کتب تفاسیر وکتب احادیث اور کتب فقہ کے مطالعہ سے ایک بات ضرورت سامنے آتی ہے جو علمائے کرام۔طب سے آشناء تھے انہوں نے طبّی مسائل،خوارک و غذاء،پھلوں کے خواص،نباتات و جمادات کے بارہ میں پر مغز گفتگو کی

ہے جو حضرات فن طب سے ناآشنا تھے انہوں نے ان مسائل کے ساتھ انصاف نہیں کیا وہ عمومی طور پر پہلو تہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یا پھر کسی طبّی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ پوری طرح معلومات نہیں دینا چاہتے بلکہ بنیادی وجہ یہ ہے کہ طب کی طرف ان کا رجحان نہیں ہوتا کچھ اشیاء کی شناخت اور ان کے خواص بیان کرنے میں خطاء کا شکار ہوئے ہیں، کیونکہ دستیاب معلومات کے مطابق اسی قدر تحقیقات ان کے سامنے آسکی تھیں۔ خود ان کا مزاج طب سے الگ تھا اس لئے جہاں طب پر بحث موجود ہے وہاں ایک حاذق حکیم کے لئے سوالیہ نشان پایا جاتا ہے۔

کیا علماء کی ذمہ داری نہیں ؟

یہ بزم مے ہے یہاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر ہاتھ میں لے مینا اسی کا ہے

جب دیگر امور میں اس قدر حساسیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو کیا قران وحدیث میں بیان کردہ طبّی نکات اور طبّی افادیت پر مشتمل اشیاء پر لوگ جو چاہیں کہتے پھریں اور ہم اپنی کاہلی و علمی عدم توجہی کی وجہ سے انہیں کھلا چھوڑ دیں؟ کیا یہ آیات واحادیث کے حاملین کی ذمہ داری نہیں کہ طبّی نکات و فوائد کو وہی اہمیت دیں جو دیگر دینی امور کو دی جاتی ہے، اس سے انکار ممکن نہیں کہ طبّی امور ہمارے دین کا حصہ ہیں۔ روحانی امراض کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا راستہ دکھانا بھی اہل علم اور دینی طبقہ کی ذمہ داری ہے۔

دینی کتب طبّی مواد اس قدر زیادہ ہے اگر اسے ان کتب سے نکال دیا جائے تو یہ کتب اپنی جسامت کھو بیٹھیں۔ کونسا ایسا باب ہے جس میں طبّی فوائد سے مالامال کوئی حدیث موجود نہ ہو اگر تطبع کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیا ہو سکتی ہے۔ صحاح ستہ سے لیکر ادب المفرد تک ریاض الصالحین سے لیکر زاد الطالبین تک چھوٹی کتاب سے لیکر بڑی کتاب تک کوئی ایک ایسی کتاب دکھادو جس میں موجود طب نکات و فوائد پر مشتمل حدیث موجود نہ ہو، یہ الگ بات ہے کہ اس موضوع کی طرف ہماری توجہ مبذول نہیں ہوئی یا جان بوجھ کر اس موضوع کو اہمیت نہیں دیتے، اگر اجازت دیں تو کہہ

دوں یا خود کو اس موضوع کے قابل نہیں سمجھتے، کوئی نہ کوئی اس عدم توجہی کا سبب تو ضرور ہے۔شروحات پر مشتمل ضخیم مجلدات پر نظر دوڑائے عقائد ۔ عبادات، معاملات۔ حقوق و فرائض، نوافل و مستحبات پر اس قدر طولانی بحثیں موجود نہیں کہ کسی ایک کتاب کا مطالعہ دوسری کتاب کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہونے دیتا لیکن جب طبّی نکات اور امراض کی باری آتی ہے تو خاموشی چھا جاتی ہے اس عدم توجہی کی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے؟ اگر کسی نے طبّی نکات کو بیان کرنے کی زحمت گوارا کی بھی ہے تو انہیں حکماء کے اقوال کو نقل کیا ہے جنہیں وہ گمراہ زندیق بھٹکا ہوا، دین سے بیزار لکھتا ہے، دین کے معاملہ میں اس کی کسی بات کو اہمیت دینے کو تیار نہیں لیکن شاید اس کے تجربات کو اہمیت دیتا ہے صحت و جسم کے بارہ میں اس دماغ سوزی کو تسلیم کرتا ہے؟

صحت مند انسان بیمار کی نسبت دین کا کام بہتر انداز میں کر سکتا ہے ایک بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ بیمار ذہن میں صحت مند خیالات اور تحقیق و تدقیق کبھی پروان نہیں چڑھتے۔ جس کی جسمانی صحت ٹھیک ہوگی اس کے خیالات بھی تنومند ہونگے اس کی ہمت و عزیمت بھی بلند ہوگی، اسکے اندر دینی جذبہ بھی اعلی پیمانے پر ہوگا۔

کہیں ایسا تو نہیں نکہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کا پٹہ گلے سے اتار کر پھینک دیا ہے۔ ہم صرف ہاتھ باندھ کر دوسروں کی دعا پر آمین کے قابل رہ گئے ہیں شاید یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ ہمیں دعا مانگنے کا استحقاق نہیں ہے جو پہلے لوگ کہہ گئے اس بارہ میں جدید ضروریات سے تطبیق دینا گناہ ہے۔ اگر ایمانیات کے شعبہ کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فروعات کو زندگی کے شعبوں پر نافذ کیا جائے تو طب نبوی کی اہمیت کھل کر سامنے آجائے گی۔

دین کا کونسا شعبہ ہے جہاں جدت سے کام نہیں لیا گیا؟

بات تو تلخ ہے لیکن لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے عمومی طور پر حقائق تلخ ہی محسوس کئے جاتے ہیں ، علمائے کرام و مفتیان عظام نے بہت سے شعبوں میں سابقہ مسائل مسلمہ سے رجوع کیا مسلکی لحاظ سے معرکۃ الاراء مسائل کو صرف اس لئے پس پشت ڈال دیا گیا کہ وہ اس زمانے میں قابل

عمل نہیں رہے لیکن مسلکی لحاظ سے ان کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔جدید آمدہ مسائل کی چھان بین اور ان کے حل کے لئے اعلی سطح کے بورڈ تشکیل دئے جاتے ہیں ایسا نہیں کہ اس بارہ میں مسائل کا حل موجود نہیں ہے یا فقہ کی کتابیں اس سے خالی ہوچکی ہیں بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ کتب میں لکھے گئے مسائل آج کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے اس لئے مجتھد قسم کے افراد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جدید دور کے مسائل کو شروعی لحاظ سے حل کریں۔ فتاوی جات کی ضخیم مجلدات اس بات کی گواہ ہیں کہ ہمیں نت نئے مسائل کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ہر دور میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا۔صدی پہلے اگر سرکاری سطح پر فتاوی ہندیہ (فتاوی عالمگیری) ترتیب دیا گیا، جو اس وقت تک کی ضروریات کو کے لئے کافی تھا۔انفرادی طور پر بہت سے علماء نے فتاوی جات لکھے لیکن وقت کے بدلاؤ نے اس چشمہ صافی کو بھی ناکافی سمجھا، شاہ عبد الرحیمؒ اس بورڈ کے ممبر تھے جو فتاوی عالمگیری کی تدوین کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔کیا شاہ ولی اللہؒ نے فقہی مسائل سے پر کچھ نہیں لکھا یا ان کے بیٹے شاہ عبد العزیز نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فتاوی عزیزی ترتیب نہیں دیا؟اسکے بعد بانی ممبر دار العلوم دیوبند نے فتاوی رشدیہ تالیف نہیں کیا۔اس کے بعد کونسا ادارہ ایسا یا مشہور عالم ایسا ہے جس نے فتاوی نویسی سے کام نہیں لیا، کفایۃ المفتی۔فتاوی محمودیہ،آپ کی ضرورتیں اور ان کا حل۔فتاوی دار العلوم دیوبند،امداد الاحکام، امداد المسائل، جمیل الفتاوی نظام الفتاوی ۔فتاوی خلیلیہ،فتاوی حقانیہ،نظام الفتاوی ، فتاوی فریدیہ۔مرغوب الفتاوی جامع الفتاوی مدلل، نجم الفتاوی، وغیرہ۔یہ سب اس امر کے غماض ہیں کہ دینی ضرورت ہر طلوع ہونے والے دن کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

ان ضخیم مجلدات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں امراض وصحت کی بحث ہے وہاں طبیب حاذق کی رائے کو معتبر تسلیم کیا گیا ہے، جبیرہ کے مسائل۔ تیمّم کی ضرورت، غسل جنابت وغیرہ صحت و بیماری کی حالت میں جدگانہ احکامات مندرج ہیں۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ حکیم حاذق اگر فتوی نویس عالم ہوتا تو یہ خلا پیدا نہ ہوتا بلکہ دیگر مسائل کی طرح اس بارہ میں مفتی صاحب کے الفاظ یقینی ہوتے ہیں استفہامیہ نہ ہوتے ؟۔

علماء ایک بات کا جواب دیں؟

جس طرح دینی معاملات اور پیش آمدہ مسائل کا حل علمائے شرعی کی ذمہ داری ہے کیا صحت و عافیت کے نظام کی بحالی غیروں پر چھوڑ دی جائے گی؟کیاسارے احکامات بیماروں کے لئے آئے ہیں؟صحت و تندرستی کی دینی نکتہ نگاہ سے کوئی اہمیت نہیں ہے؟ایک طرف حلال و حرام پر باریک سے باریک بحثیں کرنا۔پردہ کے بارہ میں طویل کتابیں لکھنا،ہماری ذمہ داری ہے تو کیا میڈیکل کے معاملات کو اغیار کے ہاتھ میں تھما دینا بھی دینی ضرورت ہے؟

ہرگزہرگزایسا نہیں ہے دین اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے اور ضابطہ اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب اس کی تکمیل صحت مند افراد سے کی جائے۔

تصویر کے دونوں رخ دیکھنے ہونگے ہمیں دینی معاملات کے نفاذ کے لئے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کا خیال رکھنا ہوگا ہمیں بیماروں کی تکالیف کے تدارک کی صورتیں اختیار کرنی پڑیں گی۔ایک درد سے بلبلاتا ہوا مریض اسی کی طرف رجوع کرے گا جو اس کے دکھ کا مداوا کی چارہ جوئی کی صلاحیت سے مالامال ہوگا۔

ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اس اکثریتی بیمار افراد پر مشتمل معاشرہ کی ضرورت کیا ہے ان کی صحت کو کس طرح بحال رکھا جاسکتا ہے؟یا بے اعتدالیوں کے شکار افراد کو تکلیف دہ بیماری کے چنگل سے کیسے نکالا جاسکتا ہے یہ اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔آج کا بیمار لاکھوں روپے لگا کر دوسرے ممالک میں علاج کے لئے جاتا ہے وہ صحت یاب ہوتا ہے یا نہیں یہ الگ بات ہے لیکن اسے امید ہوتی ہے کہ جمع پونجی خرچ کرکے اگر میں نے یہ سفر طے کرلیا تو بیماری سے چھٹکارے کی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔

اگر یہ ضرورت علمائے کرام پورا کردیں تو جو لاکھوں روپے وہ اغیار کے حوالے کرتے ہیں وہ آپ کی جیب میں ڈال دیں گے لوگ اس کے خادم و نوکر ہوتے ہیں جو اُن کی امیدوں کا سہارا بنتا ہے ۔طب ہمیشہ لوگوں کی ضرورت رہی ہے، ضرورت ہے،اور ضرورت رہے گی طبّی ضرورت سے کوئی فرد، معاشرہ، قوم، ملک انکار نہیں کرسکتا کیونکہ علاج و معالجہ جبلتی ضرورت اور بنیادی حقوق

میں شامل ہے۔قبل از تاریخ جب دنیا کے خطے ایک دوسرے سے ناآشنا تھے سے لیکرآج جب دنیا ایک طشتری کی طرح سمٹ سامنے آچکی ہے بیمار و دکھی انسانیت کا ہجوم اسی در پر دکھائی دیتا ہے جہاں انہیں دردوں کا مسیحا بیٹھا دکھائی دیتا ہے آج بھی اس ضرورت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر جہلاء اور غیر سنجیدہ افراد سادہ لوح انسانوں کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف عمل ہیں۔آخر اتنے سارے لوگو کا ہجوم عطائی معالجوں کی چوکھٹ پر کیوں سجدہ ریز ہے؟

بوجھ نہیں،لوگوں کی ضرورت بنو

دنیا دارالعمل ہے یہاں اسے توجہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے جو محنت کرے،خدمت کرے، دکھوں کا مداوا کرے،ضرورتوں کی کفالت کرے، عمومی طور پر عجب پسندی نے صلاحیتوں کو گھن کی طرح کھو کھلا کر دیا ہے ہر فاضل خود احترامی خول میں بند ہو چکا ہے،اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داری سے بھاگنا دستور بن چکا ہے۔کاہلی و سستی لوگوں کا شیوہ بن چکا ہے کہ وہ آباء و اجداد کی ہڈیاں فروخت کرتے ہیں۔دین کو دکانداری بنا لیا ہے ،شریعت کو موم کی ناک سمجھ لیا گیا ہے جہاں مفادات ٹکرائے وہیں پر تاویل کی چھری سے قطع و برید سے ہموار کرکے کام چلا لیا۔اداروں پر محنت کرکے پروان چڑھانے کے بجائے ان پر قبضے کی روش چل نکلی ہے۔کوئی کسی پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ہر ایک نے دین اسلام کو اپنے مفادات کی پٹاری میں بند کیا ہوا ہے جب اس پٹاری کی طرف کوئی ہاتھ بڑھاتا ہے تو اسلام (معاذ اللہ) خطرے میں پڑ جاتا ہے۔جب تک یہ مفاداتی پٹاری محفوظ رہے اس وقت تک اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔اسلام کو اللہ نے کامل دین بنا کر اپنی رضا کی مہر لگا کر بھیجا ہے،خطرہ اسلام کو نہیں مفادات کو ہوتا ہے عمومی طور پر جتنا نقصان اسلام کو اسلام کے نام لینے والوں نے پہنچایا ہے اس کا دسواں حصہ بھی اغیار نہ پہنچا سکے،دراصل آڑے ترچھے دوائر کھینچ کر ان کا نام اسلام رکھ دیا گیا ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ اسلام کے نام،پر روزی روٹی کا بندوبست کرنے والے کم از کم دل سے نہیں تو ظاہری انداز میں ہی اس کے آداب و قواعد کا خیال کر لیتے؟

سلب و نہب کا یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب اسلام کے بنیادی احکامات اور عقائد کو چھوڑ دیا جاتا ہے جو باتیں زبان سے کی جاتی ہیں اس کے بر عکس دل و دماغ اس کا ساتھ نہیں دیتے یوں بے عملی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ہم محنت اور عملی زندگی سے گریزاں ہیں یہود نصاری کی طرح نام بھی بڑا ملے اور کام بھی کچھ نہ کرنا پڑے قران کریم کہتا ہے"وہ ایسی بات پر داد چاہتے جو اُن میں موجود نہیں ہے"ایسے کام کا اجر مانگتے ہیں جو انہوں نے کیا نہیں ہے(القران)

یہ ناچاقیاں اس لئے پیش آتی ہیں کہ وسائل مہیا نہ کرنا پڑیں اور دستیاب شدہ وسائل پر جیسے تیسے بھی قبضہ کرلیا جائے تاکہ اللے تللے جاری رہ سکیں۔خواہشات کے عفریت کو خوراک ملتی رہے ،ایسے لوگوں میں اس سے زیادہ کیا خاصیت ہوگی کہ وہ ان لوگوں کی اولادیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیا دین کے کسی نہ کسی شعبہ کی خدمت میں گزاردی ساری زندگی کا عوض انہوں نے خوشنودی خدا کو قرار دیا۔

قصہ کوتاہ یہ سلسلہ حرص و آز کی وجہ سے جو قباحتیں سامنے آرہی ہیں صرف اس لئے کہ ان راستوں سے دنیاوی وسائل کی راہ ملتی ہے اس لئے ان راستوں پر قابو پانے سے دنیا کی آمد کا سلسلہ متوقع ہوتا ہے۔اگر کوشش کریں کہ اس ماحول کو بدل دیں ایک ایسی سوچ پیدا کردیں جہاں دینی خدمت کے ساتھ ساتھ دنیاوی وسائل کی فراہمی بھی یقینی ہوسکے تو بہت سی قباحتوں کا ازالہ قبل از وقت کیا جاسکتا ہے۔دینی اداروں کو انسانوں کی کم اخلاص کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ دینی ادارے کسی ذات یا شخصیت کے محتاج ہوتے ہیں تو یہ وہم سے زیادہ کچھ نہیں البتہ خدمات علمی اور اخلاص کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان شخصیات اور اداروں کی محبت ڈال دیتے ہیں،وہ بے لوث وسائل کی فراہمی کو اپنی ضرورت اور اللہ کارضا کاذریعہ سمجھتے ہیں

۔

جن اداروں نے دین کی مثالی خدمات سرانجام دیں انہوں نے اپنے فضلاء کو پختہ علمی استعداد مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ وسائل کی فراہمی کے لئے ذرائع اور ہنر بھی سکھائے تاکہ علماء کی خودداری

کو ٹھیس نہ پہنچے،اکابرین کی سوانح اٹھا کر دیکھ لیں وہ دینی خدمات کے ساتھ ساتھ ہنر مند بھی ملیں گے۔ عمومی طوپر وہ ماہر طبیب ہوا کرتے تھے،وہ ایسے علوم میں مہارت پختہ کرلیا کرتے تھے جن سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوا کرتی تھیں،یوں وہ بے سرو سامانی کی حالت میں جہاں بھی جاکر بیٹھ جایا کرتے تھے وہیں سے دینی کا چشمہ جاری ہو جایا کرتا تھا معمولی گھروندے اداروں میں بدل جایا کرتے تھے انکی فیض رسانی نسلوں تک جاری ہو جایا کرتی تھی۔

دربار نبوی ﷺ سے اس بارہ میں اہم ہدایات ملتی ہیں۔ غور کیا جائے تو آنکھوں سے ایک حجاب غیر طبعی سرک سکتا ہے۔اہل مدارس صرف وسائل کی وجہ سے کمزوری محسوس کرتے ہیں ورنہ انہیں اللہ نے باحمت پیدا کیا ہے۔ایک صحابی کی روئے داد سنیں۔

انس بن مالک (رض) سے روایت ہے کہ انصار کا ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آیا، وہ آپ سے کوئی چیز چاہ رہا تھا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا: " تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے "؟، اس نے عرض کیا: جی ہاں ! ایک کمبل ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: " وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ" وہ گیا اور ان کو لے آیا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں لیا پھر فرمایا: " انہیں کون خریدتا ہے "؟ ایک شخص بولا: میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: " ایک درہم پر کون بڑھاتا ہے "؟ یہ جملہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دو یا تین بار فرمایا ایک شخص بولا: میں انہیں دو درہم میں لیتا ہوں چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ دونوں چیزیں اس شخص کے ہاتھ بیچ دیں، پھر دونوں درہم انصاری کو دیئے اور فرمایا: " ایک درہم کا اناج خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو، اور دوسرے کا ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ"، اس نے ایسا ہی کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کلہاڑے کو لیا اور اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لکڑی جما دی اور فرمایا: " جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر لاؤ (اور بیچو) اور پندرہ دن تک میرے پاس نہ آؤ"، چنانچہ وہ لکڑیاں کاٹ کر لانے لگا اور بیچنے لگا، پھر وہ آپ کے پاس

آیا، اور اس وقت اس کے پاس دس درہم تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "کچھ کا غلہ خرید لو، اور کچھ کا کپڑا"، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت کے دن اس حالت میں آؤ کہ سوال کرنے کی وجہ سے تمہارے چہرے پر داغ ہو یاد رکھو سوال کرنا صرف اس شخص کے لیے درست ہے جو انتہائی درجہ کا محتاج ہو یا سخت قرض دار ہو یا تکلیف دہ خون بہا کی ادائیگی میں گرفتار ہو۔ تخریج دارالدعوہ: سنن ابی داود/الزکاۃ ۲۶ (۱۶۴۱)، سنن الترمذی/البیوع ۱۰ (۱۲۱۸)، سنن النسائی/البیوع ۲۰ (۴۵۱۲)، (تحفۃ الأشراف: ۹۷۸)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۳/۱۰۰، ۱۱۴، ۱۲۶)

طب نبوی سیکھنے کی غرض و غائت

قران کریم کے بعد اہل اسلام کے نزدیک امام بخاریؒ کی کتاب الصحیح ہے جس کی پہلی حدیث ہے نیت کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہوتا ہے یعنی جو کام جس نیت سے کیا جائے گا اس کا عوض اس کی نیت کی بنیاد پر دیا جائے گا، طب نبوی کو اس لئے بھی سیکھنا چاہئے کہ یہ دین کا بہت بڑا حصہ طب سے وابسطہ ہے اوران احادیث پر عمل ہوگا اور احیائے سنت ہوگی کہ اس میدان کو کم لوگوں نے آباد کیا ہے ہم اس شعبہ کو عملاً زندہ کرتے ہیں یقینا یہ ایک بہت بڑی دینی خدمت ہوگی۔

دوسری نیت یہ ہونی چاہئے کہ دینی خدمت کے جن وسائل کی ضرورت ہے طب کے میدان میں اترنے سے وہ وسائل احسن و باوقار انداز میں مہیا ہوسکیں گے اور جو قیمتی وقت وسائل کی فراہمی میں خرچ ہوگا وہی وقت میں دینی خدمات اور ادارہ کی ترقی میں صرف کرونگا یقینا یہ ایک انقلابی عمل ہوگا اس کا ثواب ضرور ملے گا۔

طب سیکھنا تفہیم احادیث کے لئے ضروری ہے

ہر ایک کا اپنا انداز فہم ہوتا ہے عمومی جو باتیں عام لگتی ہیں وہی باتیں اہل علم کے لئے معانی کے بحر عمیق ہوتی ہیں ایک ایک لفظ کے نیچے معنی و مطالب کا طلاطم خیز سمندر رواں ہوتا ہے ہر علم و فن کے ماہرین نے قرانی آیات اور احادیث صحیحہ سے استشہاد کیا ہے نحوی، صرفی، اصولی، بلاغت والے سب کی یہی روش رہی کہ اپنے اپنے اصول قران و حدیث استخراج کئے ہیں، اگر ہم طبّی

اصول کا استخراج کرتے ہیں تو یہ کوئی اپچ یا نئی بات نہیں ہوگی اس کی علماء ضرور اجازت دینگے بلک اسے مستحسن اقدام قرار دیں گے۔

کتب احادیث سے اخذ کردہ طبّی نکات

کتاب الصحیح للبخاری کی ابتدائی چند احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان میں بیان کئے گئے طبّی نکات پر توجہ کرتے ہیں امید ہے کہ آپ بھی اس نکتہ نگاہ سے اتفاق کریں گے،اگر کوئی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا تو وہ اپنی رائے میں خود مختار ہے البتہ دینی و شرعی لحاظ سے کوئی قباحت ہے تو آگاہ کرنے پر رجوع کرنے میں جھجک محسوس نہیں کی جائے گی۔

پہلی حدیث

تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جملہ پر توجہ فرمائے" یا کسی عورت سے نکاح کرے"۔ ہجرت کرے یعنی چلے۔ عورت سے نکاح کرنا اور جسمانی طورپر اس کے لئے فٹ ہونا، صحت و سقم کی حالت میں اسلامی احکامات کی پیروی کرنا یہ سب طبّی دائرہ کار میں آتے ہیں چل وہی سکتا ہے جو تندرست ہو بیمار آدمی جس کا سانس پھولے کبھی ہجرت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا بھوک پیاس کی افراط و تفریط، سفر میں تھکاوٹ کا پیدا ہونا رنج و راحت کا تصور، جلب منقب و دفع مضرت کا فلسفہ وغیرہ۔ارادہ انسانی قوتوں کا صحیح استعمال ہے جو لوگ صحت کے لحاظ سے کمزور ہوں ان کے ارادے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی طبّی لحاظ سے پختہ ارادہ وہی کرسکتا ہے جس کا دل مضبوط ہو کمزور دل والا کبھی پختہ ارادہ نہیں کرسکتا سوچنا سمجھنا، فیصلہ کرنا۔ قوت ارادی کا ہونا، تمام امور حت کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور بدن

انسانی اور جسم انسانی طب سے متعلق ہے۔ انسانی معمولی سی بھی حرکت اس وقت کرتا ہے جب اسے نفع یا نقصان کا اندیشہ ہو اور نفع و نقصان کا اندازہ صحت مند جسم اور دماغ کے علاوہ کون کرسکتا ہے اور پھر ہجرت جیسا مشکل کام؟

دوسری حدیث

نزول وحی کی کیفیات۔کہ جو وحی گھنٹیوں کی آواز میں آتی تھی مجھ پر بہت سخت ہوتی تھی یعنی سماعت و تفہیم۔اور جسمانی قوتوں کا تحمل ان سب کا تعین میدان طب میں اتر کیا جاسکتا ہے، کہ سماعت، جسمانی قوت کا مضبوط ہونا، سخت سردی میں پسینہ کا جاری ہوجانا وغیرہ امور کی طب کے علاوہ کی تشریح کون کرسکتا ہے؟

جدید سائنس کہتی ہے کہ انسان کی سماعت کی حد مقرر ہے ان حدود سے باہر جو بھی آواز یا کیفیات ہونگی انہیں عام انداز میں سننا بہت مشکل ہے مثلاََ اگر کسی آواز کو ایک خاص انداز سے الگ کردیا جائے تو اسے وہی سن سکتا ہے جو اس سماعت کا حامل ہو۔سکول کی نصابی کتب میں لکھا ہوتا ہے کہ انبیاء جسمانی و روحانی طورپر عام انسانوں سے بہت سی صفات میں الگ ہوتے ہیں۔اس لئے ان کی قوت سماعت بھی عام انسانوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

تیسری حدیث۔

خواب و بیداری۔ جسم کو بدائے جانے کی کیفیت، سردی کا محسوس ہونا، خوف کا طاری ہونا۔ سردی کو رفع کرنے کے لئے کمبل کا اوڑھنا وغیرہ امور اسی وقت سمجھے جاسکتے ہیں۔سچے اور جھوٹے خواب اور معدہ کی خرابی جسمانی تکلیف سے پیدا ہونے والے خیالات میں فرق ہوتا ہے قران کریم نے کئی خوابوں کا ذکر فرمایا ہے ان میں ایک خواب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس کے بارہ میں قران کریم واضح اعلان فرمایا قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۱۰۵۔ تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، بلاشبہ ہم مخلصین کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بیان کیا ہے۔قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ ۚ وَ مَا نَحۡنُ بِتَاۡوِیۡلِ الۡاَحۡلَامِ بِعٰلِمِیۡنَ وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو یوں ہی خیالی خواب ہیں۔ اور ہم خوابوں کی تعبیر دینا جانتے نہیں ہیں یعنی رویائے صادقہ کسے دکھائی دیتے ہیں اور کسی بیماری کی وجہ سے خام خیالیاں ہوتی ہیں جب ان کیفیات کی حقیقت سامنے آجائے۔ گرم ٹھنڈی کیفیات کی توضیح انسان کے جسمانی افعال اور اس کی قوتوں کا صحیح استعمال میدان طب کی بحثیں ہیں اس کے علاوہ کسی سچے انسان پر اس وقت کیا کیفیت طاری ہوتی ہے جب

اسے خیال آتا ہے کہ لوگ اس کی بات کا یقین نہیں کریں گے جو لوگ ساری زندگی صادق وامین سمجھتے اور کہتے آئے ہیں کیا وہ میری بات کا یقین کریں گے؟

ہم نے اپنی دوسری کتاب" تحریک امراض اور علاج"میں اس بات کو مدلل انداز میں ثابت کیا ہے کہ خواب انسانی طبیعت اور امراض کی نشان دہی کرتے ہیں خواب و بیداری کے معاملات کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے ایک طبیب کسی مریض کا خواب سن کر اس کا مرض معلوم کرسکتا ہے جیسے ایک معبر خواب کے الفاظ و وقوعات کو تطبیق دیکر تعبیر اخذ کرتا ہے ایسے ہی حاذق طبیب مریض کے مشاہدات معاملات اور خوابوں کو دیکھ کر مرض کا تعین کرسکتا ہے۔کیا دیکھتے نہیں کہ مصری بادشاہ کے درباریوں نے ایک بات کہی تھی کہ ہم اشناپ شناپ اور کام کیالیوں کی تعبیر نہیں بتا سکتے لیکن جس خواب کو درباری علماء نے کام خیالی کہا تھا سیدنا یوسف علیہ السلام نے اسی سے سات سالہ قحط اور اس سے بچنے کی ترکیب تلاش کرلی اور اس تدبر و حکمت نے مصر کو عظیم آزمائش سے محفوظ رکھا۔

چوتھی حدیث

میں چلتا تھا تو ایک آواز سنتا تھا جب آسمان کی طرف نگاہ کرتا تو ایک فرشتے کو فضائے آسمانی میں کرسی بچھائے ہوئے دیکھتا۔دیکھنا۔سننا۔گھبرانا۔سردی لگنا،یہ سب باتیں ایک طبیب سے بہتر کون بیان کرسکتا ہے؟طب کہتی ہے اگر انسانی قویٰ ٹھیک انداز میں کام نہ کریں تو انسان آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھا ہوتا ہے دیکھنے کے لئے کئی قوتیں بروئے کار لائی جاتی ہیں عمومی طور پر دیکھنا صرف آنکھوں کا فعل تصور کیا جاتا ہے یہ تصور قران کریم اور طبّی لحاظ سے ادھورا ہے،قران کریم نے اس طبّی قانون کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے، {فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ} [الحج: 46]قران کریم۔فن طب عمومی طور پر انسانی قویٰ جس انداز میں بحث کرتا ہے وہ عمومی نظریات وتاثرات سے مختلف ہوتی ہیں۔

حدیث نمبر پانچ

نزول وحی کے وقت ساتھ ساتھ ہونٹ ہلایا کرتے تھے،قران کریم کی آیت کہ آپ زبان کو حرکت نہ دیں،اس کے بعد وحی کو تسلی سے سننے کا معمول بنانا اور الفاظ وحی کو اسی طرح دوہرا دینا،اس حدیث میں حرکت ہونٹ،زبان کا ہلانا،حافظہ کا مضبوط ہونا،ان سب میں طبّی نکات جھلک رہے ہیں،خدانخواستہ کسی کے ہونٹ معمول سے کم حرکت کریں یا غیر ضرری حرکات(رعشہ) وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس کا حل سوائے طبیب کے کس پاس ہوگا؟حافظہ کمزور ہو جائے تو طبیب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تاکہ حافظہ بحال ہوسکے،بھولنا اہل علم کے لئے آفت سے کم نہیں ہےوَآفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ/۔۔الزہد والر قائق لابن المبارك والزہد لنعیم بن حماد (286/1)

عمومی طور پر یہ خیال عوام و خواص میں راسخ ہوچکا ہے کہ حافظہ دماغ کاکام ہے اور حافظہ کے لئے مقوی دماغ اشیاء کا کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔لیکن طب کا ماننا یہ ہے کہ حافظہ دل کا فعل ہے جو انسان قوی دل کا مالک ہوگا وہ قوی حافظہ کا مالک بھی ہوگا،بارہاکے مشاہدات ہیں جو بچے غبی و ناکارہ تھے جنہیں سبق یاد کرنے میں بہت دشواری کا سامنا کرناپڑتا تھا،کلاس میں نکمّے شمار ہوتے تھے۔باوجود محنت کرنے کے وہ اسباق کے یاد کرنے اور تعلیمی میدان میں اچھی کارکردگی دکھانے میں ناکام رہتے تھے،جب ہم نے انہیں مقوی قلب غذائیں اور دوائیں استعمال کرائیں تو ان کے حافظہ کی حیرت انگیز ترقی ہوئی اور بھول ونسیان سے انہیں خلاصی ملتی۔

لیکن آپ اس بات پر غور فرمائیں جو بچہ غبی ہوگا عموی طورپر وہ بزدل بھی ہوگا۔جو ذہین ہوگا وہ بہادر بھی ہوگا کیونکہ اس کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔اگر طبیمعلومات ہوں تو غبی بچوں کو مناسب خوراك دیکرانہیں ذہین بنا سکتے ہیں اور انہین معاشرہ کا بہترین و کارآمد فرد بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر چھ۔

جود و سخاوت۔طبّی کتب میں بخل سخاوت۔ڈر وخوف۔رغبت و لذت کی کیفیات پر طویل بحثیں لکھی ہوئی ملتی ہیں۔علمائے تصوف نے سخاوت و بخل کو امراض قلوب میں شامل کیا ہے لیکن طب اس جگہ بھی اپنا فریضہ ادا کرتی ہے اور سخاوت و بخل کے وقت انسانی جذبات و کیفیات کی

وضاحت پیش کرتی ہے۔ طبّی میدان میں ہمارے مشاہدات ہیں کہ انسانی جذبات و کیفیات کو علاج و معالجہ کی مدد سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ کسی موقع پر اس کی تفصیل بیان کرونگا۔کہاوت ہے کسی کو کچھ دینے میں فراخ دلی کی ضرورت ہے۔

ساتویں حدیث۔

سواری کرنا۔ تجارت کے لئے جانا۔ایلیاء کے مقام پر عظمائے روم کا قریبی رشتہ دار کو طلب کرنا۔آج کے دور میں ایک بچہ بھی بتا سکتا ہے سواری۔سفر۔نسبت قریبی۔ جھوٹ سچ کا داعیہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ وغیرہ۔یہ بخاری شریف کی ابتدائی احادیث ہیں اگر ہم دیگر کتب کی طرف رجوع کریں تو اس میں بھی بے شمار طبّی نکات سامنے لا سکتے ہیں۔یہ وہ احادیث ہیں عمومی طور پر جن کے بارہ میں سونے والے طبّی نکات کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے ابھی امام صاحب کی کتاب الطب کو چھیڑا نہیں جس کا عنوان ہی طب ہے۔طب ایک اہم اور زندگی کا عملی پہلو ہے جسے کسی مذہب و دین نے ترک نہیں کیا۔طب ایک مذہبی فن سمجھا جاتا تھا آج بھی لوگ اسی دینی لوگوں میں ہی تلاش کرتے ہیں۔۔

علاج و معالجہ احادیث کی روشنی میں

دنیا کی کوئی طب طب نبوی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

رائج الوقت علاج اور مختلف اسالیب علاج ان کا طریقہ کار کچھ بھی ہو مدعا سب کا ایک ہی ہوتا ہے کہ انسانی صحت کو بحال کر دیا جائے۔ہر قسم کے علاج و معالجہ کے نمائندہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ بیماری کو کس طرح قابو میں کیا جائے بلکہ اکثریت تشخیص مرض سے ہی پریشان ہے وہ اور ان کے معالج یہی نہیں جانتے کہ جو بیماری تکلیف دے رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ان کا زیادہ خرچ اس بات پر ہورہا ہے کہ بیماری کا پتہ چلائیں اس مد میں ان کی متاع عزیز اُجڑ جاتی ہے جب علاج کی طرف آتے ہیں تو ان کی مالی حالت جواب دے چکی ہوتی ہے ایک محاورہ ہے"خدا کچہری اور ہسپتال کسی کو نہ لگائے"

طب نبوی کی انفرادیت وافادیت

طب نبوی کی افایت یہ ہے کہ یہ بیمار ہونے کے بعد متوجہ نہیں ہوتی بلکہ صحت جو کہ عطیہ خداوندی ہے اس کی حفاظت کو عین منشائے خداوندی قرار دیا گیا ہے جن عادات واطوار سے صحت خراب ہوتی ہے انہیں ممنوع قرار دیا گیا جن سے صحت برقرار رہ سکتی ہے یا رہتی ہے انہیں استحسان کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، تمام طرق علاج میں مریض پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں لیکن طب نبوی میں بیماری کی حالت میں توجہ دی جاتی ہے۔ایک طرف بیمار کی عبادات اعمال وافعال کے اجر وثواب کو برقرار رکھا جاتا ہے تو۔

دوسری طرف بیماری کے لمحات میں اس کی دعا خواہشات کو پاکیزہ قرار دیا گیا۔

تیسری طرف تیمار داروں اور اس کی دلجوئی کرنے والوں کے لئے مختلف فضائل و مناقب اور رضائے خداوندی کا مژدہ سنایا گیا ہے اس قسم کے فضائل سے ذخیرہ احادیث بھرا پڑا ہے۔پیدائش سے لیکر تادم واپسیں طب نبوی ﷺ قدم بقدم انسان کا ساتھ دیتی ہے وہ بدنی صحت کا خیال نہیں رکھتی بلکہ انسان کے اندر ہونے والے انقلابی خیالات تک کی نگرانی کرتی ہے اس کا پیدا نا اور مرنا اس سے کسی کو انکار نہیں موت کی کسی کے پاس کوئی دوا موجود نہیں ہے سب طب نبوی کے اندر زیر بحث آتے ہیں انسانی سوچ سے لیکر انسانی افعال تک سب کے لئے انمول ہدایات ملتی ہیں۔

علاج کے لئے ماہر طبیب کا انتخاب کرو۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بیمار بھی ہوتے تھے،وقت کے لحاظ سے جنگوں میں زخمی بھی ہوتے تھے ،ایک آدمی زخمی ہوا ان کے علاج کے لئے دستور کے مطابق قبیلہ نبوانمار کے دو معالجین کا انتخاب ہوا دونوں طبیب آئے ان سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا (زخموں کے سلسلہ میں) تم دونوں میں سے کون زیادہ مہارت رکھتا ہے؟ان لوگوں نے سوال کیا" یا رسول اللہ ﷺ ! کیا علاج و معالجہ میں خیر ہے یعنی علاج سے فائدہ پہنچتا ہے؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"انزل ادوا الذی انزل الداء"اس کے بعد انہیں علاج کا حکم دیا، اس کے بعد ان معالجین نے اس زخم (کے

خراب حصوں) کو کاٹا، دھویا، اس کے بعد اس میں ٹانکے بھری (العلاج بالاعشاب) ابن حبیب کہتے ہیں بہترین طبیب تجربہ سے بنتا ہے اور (جسمانی امراج کاعلا) بخار ہے۔

بعض کے نزدیک اس سے طبّی حکیم مراد ہے' یعنی کامل طبیب اور ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو کہ فن طب کا علم بھی حاصل کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو تجربہ بھی ہو جائے' مختلف قسم کے مریض اس کے سامنے سے گزر جائے' ان کے امراض او ران کے لئے تجویز کردہ ادویہ اور اس کے نتیجے میں آنے والے کے حالات نے اس کو اپنے فن میں پختہ بنایا ہو' امراض اور ادویہ میں تجربہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو لوگوں کے مزاج کا بھی تجربہ ہوچکا ہو تو یہ کامل حکیم ہوتا ہے اور جو صرف فن کی کتابیں پڑھ لیں اور ڈگریاں حاصل کریں لیکن عملی تجربہ نہ ہو تو اس میں یہ کمزوری ابھی باقی ہے اور وہ اپنے فن میں پختہ نہیں ہے۔

ھذاحدیث حسن غریب: اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح "صحیح ابن حبان" اور حاکم نے اپنے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔ اور علامہ مناوی نے شرح الجامع الصغیر میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) ماہنامہ الحق اگست ستمبر 2007ء صفحہ نمبر:23

ایک نامناسب روش

ایک مصنف لکھتے ہیں "بعض تصانیف میں کچھ نامناسب خیالات کا اظہار کیا گیا ہے مثلاً ایک طریقہ یہ بتایا گیاہے کہ رسول اللہ کے بتائے ہوئے علاج کا ذکر کرتے ہوئے اس کے سامنے موجودہ طبّی علاج کو ہیچ بتایا گیا ہے یہ موازنہ نامناسب ہے، مصنفین نے ملحوظ نہ رکھا کہ موجودہ طبّی علم کی بنیاد طبّی سائنس ہے جس کو مسلمانوں نے فروغ دیا اور مسلمانوں کا طبّی علم ارشادات رسول ﷺ کا مرہون منت ہے۔ کسی بھی دوسرے علم کی طرح طبّی علم بھی ہمیشہ ترقی پانے والا علم ہے اس کے اشارے احادیث میں بکثرت ملتے ہیں۔۔۔

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں طب نبوی کا اصل مقصد و مدعا مسلمانوں کو طبعی علاج کی طرف متوجہ کرنا تھانہ کہ عام طبیبوں کی طرح داوؤں کے نسخہ جات عطاء کرنا لہٰذا طب کے سلسلہ کے

فرمودات رسول کو آج کل کے طبیبوں کے نسخوں کی روشنی میں پرکھنا نامناسب طرز فکر ہے

(طب نبوی اور نباتات احادیث)

طب نبوی محور زندگی ہے۔

انسانی دنیا کا صول ہے کہ کسی بھی فاصلہ کی پیائش کے لئے نکتہ آغاز مقرر کرکے آلہ پیائش اسے پر رکھتے ہیں،اسی طرح کھرا کھوٹا پرکھنے کے لئے کسوٹی مقرر ہے ،سونا جوکہ اس دنیا میں قیرآتی دھات سمجھی جاتی ہے لیکن اس کے خالص اور کھوٹا ہونے کا پیمانہ کسوٹی ہے،ایسے ہی طبّی قوانین ہیں ،انہیں مکمل اصول کے مطابق مقرر کیا گیا ہے،ایسا نہین کہ دو چار اجزا کو ملایا اندازہ سے مریض کو کھلادیا اور بری الذمہ ہوگئے ایسا نہیں بلکہ طب نے نسلوں کے تجربات کے بعد ان اجزاء کو ترتیب دیا بے شمار مریضوں پر تجربات ہوئے تب جاکر معمولی سمجھی جانے والے نسخہ جات معرض وجود میں آئے۔

جہاں سب ہاتھ کھڑا کردیں وہاں طب نبوی کام دیتی ہے۔

طب نبوی انسان کی جسمانی راحت و تندرستی سے ہیں بحث نہیں کرتی بلکہ اس دائرہ کار بہت وسیع اور معنی خیز ہے آپ کسی معالج کو دیکھ لیں کسی بھی طریق علاج کی جستجو فرمالیں سب یہ پوچھیں گے کہ بیماری کیسے لگی؟کیا کھایا کیا پیا۔کونسی عادات کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی؟یا بیماری کے اسباب کیاہیں؟یعنی انکا دائرہ کارہ صرف اور صرف جسم انسانی ہے ان کا اول وآخر یہی ہے شاید یہی ان کی سب سے بڑی ناکامی ہے۔

طب نبوی ﷺ اور اسوہ حسنہ کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ ایک تندرست انسان اپنی تندرستی کو کس طرح قائم و دائم طویل عرصہ تک محفوظ رکھ سکتاہے۔وہ کونسے اسباب و عادات ہیں جو صحت افزا ہیں؟چلو مانا کہ انسان ہر وقت ان معتدل و صحت مند عادات واطوار پر کار بند نہیں رہ سکتا وہ بے اعتدالی عادات ،خوردونوش کی وجہ سے اپنی صحت کو بگاڑ لیتا ہے تو اس صحت کو واپس لانے کے لئے کونسا سہل اور فطری طریقہ ہے؟یہی طب نبوی ﷺ کا اولیں اصول ہے۔

شمائل ترمذی طبّی قوانین کا مجموعہ ہے

جیساکہ میں نے کسی جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ شمائل ترمذی بہترین قوانین صحت و طب نبوی کا مجموعہ ہے مجھے یہ بھی احساس ہے کہ دنیا میں شاید پہلا دعوی ہے کہ شمائل ترمذی طبّی اصولوں اعلیٰ ترین ذخیرہ ہے۔راقم الحروف کا ارادہ ہے۔انشا اللہ شمائل ترمذی کی شرح طبّی انداز میں کرونگاتاکہ اس عظیم کتاب کی طبّی افادیت سامنے آسکے۔

دعوی کی دلیل

انسانی صحت اور اس کی زندگی کے تسلسل و بقاکے لئے تین بنیادی اصول وکسوٹی ہیں جو اِن پر پورا اُترے وہ بیمار نہیں ہوسکتا عمومی طورپرانہی تین باتوں کو پورا کرنا ہی طب کا میدان عمل ہے جو اِن باتوں پر پورا اترے وہ حاذق طبیب کہلاتا ہے۔یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے غذاوخوراک بنیادی اہمیت رکھتی ہے اسی پر بے شمار تحقیقات ہوچکی ہیں کہ صحت مند اور بیمار کے لئے غذااور خوراک کا معیار کیا ہونا چاہئے اور کس مرض میں کونسی غذامناسب رہتی ہے؟ تندرست کے لئے غذاکا معیار کیا ہونا چاہئے۔اس موضوع پر طویل ترین،بحیںیںاور ضخیم کتب کتابیں لکھی جاچکی ہیں کہیں وٹامنز ہیں تو کہیں کیلوریز کہیں نمکیات ہیں تو کہیں سالٹ وایسڈ پر طبع آزمائی گئی ہے اس گتھی کو عوام توکیا بڑے بڑے تعلیم کے مدعی بھی نہیں سلجھا سکتے۔

ایک محقق لکھتے ہیں "اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم کی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جب کہ بسیار خوری نالیوں پرچربی کی تہوں، موٹاپا،دل کی بیماریوں، گھٹنیا، گردوں کی خرابیوں اور ذیابیطس کا باعث بنتی ہے، ایک روایت ہے اصل کل داء البرد (ابن سنی) کہ ہر مرض کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے" (طب نبوی اور جدید سائنس جلد اول)

(ا)ہر جاندار کو سلسلہ تنفس برقراررکھنی کیلئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے بوقت ضرورت اسے غذا کی طلب ہوتی ہے یعنی بھوک لگتی ہے جب بھوک لگتی ہے تو کھانا کھایا جاتاہے او مناسب غذالی جاتی ہے تاکہ غذائی ضرورت کو پورا کا جاسکے بھوک کا اعتدال کے ساتھ بروقت لگنا صحت کی پہلی نشانی ہے۔

(۲) دوسرا مرحلہ کھائی ہوئی غذا کو ہضم کرنا اور اسے جزو بدن کرنا ہوتا ہے یہاں ایک خودکار نظام کام کرتا ہے جس میں انسان کی کاوش سے زیادہ مشینری اندرونی طور پر بدل مایتحلل کا بندوبست کرتی ہے۔یہ عمل چھ سے آٹھ گھنٹے میں مکمل ہوجاتا ہے۔جس کا یہ نظام کام کرتا ہے وہ بھی تندرست رہتا ہے۔

(۳) تیسرا مرحلہ انسانی جسم کھائی ہوئی غذا سے بننے والے فضلے کو خارج از بدن کردے ہضم شدہ خوراک کے باقیات خارج ہوجائیں۔یہ اخراج آنتوں کے ذریعہ ہو یا گردوں کے ذریعہ یا پھر پسینہ و تنفس کی وساطت سے۔جب تک یہ تینوں نظام ٹھیک انداز میں کام کرتے رہیں انسانی صحت قابل رشک رہتی ہے ان تینوں نظاموں میں سے ایک بھی کمزور ہوجائے تو پورانظام صحت توٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتا ہے۔

خوراکی بے اعتدالی کی وجہ سے ان میں سے ایک نہ ایک نظام ضرورت خرابی کا شکار ہوچکا ہوتا ہے ،مصروف زندگی میں بظاہر صحت مند موٹے تازہ بارعب لوگ دکھائی دیں گے انہیں پوچھ کر دیکھیں تو مجموعہ امراض ہونگے۔

حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ! کیا ہم دوانہ کیا کریں؟آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایااللہ کے بندو، دواکیا کرو اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوانہ ہو۔ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔عرض کیا وہ کیا؟آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بڑھاپا۔اس باب میں حضرت ابن مسعود ابوہریرہ، ابوخزامہ (والد سے راوی ہیں) اور ابن عباس (رض) سے بھی احادیث منقول ہیں جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 2128) یعنی بڑھاپا انسانی جسم کی وہ منزل ہے جہاں اس کی کارکردگی نا ہونے کے برابر رہ جاتی ہے اور زندگی کے ضروری اجزااس قدر گھس جاتے ہیں کہ وہ اپنی جسمانی ساخت کو برقرار نہیں رکھ سکتے یوں جسمانی ڈھانچے کا کھڑا رہنا مشکل ہوجاتا ہے۔اس لئے اس کوئی علاج نہیں سوائے موت کے۔

آئے طب نبوی ﷺ کی طرف۔

قران کریم اور طب نبوی ﷺ انہی بنیادی باتوں کو اصول زندگی بتاتے ہیں، کلو واشربوا والا تسرفوا حدیث مبارکہ ہے تمہیں وہ لقمے ہی کافی ہیں جو تمہاری کمر سیدھی رکھنے کاکام دے سکیں ورنہ پیٹ کے تین حصے کرلو اس سے زیادہ مت کھاؤ۔ مسلمان ایک آنت اور کافر سات آنت کھاتا ہے۔جب خوب طلب ہو تو کھاؤ ایک دو لقمے کی گنجائش ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لو۔یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو بھوک رکھ کر کھاتا ہے وہ کم ہی بیمار ہوتا ہے ان اعلی طبّی اصولوں کو اسلام کہہ لیں طب نبوی کہہ لیں یا انسانی زندگی کا صحت مندانہ تسلسل کہہ لیں۔بس یہی وہ طرہ امتیاز ہے جو اسلام اور طب نبوی کو دیگر طرق علاوہ اور دیگر مذاہب سے بلند شان دیتا ہے۔

علاج و معالجہ فرمودات نبوی ﷺ کی روشنی میں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے ساتھ اس کا علاج بھی اتارا ہے (بخاری باب ماانزل اللہ داء) علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: وَالْمُرَاد بِانزالہ إِنْزَال الْمَلَائِكَة الموكلين بِمُبَاشَرَة

عمدۃالقاری شرح صحیح البخاری (229/21)

(۲) طارق بن شہاب فرمارتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کے لئے شفاء نہ بھیجی ہو البتہ موت کا کوئی علاج نہیں ہے (سنن الکبری لنسائی 4/370)

(۳) اسامہ بن شریک کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علاج و معالجہ کیا کرو ہر بیماری کی علاج اللہ نے اتارا ہے ہاں بوڑھاپا اور موت لاعلاج ہیں (صحیح ابن حبان کتاب الطب 13/428)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین پر کوئی بیماری ایسی نہیں ہے جس کے لئے اللہ نے اسباب شفاء پیدا نہ کئے ہوں جو جان گیا سو جان گیا جو بے علم رہا اپنی جہالت کی وجہ سے رہا۔ (طبرانی فی الکبیر 10/163، کنزالعمال 10/7)

(۵) حضرت جابرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بنایا ہے جب بیماری کے مطابق علاج کیا جاتا ہے تو شفاء ملتی ہے اللہ اسے بیماری سے نجات دیتا ہے (السنن الکبری للنسائی 4/369)

(٦)اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا بنائی ہے اب وہ جس چیز میں چاہے اور جس بیماری کے لئے شفاء رکھ دیتا ہے(جامع الاحادیث 7/264)

من غلبت صحتُه مرضَه فلا یتداوی۔

جو اپنی بیماری سے بیمار ہوا ہے اس کا علاج نہیں ہوگا الذہبی میزان الاعتدال الصفحة أو الرقم : 345/4

طب نبوی احادیث کی روشنی میں۔

(ا)لوگوں کی مدارت کرنا بھی صدقہ ہے۔(صحیح ابن حبان باب حسن الخلق 2/216)

(٢) عقل مندی کی بات ایمان کے بعد لوگوں کی دل جوئی کرنا ہے جو دنیا میں بھلے ہیں وہ آخرت میں بھی بھلے ہونگے،جو دنیا میں برے ہیں وہ آخرت میں بھی برے ہونگے(جامع الاحادیث 13/60،اخرجہ ابن ابی دنیا فی قضاء الحوائج)

(٣) عقلمند انسان وہ ہے جواپنے دین (ایمان) کے بعد لوگوں سے محبت کرے بھلائی کے کام کرے اس کی بھلائی ہر نیک وبد کے لئے ہو(شعب الایمان 6/256)

(٤) حضرت جابر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہر اچھاکام جو بغیر نیک وبد کی تمیز کے کیا جاوے کرنے والے کے لئے قیامت کے دن صدقہ ہوگا(اتحاف الخیرۃ الحمزیہ باب کل معروف صدقة)

(٥)رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے مجھے لوگوں کی دل جوئی کے لئے بھیجا گیا ہے(شعب الایمان 6/351)

(٦)رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کی دلجوئی کا اسی طرح حکم فرمایا ہے جس طرح فرائض کے قیام کا حکم(کنز العمال فی سنن الاقوال 4/407)

(٧)رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک دیہاتی آیا اس نے سوال کیا لوگوں میں سے اچھا کون ہے؟فرمایا جس کا اخلاق اچھا ہو۔پھر پوچھا یارسول اللہ کیا ہم لوگ دوادارو کیا کریں؟فرمایا

ضرور کرو کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کا علاج نہ بھیجا ہو (المعجم الکبیر لطبرانی 1/183)

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پسندیدہ ہے ہر بھلائی میں ایسی چیز کی حرص کروجو تمہارے لیئے نفع بخش ہو اور اللہ سے مدد طلب کرتے رہو اس سے عاجز مت بنو اور اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو یوں نہ کہو میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا کاش کا لفظ شیطان کا دروازہ کھولتا ہے (مسلم کتاب التقدیر)

(۹) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر پوچھنے لگا یا رسول اللہ ﷺ یہ رقیہ جن سے دم کرتے ہیں اور یہ دوائیں جن سے ہم علاج کرتے اور بچاؤ کی چیزیں جن سے بچتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ بھی تقدیر الہی میں سے ہیں (جامع ترمذی تقدیر کا بیان)

طبیب کے لئے ہدایات

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بہت بڑی خیانت یہ ہے کہ تو کسی سے بات کرے وہ تجھے سچا سمجھے جب کہ تو جھوٹ بول رہا ہو (اتحاف الخیرۃ المھریۃ 6/16)

(۲) ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ لا حلیم الاذو عثرۃ ولا حکیم الاذو تجربۃ۔ کوئی آدمی اس وقت تک بردبار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ٹھوکر نہ کھائے اور نہ ہی کوئی بغیر تجربہ کے حکیم بن سکتا ہے۔ جامع الاحادیث 14/389)

(۳) عورتیں بھی طبیبہ بن سکتی ہیں۔

حضرت انس فرماتے ہیں غذوات میں میری والدہ ام سلیم اور دوسری انصاری عورتوں کے ساتھ جایا کرتی تھیں اور زخمیوں کی تیماری اور غازیوں کو پانی پلانے کی خدمات سر انجام دیا کرتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں (السنن الکبری للنسائی 4/369)

(۴) ایک صحابی فرماتے ہیں میری والدہ اپنے شوہر کے ساتھ چھ غزوات میں شریک ہوئیں وہ کہتی ہیں کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں، مریضوں کی تیاری کیا کرتی تھیں (بخاری)

(۵)ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جاتی تھیں اور پیاسوں کو پانی پلاتی زخمیوں کا علاج کرتیں اور زخمیوں اور شہداء کومدینہ اٹھا کر لایا کرتی تھیں (بخاری جہاد اور سیرت رسول اللہ ﷺ)

(٦)حضرت حفصہؓ کے پاس ایک عورت شفاء نامی بیٹھی ہوئی تھیں وہ نملہ کا دم جانتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دم تم حفصہ کو بھی سکھا دو(السنن لنسائی رقیۃ النمل 4/366)

(۷)ایک طبیب سے فرمایا تمہارا کام تسلی دنیا ہے علاج تو اللہ خود کرتا ہے(احمد) بلکہ طبیب تو وہی ہے جس نے اسے(زخم کو) پیدا کیا ہے(ابوداؤد خضاب لگانے کا بیان)

(۷) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں حکمت کی بات کی جائے(المعجم الکبیر لطبرانی 8/188)

(۸)حضرت عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا"کسی مسلمان نے اپنے بھائی کو حکمت سے بڑھ کر بہترین تحفہ نہیں دیا(شعب الایمان بیہقی 2/280) عبدالرحمٰن حلبہ کہتے ہیں آدمی کے لئے کوئی ہدیہ حکمت بھرے کلمہ سے بہتر نہیں (الدارمی)

(۹)ایک حکمت کا بول سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے اور اہل علم کی مجلس میں علمی گفتگو سننا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے(الدیلمی۔جامع الاحادیث 15/389)

(۱۰)حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جب تک کسی کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی کی دولت دی گئی ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ وہ حکمت تقسیم کررہا ہے(ابن ماجہ باب الزہد،شعب الایمان 4/254)

دربار نبوی ﷺ میں طبی مشاورت

عبدالرحمٰن بن عثمان کہتے ہیں ایک حکیم نے رسول اللہ ﷺ سے مینڈک کے بارہ میں سوال کیا کہ ہم اسے دوا میں استعمال کرسکتے ہیں۔آپ ﷺ نے مینڈک مارنے سے منع فرمایا دیا(سنن الکبری بیہقی 9/358 مشکل الآثار لطحاوی)(۱۹٦۸۳) نافع فرماتے ہیں کہ جب بھی ابن عمر

(رض) کسی طبیب (ڈاکٹر) کو بلاتے تو یہ شرط رکھتے کہ ایسی چیز استعمال نہیں کرے گا جو اللہ نے حرام قرار دی ہو۔ سنن کبری للبیہقی: جلد نہم: حدیث نمبر 5839 مکررات 0 متفق علیہ 0

(۲) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں حکیم ہوں میرا باپ دادا حکیم تھے اور حکیم گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں میرے سامنے انسانی وجود کی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی ہر عرق و ہڈی میرے سامنے ہوتی ہے یا رسول اللہ میں آپ کے کاندھے پر ایک ابھری ہوئی چیز دیکھ رہا ہوں اگر اجازت ہو تو میں اسے کاٹ پر اس پر مرہم رکھ دوں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا طبیب تو اللہ ہے اس کی ضرورت نہیں ہے (اتحاف الخیرۃ المہریۃ۔ شرح السنۃ باب الدیۃ 1/616)

(۳) رسول الہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کی عیادت فرمائی جسے زخم پہنچا تھا آپ ﷺ نے فرمایا فلاں حکیم کو بلاؤ۔ حکیم آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا دوا کوئی فائدہ دیتی ہے؟ فرمایا سبحان اللہ۔ اللہ نے زمین پر کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کے ساتھ اس کا علاج نہ بھیجا ہو (غایۃ المقصد فی زوائد المسند باب خلق الداء والدواء 2/2009)

(۴) ایک جگہ یہ بھی مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر اناڑی نے کسی کا علاج بغیر حکمت سیکھے کیا مریض کو نقصان پہنچا تو اس کا ذمہ دار اناڑی حکیم ہوگا (مسند ابن ابی شیبۃ 3/268)

(۵) سنن ابی داوٗد کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے آپ ﷺ و علم طب نہ جاننے کے باوجود طبیب ظاہر کیا تو وہی (نقصان کی صورت میں) ضامن ہوگا (ابوداوٗ دیت کا بیان) لیکن ماہر طبیب اس کی زد میں نہیں آتا۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

فی الجملہ خطاء شرعی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک خطاء جس میں عذر قبول کیا جاسکتا ہے وہ ایسی خطاء ہے جو صاحب علم طبیب سے باوجود غور و تدبر کے ظاہر ہو اس میں طبیب کا عذر قبول کیا جائے گا جب کہ وہ اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو۔ اسی طرح ماہر حکمران سے باوجود کوشش کے کوئی خطاء سرزد ہو جائے وہ بھی قابل معافی ہے۔ فصل المقال لابن رشد (ص: 45)

(۵) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابی ابن کعب کے پاس ایک حکیم بھیجا جس نے ان کی رگ کاٹ دی پھر اسے داغ دیا (مسلم باب سلام کرنے کا بیان)

(٦) حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔

ابو عمران فرماتے ہیں رسو اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اللہ نے ہر بیماری کی دوا اتاری ہے تم دوا دارو کیا کرو لیکن دوا ہیں حرام اشیاء کا استعمال مت کرو(سنن ابی داوٗد کتاب الطب،المحرر فی الحدیث 1/676) امام بخاری حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نشہ آور چیز کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا : ”ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم “۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جو تم پر حرام کردی گئ ہیں۔

(٧) طبیب اور شرعی احکامات کی رخصت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص زخمی ہوگیا پھر اسے احتلام ہوگیا لوگوں نے اسے غسل کرنے کو کہا اس نے غسل کیا تو وہ مرگیا جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ انہیں ہلاک کرے ان لوگوں نے اس بے چارے کو مار ڈالا۔کیا جہالت کا علاج سوال کرلینا نہیں ہے؟ (سنن ابی داوٗد باکی کا بیان)

ماہر طبیب کو اختیار کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو زخم لگا،ان صاحب نے بنی انمار کے دو لوگوں کو بلوایا دونوں (حکمیوں) نے آکر مریض کا معاینہ کیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تم دونوں میں سے طب میں مہارت کونسا زیادہ رکھتا ہے؟ان میں سے ایک نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا طب میں بھلائی ہے؟آپ نے ارشاد فرمایا جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اسی نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے(موطا مالک باب تعالج المریض 2/943)

مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری۔

عرفجہ بن سعدؓ کی ناک جنگ کلاب (زمانہ جاہلیت) میں کٹ گئ تھی انہوں نے چاندی کی مصنوعی ناک لگوالی تھی لیکن اس میں بدبو پیدا ہو گئ تو نبی ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا(سنن الترمذی 4/240)

مریض کی دعا اور عیادت کا ثواب

ثویر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا چلو حسین کی عیادت کے لئے چلیں ہم نے ان کے پاس ابو موسی کو پایا حضرت علی نے پوچھا اے ابو موسی تیمار داری کے لئے آئے ہو یا ملاقات کے لئے؟ انہوں نے کہا عیادت کے لئے ۔ حضرت علی نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کرے تو صبح تک۔اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا (سنن ترمذی کتاب الجنائز)

”عیادت لغت میں مطلق زیارت کو کہا جاتا ہے شہرت کی بنیاد پر مریض سے ملاقات کے لئے استعمال ہونے لگا ہے“ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 31/76، لسان العرب۔ مصباح المنیر)

() حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔سلام کا جواب دینا۔مریض کی عیادت کرنا۔جنازوں کے پیچھے چلنا۔دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے کا جواب دینا (بخاری کتاب الجنائز) دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے دعوت قبول کرنا، قسم پوری کرنا، مظلوم کی مدد کرنا (بخاری کتاب اللباس)

() حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تونے میری عیادت نہیں کی۔وہ کہے گا اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تونے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا آخر تک حدیث (صحیح مسلم صلہ رحمی کا بیان)

() حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا جو بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ واپسی تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے (مسلم صلہ رحمی کا بیان)

حضرت انس بن مالک (رض) روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ارشاد فرماتے سنا: جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے وہ رحمت میں گھس جاتا ہے جب وہ مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے اسے رحمت ڈھانپ لیتی ہے عرض کیا گیا: یہ انعام تو مریض

کے لیے ہے تندرست کے لیے کیا ہے؟آپ نے فرمایا: اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں (شعب الایمان (411/11)، والضیاء) کنزالعمال: جلد پنجم: حدیث نمبر 1061

مریض کی نیت (منت) کا پورا کرنا۔

مسند خواب بن جبیر "ایک مرتبہ میں بیمار پڑگیا رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری عیادت کے لیے تشریف لائے جب میں تندرست ہوگیا توآپ نے فرمایا: اے خوات تمہارا جسم تندرست ہوچکا ہے لہذااللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ پورا کرومیں نے عرض کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کیا: آپ نے فرمایا: جو مریض بھی حالت مرض میں کسی بھلائی کی نیت کرلیتا ہے وہ اس پر واجب ہوجاتی ہے لہذااللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرو۔المستدرک علی الصحیحین للحاکم (3/ 467)۔رواہ الطبرانی وابن عساکر۔کنزالعمال: جلد ہشتم: حدیث نمبر 6760

گناہ مٹنے کی طبّی وضاحت

عمومی طورپر کہا جاتا ہے کہ بیمار کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جیساکہ سابقہ سطور میں حضرت انس والی روایت میں گزرا۔اس کا طبّی دنیامیں کیا ثبوت ہے کہ ایک بیار کے گناہ معاف ہوئے؟اس بات کو دوسری احادیث کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے۔۔۔مثلاََ جب گناہ کیا جاتا ہے تو ایک سیاہ دھبہ دل پے لگ جاتا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاجب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تواس کے دل پرایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کرلیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تواس کا دل اس نقطہ سیاہ سے صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے پس یہ ران یعنی زنگ ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ۔آیت (کلا بل ران علی قلوبہم ماکانوا یکسبون) یوں ہر گز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر یہ اس چیز یعنی گناہ کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے دلوں پر خیر و بھلائی بالکل باقی نہیں رہی۔اس روایت کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے نقل کیا ہے نیز امام ترمذی نے فرمایاکہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اسلام ایک اعتدال کا نام ہے جو بھی اس سے انحراف کرے گاوہ گنہہ گار ہو۔مثلا ایک صحت مند انسان اس وقت تک صحت مند رہتا ہے جب تک وہ مزاج کے مطابق معتدل غذائیں کھاتا رہے جب وہ غیر معتدل یامزاج سے متصادم غذائی کھائے گا تواس کامزاج بگڑے گا رفتہ رفتہ صحت بیماری کی نظر ہونا شروع ہو جائے گی۔مزاج جب بہت زیادہ غیر معتدل ہو جائے تومنہ کا ذائقہ اور انسانی محسوسات بھی تبدیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں مثلَا ٌصفراوی مریض کو میٹھا بھی کڑوا محسوس ہوتا ہے اور اعصابی مریض کی قوت ذائقہ و قوت شحمہ ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔صفراوی مریض خواشگوار موسم مین بھی ٹھنڈ محسوس کرتا ہے۔سخت گرمیوں مین بھی اسے لرزہ وکپکپی سے بخار آنے لگتا ہے۔ایک صحت مند انسان اس بیمار کی کیفیات کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے،اسی طرح دلوں کے زنگ والے لوگ غیر معتدل زندگی سے ایسے بدمزاج ہو جاتے ہیں کہ وہ نیکی و بدی کی تمیز نہیں کر سکتے۔جیسے جسمانی امراض کاعلاج غذاو خوراک اور ادویات کی مدد سے کیا جاتا ہے ایسے ہی گنہ کا علاج توبہ واستغفار سے کیا جاتا ہے۔

دوسرا بخارانسانی جسم کو پاک کردیتا ہے۔

گناہوں کی معافی:فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے:ایک شخص کو دردِ سر اور بخار ہوتا ہے اور اس کے گناہ اُحُد پہاڑ جتنے ہوتے ہیں، پھر جب یہ اس سے جدا ہوتے ہیں تو اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں ہوتا۔(شعب الایمان،ج7، ص176، حدیث: 9903)حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُسے مروی ہے:جو ایک رات بخار میں مبتلا ہوا اور اس پر صَبْر کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہے تو اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اُس دن تھاجب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔(شُعَبُ الْاِیمان،ج7، ص167، حدیث: 9868)

یقینی شفاء اور تحقیق کی ضرورت۔

یقینی شفاء کی جس کی سند دربار نبوت سے ملی ہے۔

طبّی دنیامیں زیادہ تر قیاس اور تجربات کام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اطباء حضرات ہر دم مجربات کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں ہر قوم اور ہر ملک کے لحاظ سے کچھ چیزیں مسلمات سے ہوتی

ہیں جن کی شفائی تاثیر کے بارہ میں کسی کو کوئی تردد نہیں ہوتا۔ہم مسلمان اس بارہ میں خوش قسمت ہیں کہ ہماراایمان ہے نبی ﷺ کی تعلیمات وحی من اللہ ہیں دینی معاملہ میں کوئی بات خدا کی کی مرضی کے علاوہ موجود نہیں۔لسان نبوت سے کچھ اشیاء کے بارہ میں حتمی طورپر بتایا گیا ہے کہ ان میں شفاء ہے، لیکن طبیب کی مہارت اور کثرت مطالعہ اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ کونسی چیز کس حدتک فائدہ دیتی ہے اور کس جگہ استعمال کرنا مناسب ہوگا۔ابن العراقی (المتوفی: 826ھ-) لکھتے ہیں،إِنَّ عِلْمَ الطِّبِّ مِنْ أَكْثَرِ الْعُلُومِ احْتِيَاجًا إِلَى التَّفْصِيلِ حَتَّى أَنَّ الْمَرِيضَ يَكُونُ الشَّيْءُ دَوَاءَهُ فِي سَاعَةٍ ثُمَّ يَصِيرُ دَاءً لَهُ فِي السَّاعَةِ، طرح التثریب فی شرح التقریب (186/8)اس مقام پر ہم اسی قسم کی چنداحادیث ھدیہ قارئین کرتے ہیں۔

(۱) کلونجی۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے(بخاری کتاب الطب) صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 670 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 23 متفق علیہ 12

صدقہ بن فضل، ابن عیینہ، زہری، عبیداللہ، ام قیس بنت محصن کہتی ہیں کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم اس عود ہندی کو اختیار کرو، اس میں سات قسم کا علاج ہے، مرض عذرہ میں ناک میں ڈالی جائے، ذات الجنب میں چبائی جائے اور میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی جو ابھی کھانا نہیں کھاتا، اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا۔

(۲) عجوہ عالیہ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عجوہ عالیہ میں شفاء ہے یا عجوہ عالیہ کا صبح کے وقت استعمال کرنا تریاق ہے(مسلم کتاب الاشربہ)

(۳) کھنبی۔

عمرو بن نفیلؓ فرماتے ہیں رسول الہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کھنبی من قسم سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

(۴) حجامہ لگونا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچھنے لگوانے میں شفاء ہے (مسلم سلام کرنے کا بیان) ایک صحابی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا پچھنے لگوانا بہتر ہے اور اس میں شفاء ہے (ابن ماجہ کتاب الطب)

(۵) عود ہندی میں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں عود ہندی سے علاج کرنا چاہئے کیونکہ اس میں سات بیماریوں سے شفاء ہے (مسلم)

(۶) مکھی کے پر میں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دو (کھانے میں) کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء دوسرے پر میں بیماری ہوتی ہے۔ مکھی اپنا بیماری والا پر کھانے میں ڈالتی ہے اس لئے غوطہ دو تاکہ شفاء والا پر بھی ڈوبے (سنن ابی داؤد کھانے پینے بیان)

(۷) نماز میں شفاء ہے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں نبی ﷺ دوپہر میں نکلے میں بھی نکلا اور نماز پڑھ کر بیٹھ گیا، نبی ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کیا پیٹ میں درد ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول! فرمایا اٹھو اور نماز پڑھو اس لئے نماز میں شفا ہے (سنن ابن ماجہ کتاب الطب)

(۸) شہد میں شفاء ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں شفاء ہے شہد کا گھونٹ، پچھنے لگوانا اور آگ سے داغ دینا لیکن آگ سے جلانے کو اپنی امت کے لئے منع کرتا ہوں (ابن ماجہ)

(۹) گائے کے دودھ میں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گائے کے دودھ میں شفاء ہے اور اس کے گھی میں دوا ہے اور اس کے گوشت میں بیماری ہے(جامع الاحادیث 6/56) مستدرک للحاکم میں یہ الفاظ ہیں گائے کے دودھ میں ہر بیماری کا علاج ہے۔(اخرجہ الحاکم 4/218)ایک حدیث میں یوں روایت ہے تم لوگ گائے دودھ سے علاج کیا کرو مجھے امید ہے کہ اللہ اس میں شفاء پیدا کردے گا کیونکہ یہ مختلف درختوں کے پتے کھاتی ہیں (جامع الاحادیث 11/235)

(۱۰) ککڑی/کھیرا میں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ککڑی/کھیرا کو اختیار کرو کیونکہ اس میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے (جامع لاحادیث 14/276) حضرت جابر فرماتے ہیں تمہیں ککڑی اور سنوت کو اختیار کرنا چاہیۓ کیونکہ ان میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے سوائے موت کے (العلاج بالاعشاب)

(۱۱) ہلیلہ سیاہ میں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلیلہ سیاہ کو لازم پکڑو اس (کا جوشاندہ) پیو کیونکہ یہ جنت کا درخت ہے اس کا ذائقہ تو کڑوا ہے لیکن اس میں ساری بیماریوں کے لئے شفاء ہے (المستدرک للحاکم کتاب الطب 4/448)

(12)اونٹ کے دودھ اور پیشاب میں شفاء ہے۔

لوگو! اونٹوں کے دودھ اور پیشاب میں شفاء ہے ان فضلات کے لئے جو پیٹ میں جمع ہو جائیں (پیٹ میں پانی پڑ جائے) (جامع الاحادیث 14/470)

انس بن مالک (رض) کہتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئے انہیں مدینے کی آب و ہوا راس نہیں آئی، بیمار پڑ گئے، انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کی۔آپ نے فرمایا: "کیا تم ہمارے چرواہوں کے ساتھ اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پیوگے؟" وہ بولے: کیوں نہیں، چنانچہ وہ نکلے اور انہوں نے ان کا دودھ اور پیشاب پیا، تو اچھے ہوگئے، اب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چرواہے کو قتل کر ڈالا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے پیچھے کچھ لوگ روانہ کئے، جنہوں

نے انہیں گرفتار کرلیا، جب انہیں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور قبیلہ عرینہ کے مجرمین کے پاؤں کاٹ دیئے، ان کی آنکھیں (گرم سلائی سے) پھوڑ دیں اور انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے

تخریج دارالدعوہ: صحیح البخاری/الوضوء ٦٦ (٢٣٣)، الجہاد ١٥٢ (٣٠١٨)، صحیح مسلم/القسامة ٢ (١٦٧١)، سنن ابی داود/الحدود ٣ (٤٣٦٤)، سنن الترمذی/الطہارة ٥٥ (٧٢)، (تحفة الأشراف: ٩٤٥)، مسند احمد (٣/١٦١، ١٨٦، ١٩٨)

() لہسن میں شفاء ہے۔

تم لوگ لہسن کھاؤاور اس سے علاج کرو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کے لئے شفاء ہے اگر میرے پاس فرشتوں کی آمد ورفت نہ ہوتی تو میں ضرور اسے استعمال کرتا (جامع الاحادیث 15/389)

() سنامیں شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی چیز میں موت سے شفاء ہوتی تو وہ سناء ہوتی (اخرجہ الترمذی 4/408)

() زمزم کا پانی شفاء ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمزم کا پانی ہر مرض کے لئے دوا ہے (اخرجہ الدیلمی 4/152۔جامع الاحادیث 19/343) س

() نمک میں شفاء ہے۔

ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔اے علی! جب کھانا شروع کرو تو پہلے نمک کھالو اور جب کھانا ختم کرو نمک کھالو کیونکہ نمک میں ستر بیماریوں کا علاج کے ان میں جنون، جذام، برص، داڑھ درد۔گلے کا درد، پیٹ درد (اتحاف الخیرة المہریہ 3/128)

.ایلوا۔مصبر-. وہبیہ بن وہب کہتے ہیں کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی دونوں آنکھیں دکھنے لگیں تو انہوں نے ابان بن عثمان کے پاس (پوچھنے کے لیے اپنا آدمی) بھیجا کہ وہ اپنی آنکھوں کا کیا علاج کریں؟ (سفیان کہتے ہیں: ابان ان دونوں حج کے امیر تھے) تو انہوں نے کہا: ان دونوں پر ایلوا کا لیپ لگا

لو، کیونکہ میں نے عثمان سے سنا ہے وہ اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کر رہے تھے۔ تخریج دارالدعوہ: صحیح مسلم/الحج ۱۲ (۱۲۰۴)، سنن الترمذی/الحج ۱۰۶ (۹۵۲)، سنن النسائی/الحج ۵ ۴ (۲۷۱۲)، (تحفۃ الأشراف: ۹۷۷۷)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۱/۵۹، ۶۵، ۶۸، ۶۹)، سنن الدارمی/المناسک ۸۳ (۱۹۷۱) (صحیح)

احادیث نبوی ﷺ کی تفہیم کے لئے فن طب میں مہارت درکار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پیدا فرمایا ہے اس کی ضروریات اور اس کی غذا و خوراک اور نقصان کی صورت میں اس کا ازالہ یا بیماری کا علاج پیدا کرنے والا بہتر انداز میں جانتا ہے اسی طرح انسانی ضروریات خواہشات،اور اس کے دل و دماغ میں پنپنے والے خیالات اور صحت و تندرستی کے پیمانے وہ بہتر اندازمیں جانتا ہے۔الا یعلم من خلق وھوالطیف الخبیر۔

ہم مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اپنی مرضی کی باتیں اور غیوبات سے آگاہ فرماتا ہے وہ بلا کم و کاست وہ پیغامات انسانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ عمومی طورپر قران و احادیث میں کلیات اوربنیادی قوانین بیان کئے گئے ہیں اگر کسی معاملہ میں کہیں تشریح موجود ہے تو وہ حالات اور وقت کے تقاضا کی وجہ سے بیان ہوئے ہیں، احکامات شریعہ میں سے قران و حدیث کوبنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

عبدالطیف البغدادی(المتوفی629ھ)لکھتے ہیں"الطب سنۃ القائمۃ،لانہ علیہ السلام فعلہ وامرہ" (الطب من الکتاب والسنۃ179) کہ طب (سیکھنا اور کام میں لانا) سنت قائمہ ہے۔ایسا ہی رسول اللہ ﷺ نے کیااور ہمیں حکم دیا۔

طب میں بھی یہی اصول اختیار کیا جائے گاقران و حدیث میں مذکورہ اناج۔ پھل،نباتات، جحریات اور جتنے بھی طبّی لحاظ سے قوانین بیان ہوئے ہیں وہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح دیگر علوم وفنون میں قران و حدیث سے استشہاد کیا جاتا ہے اسی طرح طب میں بھی کیا جائے گا علمائے کرام اور مفتیان عظام اس طرف غور فرمائیں کہ یہ استخراجی کام کیا جہلاء یا غیر مسلم کریں

گے؟دینی طبقہ اس طرف متوجہ نہیں ہوتا اگر دیگر شعبہ جات دین کی خدمت کے زمرے میں آتے ہیں تو کیا اسے دینی خدمت قرار نہیں دیا جاسکتا؟

یقینا یہ خالص دینی خدمت ہے جس طرح مساجد و مدارس میں علمائے کرام اور دین سے وابسطہ لوگ خدمات سرانجام دے رہے ہیں اسی طرح ان مدارس و مساجد میں اگر طبّی لحاظ سے کوئی نظام قائم کرنا چاہیئے جو اس اہم اور معاشرتی ضرورت کو پورا کرسکے۔ویسے بھی ہر امام صاحب کے حجرے میں دم جھاڑے کے ساتھ ساتھ چھوٹی موٹی دواؤں کی شیشیاں بھی رکھی ہوتی ہیں دم جھاڑے کے ساتھ دوا دارو کا سلسلہ بھی غیر محسوس طریقہ سے چلتا ہے اگر ہم اسے پیشہ ورانہ طریقہ کار فراہم کردیں تو معاشرہ کے لئے بہت خوشگوار تجربہ ہوگا۔

جو لوگ لاکھوں روپے دیکر زہریلی ادویات پھانکنے پر مجبور ہیں اگر انہیں قدرتی انداز علاج مہیا کر دیں گے تو وہ بہت سے اخراجات سے بچ جائیں گے اور جہاں سے ضرورت پوری ہوتی ہے لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں جب انہیں معلوم ہوگا کہ مسجد و مدارس کے منتظمین ان کے دکھ درد میں ساتھ دے رہے ہیں تو ان کا تعاون اور توجہ ان اداروں کے ساتھ مربوط و مضبوط ہوگا ادارے مالی لحاظ سے منظّم ہونگے اور دینی طبقہ مالی لحاظ سے آسودہ ہوگا یقینا اگر ایسا کوئی نظام تشکیل پاتا ہے تو مساجد و مدارس والوں کے ساتھ ساتھ نئے فضلاء کے لئے ایک وسیع میدان عمل بھی مہیا کرنے کا سبب بنے گا۔

طب نبوی کی افادیت واہمیت۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں"علم الطب ایک قیافہ ہے،معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اور اس کے لئے فلاں دوائی مناسب ہوگی وہ ان میں سے کسی چیز کے بارہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا اس کے مقابلہ نبی ﷺ کا علم الطب اور ان کے معالجات قطعی و یقینی ہیں کیونکہ اسکے علم کا دارومدار وحی الٰہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی یا ناکامی کا کوئی امکان نہیں" (زاد المعاد)

قران واحادیث میں جڑی بوٹیوں کا ذکر۔

قران کریم نے کئی قسم کے اناج جڑی بوٹیاں دھاتیں اور دیگر طبّی عناصر کا ذکر کیا ہے احادیث مبارکہ میں بھی انہیں بیان کیا گیا ہے ساتھ میں کچھ اضافہ بھی موجود ہے یہ اضافہ ہمارے رحمت کا سبب ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت کل کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے باعث رحمت تھی۔ اللہ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا یہ رحمت روحانی بھی تھی اور مادی بھی جس کا فیضان ساری کائنات پر ہوا۔اللہ تعالیٰ نے دکھی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے وہ نسخہ کیمیا عطاء فرمایا تھا جو رہتی دنیا کے انسانوں کے ہر طبقہ کے لئے شفاء و رحمت ثابت ہوا۔آنخضرت ﷺ جہاں دنیاکے لئے معلم وہادی تھی وہیں آپ ان کے ہر قسم کے امراض ظاہری و باطنی کے لئے طبیب کامل بھی تھے آپ ﷺ نے تمدن و معاشرت کے جہاں اعلیٰ اصول دنیا کو بتائے وہیں پر پاکیزہ و صحت بخش زندگی کے انمول فارمولے بھی عطاء فرمائے۔آپ نے جہاں حکمرانی و جہانبانی اور فتوحات و کشور کشائی کے اٹل اور محکم اصول وضع فرمائے وہیں مظلوم اور زخمی دلوں پر ایسی مسیحائی فرمائی کہ دنیاآج تک آپ ﷺ کے آزمودہ نسخوں پر عش عش کررہی ہے (نباتات قرانی پر ایک سائنسی جائزہ۔ڈاکٹر محمد اقتدار)۔

امراض سے بچاؤاور حفظ ماتقدم۔

اسلامی نظام زندگی جسے اغیار نے بڑی عیاری و چالاکی سے مسلمانوں کے لئے بے وقعت کرنے کی کوشش کی ہے مسلمانوں کی غفلت پر جس قدر رویا جائے کم ہے کہ وہ اس طرز زندگی کی قدر نہ کرسکے۔وہ دریائے پاکیزہ کو چھوڑ کر ایک جوہڑبدبودار پر مفتون ہوچکے ہیں اپنی سیرابی کے لئے آپ شیریں کو چھوڑ کر کھارے و بدمزہ کڑوے مانگے ہوئے جوہڑ پر گرے پڑے ہیں جہاں متعفن قطرات کی بھی قیمت وصول کی جاتی ہے۔

جس طرف ہم بگٹٹ بھاگے جارہے ہیں یہ سراب ہے جس میں جتنے ہاتھ پاؤں ماریں گے اتنے ہی صحت و تندرستی سے دور ہوتے جارہے ہیں ایک ایسی دلدل میں یکے بعد دیگرے چھلانگ لگاتے جارہے ہیں جہاں سے نکلنا ناممکن ہے جب تک ہم اپنی ازندگی کی طرف رجوع نہیں کرلیتے جس کا تقاضا ہمارا دین کرتا ہے۔عجیب بے ہنگمی ہے جسے دیکھو ایک شاپر دوائیوں کا ہاتھ میں تھامے پھرتا

ہے، کھانے کے دستر خوان بیٹھو تو بہت سی نعمتوں سے ہاتھ کھینچ لیا جاتا ہے ایک خاص انداز اور مخصوص منہ بنا کر کہا جاتا ہے ہم پرہیزی کھانا کھاتے ہیں۔ڈاکٹر نے پابندی لگادی ہے۔یہی نہیں مہنگے معالجین سے چیک اپ کرانا ان سے مہنگے داموں تاریخ چیک اپ لینا نشان امارت سمجھا جانے لگا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ذہنی طور پر پوری قوم بیمار ہوچکی ہے اسی پر بس نہیں لاکھوں روپے اندرون و بیرون ملک طبّی سہولیات کے حصول کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں بہت بڑا سرمایہ اسی مد میں خرچ کیا جارہا عجیب خوف ہے جس نے ہر چھوٹے بڑے کے ذہن میں اپنے فولادی پنجے گاڑے لئے ہیں اتنی بڑی رقم دنیا میں صحت کے لئے مخصوص کی جاتی ہے جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں،عالمی سطح پر طبّی ادارے اس قدر رقوم خرچ کرتے ہیں شاید اتنی غذائی ضروریات کے لئے مقرر نہ کی جاتی ہوگی۔مختلف امراض و علامات کے تدارک کے لئے بڑے بڑے منصوبے تشکیل دیئے جاتے ہیں کھربوں ڈالر خرچ کیلئے مختص کئے جاتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ بیماریوں سے تدارک اور بیماروں کا علاج و معالجہ انسانیت کی بہت اعلی خدمت ہے سوچنا یہ ہے ان گنت بیماریاں پیدا کیوں ہوتی ہیں ان کے اسباب و وجوہات کیا ہیں؟اگر غور کیا جائے کہ امراض کی تلافی پیدائش مرض کی بعد کی جاتی ہے بیماروں کا علاج کیا جاتا ہے کیا دنیا میں یاسا کوئی نظام ایسا موجود نہیں ہے جسے اپنانے سے امراض کی پیدائش بند نہیں تو کم از کم کسی حد تک کم ضرور ہو جائے۔

بڑھتی ہوئی بیماریاں اور ان کے اسباب۔

عالمی سطح کے تجزیئے اور رپورٹیں موجود ہیں بلکہ ہر سال منظر عام پر آتی رہتی ہیں کہ کتنے ہی انسان قلّت غذائی کا شکار ہیں اور یہی ان کی بیماری کا سبب ہے وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم نے فساد برپاء کیا ہوا ہے پہلے ان ذرائع کو ختم کیا جاتا ہے جہاں سے غذائی اجناس کے فراہمی ہوتی ہے غلہ کو ذخیرہ کرکے مخصوص ہاتھوں میں دیدیا جاتا ہے یہ لوگ اگر کسی بھوکے کو ایک وقت کا کھانا کھلاتے ہیں تو اس سے کئی گنا قیمت وصول کرتے ہیں۔اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ خوراک کی فراہمی انہیں

کوئی فائدہ نہیں پہنچارہی تو وہ کھلانے کے بجائے اسے ضائع و تلف کرنے میں زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے شاید اسی لئے لاکھوں ٹن اجناس خوردنی کو ضائع کردیا جاتاکہ یہ ایکسپائر ہوگئی ہے۔

اسلام کہتا ہے بہترین نیکیوں میں سے بھوک کے کھانا کھلانا ہے۔پیاسے کو پانی پلانا ہے لیکن لوگ اس نظام زندگی کو اپنانے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اسے دقیانوسی اور پرانے خیالات کا حامل نظام کہہ پس پشت ڈالا جارہا ہے۔وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کا حل کسی کے پاس نہیں ہے البتہ ایک نظام حیات ایسا موجود ہے جس کے سائے تلے سکھ کا سانس لیا جاسکتا ہے وہ اسلام ہے۔

انسان کی بیماری کا سبب وہی خوراک ہوتی ہے جو بے اعتدالی کے ساتھ انسان منہ کے راہ معدہ میں اتارتا ہے غیر محتاط انداز میں کھائی گئی غذا بیماری کا بہت بڑا سبب ہے ۔ طب نبوی میں جو غذای اصول بتائے گئے ہیں اگر ان پر عمل کرلیا جائے جو انسان بہت سے امراض سے قبل از وقت بچ جاتا ہے۔ایام بیض کے روزے اور رمضان المبارک کا مہینہ صحت کا سیزن ہوتا ہے اگر اسے روحانی و طبّی فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے ان ایام کو پورا کرلیا جائے توامراض کی شرح پچاس سے بھی کم ہوجاتی ہے۔۔

مستحق افراد کو کھانا کھلانا قران کی نظر میں۔

قران نے کریم نے بھوکوں کو کھانا کھلانا بہت بڑا ثواب اور قرب خداوندی کا سبب قرار دیا ہے ۔سورہ الفجر۔سورہ ماعون۔سورہ مدثر۔وغیرہ میں جہنم جانے کا اسباب میں سے ایک سبب مستحق کو کھانا کھانے کی ترغیب نہ دینا بھی ہے۔اسلام اور کفر کی ایک جنگ یہ بھی ہے حقوق کا تعین جدا گانہ ہے۔اسلام وسائل کو اس انداز میں تقسیم کرتا ہے کہ بھوک اور بیماری نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے، کہیں مستحقین کی مالی امداد کے لئے زکوۃ و صدقات اور خیرات کا مربوط نظام دیا ہے۔ کہیں ناداروں کی مدد کو قرب خداوندی کا سبب قرار دیا گیا ہے کہیں پیاسے کو پانی پلانے پر اجر عظم کی نوید نسائی گئی ہے تو کہیں بیمار کی عیادت کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔

دوسری طرف کفر کا بھی اپنا نظام ہے وہاں ہمدردی نامی کوئی چیز موجود نہیں ہے،ان کے ہاں سب سے اول مفاد کا حصول ہے۔وہاں پر انسانیت اور انسان کا کوئی تصور موجود نہیں،اس نظام میں

جتنا کسی کو مجبور کیا جاسکتا ہے ،کیا جاتا ہے، مجبوری اور خوف کے توسط سے لوگوں کی جیبیں خالی کرائی جاتی ہیں۔ان کے ہاں ہر چیز کی کوئی نہ کوئی قیمت موجود ہے،جو ادا کرنے کی سکت رکھتا ہے وہ استفادہ کا بھی حق رکھتا ہے،جو وسائل سے تہی دامن ہے وہ محروم ہے۔ تعلیم سے لیکر کاروبار تک، حقوق سے لیکر وسائل تک کسی بھی میدان میں نظر دوڑاکے دیکھ لو آپ کو ہمدردی سے زیادہ لالچ دکھائی دیگا۔اسی پر بس نہیں ایسے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں،جہاں پہنچ کر وہ کسی نہ کسی بہانے لوگوں کی جمع پونجی کو ہتھیانے کی تدبیر کرتے ہیں۔ میڈیاکے زور پے ہمیں اس قدر مسحور کردیا گیاہے ہم قوت فیصلہ کھوچکے ہیں۔عالم فاضل ہو یا کوئی ان پڑھ گنوار،ہر ایک کے ذہن میں ایک بات ٹھونس دی گئی ہے کہ باہر والے ٹھیک ہیں اور ہمارے ملک میں سب غلط ہے۔علاج و معالجہ میں تو یہ سوچ عام ہے۔

طب نبوی اور نفسیاتی امراض۔

قران کریم نے جس چیزپر زور دیا ہے وہ انسانی نفسیات ہے گناہ و ثواب کا عقیدہ انسان کے لئے بہترین راہ عمل متعین کرتا ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو احساس کمتری سے نجات دلاتا ہے طبیب ہوکہ مریض ہر ایک کے لئے خوشخبری سناتا ہے خوف کی کسی نوعیت و صورت کو سرپر مسلط نہیں کرتا کئی بار قران کریم نے خوف و حزن سے نجات کا اعلان کیا فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ خوف ایک ایسا نفسیاتی دباؤ ہے جہاں انسانی قوی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسلام کا دیا ہوا طریق زندگی اپنانے سے انسان بہت سے نفسیاتی و حقیقی امراض سے محفوظ ہوجاتاہے قران کریم نے زندگی کے مشکل حالات میں خوشخبری کاا ہتمام کیا ہے، کہیں گناہوں سے نجات کااعلان کہیں نافرمانیوں کے بھیانک نتائج کا اعلان ایک جگہ تو خوشخبری کی حد کردی قل یاعبادی اللذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنتو من رحمۃاللہ کہ جولوگ حد سے تجاوز کرچکے ہیں انہیں بھی مایوسی نہیں ہے ان کے لئے رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔جب کسی مریض کی عیادت کے لئے جاوتو تسلی والی بات کرواس سے موت تو نہیں ٹل سکتی التبہ مریض کے لئے تمہاری بات تسکین کا سبب بن سکتی ہے (الرحاب فی الطب لنبوی) حضرت صہیبؓ رسول اللہ ﷺ سے

روایت فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات اس مومن آدمی کے سوا کسی کو حاصل نہیں کہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اس نے شکر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچا اس نے صبر کیا تو بھی اس کے لئے ثواب ہے (مسلم فی الزہد)

مریض کے لئے تسلی والے کلمات کہنا مسنون ہے۔بیمار کی طرح سے حوصلہ افزائی کو کار ثواب قرار دیا گیا ہے،خود بیمار کے لئے بہت سے اعزازات کا اعلان موجود ہے۔کوئی بھی آفت و مصیبت کسی مسلمان کو پہنچتی ہے تو اللہ اس کے بدلے گناہوں کو مٹاتا ہے یہاں تک کہ معمولی کانٹا چبھنا بھی گناہوں کے کفارہ بنتا ہے (بخاری)

ایک صحابیہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے فرمایا اے ام علاء خوشخبری ہو،جب کوئی مسلمان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو یوں ختم کردیا جاتا ہے جیسے آگ زنگار لگے لوہے کو صاف کردیتی ہے (الحدیث)

دوسری طرف اس نفسا نفسی کے دور میں معالجین تجار بن چکے ہیں علاج و معالجہ تجارت اور مریض متاع خرید و فروخت بن چکا ہے معمولی معمولی علامات کو خوفناک امراض بنا کر پیش کیا جاتا ہے مریضوں کو اس حد تک ڈرایا جاتا ہے کہ وہ مرض سے کم عدم تحفظ کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں ہلکی اور روزہ مرہ پیدا ہونیوالی علامات کو اسقدر بھیانک انداز میں پیش کیا جاتا ہے لوگ نفسیاتی مریض بن کر رہ جاتے ہیں۔امراض کا اس قدر خوف دلایا جاتا ہے کہ مریض اگر مرض و بیماری سے خلاصی پا بھی لے تو نفسیاتی طور پر پوری زندگی اس خوفناک حصار سے نہیں نکل سکتا ۔آپ کسی مریض کا علاج کرتے ہیں تو وہ اپنے خوف کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے جناب مجھے اتنے عرصہ پہلے یہ بیماری تھی اب وہ بیماری تو نہیں اب فلاں مرض مجھے محسوس ہوتا ہے یعنی خدانخواستہ زندگی میں اگر کوئی بیماری آجائے تو اس کے خوف سے ساری زندگی چھٹکارا پانا مشکل ہوتا ہے یہ عمومی طور پر امراض جگر اور امراض دل والے مریض اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔خوف پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ لوگ خوف زدہ ہو کر زیادہ زیادہ پیسے دینے کے لئے

آمادہ ہو جائیں گے۔اگر لوگ خوف سے آزاد رہے تو کون پیسہ دے گا یوں معالج خوف کی فضا پیدا کرکے اپنی دکانداری بڑھاتے ہیں۔

دوا کا طب نبوی میں تصور۔

دوا کا تصور اس حد تک درست ہے کہ مریض کی فطری انداز میں مدد کی جائے تاکہ صحت کو لوٹایا جاسکے لیکن ساری زندگی دوا کو پلو میں باندھ لینے کا طب نبوی میں کوئی تصور موجود نہیں ہے ،علاج کی تکمیل کے بعد دوا سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے اگر ساری زندگی دواؤں کے سہارے رہنا ہے تو یہ دوا نہیں نشہ ہے۔اگر بیماری کے پیدا ہونے سے پہلے ان اسباب کا تدارک کرلیا جائے جو انسانی صحت کے بگاڑ سکتے ہیں تو صحت کو برقرار رکھنے میں معاونت ہو سکتی مثلاً غذا و خوراک کے بارہ میں طب نبوی کے اصولوں کو اپنالیا جائے اسی طرح صفائی اور نظافت کا خیال رکھا جائے ،جدید دور میں بہت سے امراض ایسے سامنے آچکے ہیں جو صفائی کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔منہ کا صاف رکھنا طب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے مسواک کے بہت سے فوائد و ثمرات ہیں ایک بالشت بھر لکڑی کا ٹکڑا ہماری صحت کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے ،طب نبوی ہماری اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ زندگی گزارنے کے طبّی اصولوں کو اسلام نے اپنے اندر سمولیا ہے ۔دوسری بات یہ ہے کہ انسانی طبیعت ہر جگہ اپنی امارت جتانے کی کوشش کرتی ہے اس لئے فطری طبّی اصولوں کو تاجرانہ ذہن نے حصول زر کا سبب بنالیا ہے جب سے تاجرانہ سوچ نے پروان چڑھنا شروع کیا ہے اسی وقت سے انسانی صحت کا معیار گرنا شروع ہوگیا ہے۔اگر طب نبوی کے ماہرین بیماروں کو فطرت کی طرف رہنمائی کریں تو وسائل کی بچت کے ساتھ ساتھ صحت کا معیار بھی بہتر ہوجائے گا منہ کی صفائی،بدن کی صفائی، کپڑوں کی صفائی، جگہ کی صفائی،برتنوں کی صفائی،وغیرہ صحت کے وہ بنیادی اصول ہیں جنہیں نصف ایمان کیا گیا ہے۔کوئی طریق علاج صفائی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا طب نبوی اور دیگر طریقوں میں اگر کوئی حد فاصل ہے تو یہ ہے طب نبوی ہیں ان تمام باتوں کو ہر حال اختیار کرنے کی تاکید موجود ہے جب کہ دیگر بیمار ہونے کے بعد

صفائی کی تاکید کرتے ہیں بالفاظ دیگر طب نبوی اپنے پیروکاروں کو حفظ ماتقدم کے طور پر صحت کے بنیادی اصولوں عمل پیرا ہونے کی تاکیدی حکم دیتی ہے

عصر حاضر میں طب نبوی پر کام کرنے والوں میں کچھ نمایاں نام ہیں ان میں ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کا بھی ہے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ’’صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کرلینا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔جس نے اپنے جسم اور دانتوں کو دن میں کم از کم پندرہ دفعہ دھونا ہو اور ہفتہ میں ایک بار نہانا، کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا ہو ، صاف پانی استعمال کرنا ہو،رات کا کھانا جلد اور ضرور کھا کر چہل قدمی کرنے والا کسی شدید بیماری میں مبتلاء ہی نہیں ہوتا، مسلمان بسیار خور نہیں ہوتا اس لئے وہ چکنائی کی زیادتی اور پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے،توانائی کے یہ گر جنہیں آج جدید سائنس اتنی اہمیت دے رہی ہے ہادئی برحق نے صدیوں پہلے بتائے،وہ طبیب تھے جنہوں نے دل کے دورہ کی تشخیص کی اور دق کو پلورسی کا باعث قرار دیا مریض کو بھوکا رکھنے سے منع کیا بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جسم کی اپنی قوت مدافعت کو اہمیت دی (طب نبوی اور جدید سائنس جلد اول)

ہر مرض سے شفاء کی حقیقت

بہت سارے اناڑی لوگ جب کسی چیز کے بارہ میں سنتے ہیں کہ فلاں چیز کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ ہر مرض سے شفاء ہے تو اسے اپنی مرضی سے استعمال کرنے لگ جاتے ہیں جب فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے تو ان کے ایمان کی دیواریں ہلنے لگتی ہیں اگر وہ لوگ معمولی سی سوجھ بوجھ پیدا کرلیتے اور محل استعمال کا ادراک کرلیتے تو یقینا انہیں حدیث مبارکہ میں بیان ہونے والے فوائد دیکھنے کو ملتے یعنی اگر کسی چیز کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ تمام امراض سے شفاء ہے تو اس سے مراد اسی قبیل کے امراض ہیں جن میں یہ فائدہ دیتی ہے یعنی ٹھنڈی اشیاء گرم اامراض میں اور گرم اشیاء ٹھنڈے امراض میں تر اشیاء گرم امراض اور خشک امراض میں گرما اشیاء جب ہم اس انداز میں ان ادویات کو استعمال کریں گے تو ہمیں ان کے فوائد ضرور حاصل ہونگے۔مثلاً

کوئی مکینک کہتا ہے کہ یہ پرزہ ہر گاڑی میں کام دے گا اس سے مراد یہ ہوگی کہ جس قسم کی گاڑی کے لئے یہ پرزہ ڈزائن کیا گیا ہے اس قسم کی ہر گاڑی میں خواہ وہ کسی بھی ملکیت ہو یا کسی بھی مقام و جگہ پر موجود ہو اسے کوئی بھی زبان بولنے والا استعمال کرے کام دے گا بس یوں ہی ان احادیث کے بارہ میں سمجھ لو کہ فلاں چیز اس قسم کے امراض میں کام دے گی وغیرہ۔

جدید میڈیکل اور ہماری ضرورت۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جدید میڈیکل سائنس انسانیت کو بیماریوں سے چھٹکارا دلادیگی تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے کیونکہ ان کا انداز علاج اور ادویات کی ساخت اس انداز کی ہوتی ہے وہ کسی مرض کا شافی علاج نہیں ہو سکتیں اگر ایک مرض ٹھیک ہوگا تو دس امراض پس ماندگان کے طور پر چھوڑ جائے گا جو ایک بار ان ادویات کا عادی ہو جائے وہ قبر کی کال کوٹھڑی تک ان سے گلوخلاصی نہیں کر سکتا۔

ٹیسٹ رپوٹیں اتنے اہم سمجھی جاتی ہیں کہ مریض ان مراحل کو طے کرتے کرتے پوری جمع پونجی خرچ کرڈالتا ہے، ابھی مرض کا علاج باقی ہوتا ہے۔طب نبوی ایک ایسا سہل اور بے ضرور علاج ہے اگر کوئی معمولی سی کوشش کرے تو مہارت پیدا کی جاسکتی ہے اور ان اشیاء کو ہم بطور علاج و معالجہ استعمال کیا جاسکتا ہے جو ہماری خوراک و غذا کا حصہ ہیں جن کے بغیر زندگی کا تصور محال ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مہارت دیکھئے انہوں نے میڈیا وار کے زور سے ہمیں ہماری اصل خوراک و غذا سے دور کردیا ہے۔کئی دیہایاں پہلے اپنے تجارتی مقاصد کے لئے انہوں نے شیر خوار بچوں سے ماں کا دودھ چھین لیا تھا، الیکٹرک میڈیا پر اس قدر پروپیگنڈہ کیا گیا تھا کہ ماؤں نے اپنے جوانی کے قیام کے دھوکہ میں آکر اپنے ہی لخت جگروں سے ان کا بنیادی حق چھین لیا تھا قدرت نے ان سے انتقام لیا اور چھاتی کے کینسر کا مہلک مرض مسلط کردیا جب وہ لوگ اس مقصد میں کامیاب ہوگئے تو انہوں نے پینترا بدلا آج پھر کہہ رہے ہیں کہ ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ماں بچہ کے لئے مدت رضاعت کی تکمیل ملک امراض سے حفاظت کا ذریعہ ہے کیونکہ اب ڈبے کے دودھ کی جگہ انہوں نے کینسر کا مہنگا اور طویل علاج مارکیٹ میں لاؤنچ کردیا ہے۔

یہ لوگ انسانیت کے ساتھ کھلواڑ کررہے ہیں ہر ماہ نئی ادویات مارکیٹ میں متعارف کرائی جاتی ہیں ان کے لافانی قسم کے فوائد بتائے جاتے ہیں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ایجنٹ اور مسیحا کے روپ میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر ان مہنگی اور تجرباتی مراحل سے گزرنے والی ادویات لکھتے ہیں جب سال چھ ماہ میں عوام کی جیبوں کو ہلکا کردیتے ہیں اور ان مہلک ادویات کے زہریلے اثرات نمودار ہوتے ہیں لوگ شکایات کرتے ہیں تو ایک نئے پینترے کے ساتھ ایک نیا دعوی سامنے آتا ہے برسوں کی تحقیق کے بعد اس دوا میں فلاں چیز کی کمی تھی جسے ماہرین نے دور کردیا ہے پھر نیا دور شروع ہوجاتا ہے۔اس کے بعد اس سے بھی بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں تو اسے بند کردیا جاتا ہے آپ ادویات کی سالانہ رپورٹیں اور مارکیٹ میں نئے آنے والی فہرست سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔اگر یہ ادویات واقعی تریاق صفت تھیں یا ہیں تو انہیں ہر سال مارکیٹ سے غائب کیوں کیا جاتا ہے؟

دوسری طرف طب نبوی ﷺ ہے جو صدیوں سے چند ادویات اور خوارکیں ہیں وہ جس طرح ہزاروں سال پہلے مفید تھیں آج بھی ان کی افادیت مسلم ہے۔اہل علم جس طرح دیگر دینی شعبہ جات میں تجدید مسائل کی ضرورت محسوس کرتے ہی اسی طرح آج طب ہر ایک گھر کی ضرورت ہے اگر اسے مذہبی انداز میں لیا جائے تو دین کے ایک اہم شعبہ کی خدمت ہی نہیں بلکہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔یہ کام بہت پہلے ہوجانا چاہئے تھا لیکن اس بے اعتنائی نے ہمیں یہ دن دکھائے ہیں کہ علماء بھی ان لوگوں کی لائن میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں جہاں عوام مریض کھڑے ہوتے ہیں آج کسی سپیلشلسٹ کے پاس جانے کے لئے جو طریقہ ایک گدھاگاڑی چلانے والے کو اختیار کرناپڑتا ہے وہی ایک دینی مدارس کے مدرس اور امام مسجد کو اختیار کرناپڑتا ہے۔اس سے بڑاالمیہ کیا ہوگا کہ اس طریق علاج کااس سے بڑا نقص کیا ہوگا کہ گھوڑے گدھے کی قیمت برابر ہو گئی ہے۔

ماضی قریب میں ملتان کے بڑے ڈاکٹر اور ایشیاء کے مشہور سرجن ڈاکٹر عون محمد خان صاحب نے ایک جگہ دوران گفتگو کہا تھا" بھائی یہ تقسیم کار ہے جو کام ہم کرسکتے ہیں وہ آپ نہیں کرسکتے اور جو کام آپ کرسکتے ہیں وہ ہم نہیں کرسکتے نیز فرمایا کہ سائنس اور سائنسی علوم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے آپ کا حق ہے کہ آپ سائنسی علوم حاصل کریں، اناٹومی ، فزیالوجی۔پتھیالوجی۔ کلنیکس

وغیرہ تمام علوم حاصل کریں لیکن علاج معالجہ میں اپنی دیسی ادویات استعمال کریں کیونکہ اس طرح آپ کا تشخص قائم رہے گا۔اگر آپ ایلوپیتھی ادویات استعمال کریں گے تو اپنا تشخص قائم نہیں رکھ سکیں گے بلکہ بہت جلد آپ اپنا مقام کھودیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ آپ اپنی ادویات کو فروغ دیں،ان پر ریسرچ کریں اور حیوانات پر تجربہ کریں پھر انہیں انسانوں پر آزمائیں اس طرح آپ کامیاب ہو سکتے ہیں-(بحوالہ مطب اور نسخہ نویسی صفحہ 9)

انسانیت کی خدمت سبب قرب خداوندی ہے۔

مخلوق خالق کی نگاہ میں خاص اہمیت کی حامل ہے اس سبب محبت اور اس سے لگاؤ دراصل بنانے والے سے محبت ہے۔بموجب حدیث مخلوق اللہ کا کنبہ ہے جو مخلوق سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا۔انسان یا کسی جاندار کی بہم راحت رسانی گناہوں کفارہ بن جاتی ہے.بڑی تکالیف تو رہی الگ راستہ سے معمولی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2366)وسعت اس قدر ہے کہ کسی سے ہنس مکھ ملاقات کرنا بھی نیکیوں کے زمرے میں آتا ہے(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2189) جو اسے خوف سے نجات دلائے پیدا کرنے والا کہتا ہے میں اسے اس دن کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھونگا جب خوف کی وجہ سے عقلیں ماؤف ہوچکی ہونگی۔ڈرانے دھمکانے خوف زدہ کرنے والے کبھی اس کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہو سکتے۔

قران کریم نے نیک اعمال کے بدلہ میں جس انعام کا وعدہ کیا ہے وہ امن ہے ایک طبیب سے بڑھ کر امن کا داعی کون ہو سکتا ہے؟جو صرف انسانیت کے ناطے خدمات فراہم کرتا ہے۔

میڈیکل طریق علاج میں سب جاہل ہیں۔

ہر گلی محلے کے مقامی کلینک سے لیکر ایک بڑے ہسپتال تک جانے والوں مریضوں میں ایک بات مشترک ہے کہ وہاں ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ ایک ہی قطار میں بیٹھا ہے ایک جاہل گنوار دیہاڑی دار ڈاکٹر سے دوا لیکر ایک بات ضرور پوچھتا ہے کہ کیا کھانا ہے اور پرہیز کس چیز کا ہے؟جس طرح ایک جاہل گنوار سوال کرتا اسی طرح ایک پڑھا لکھا اور اپنے آپ کو مہذب سمجھنے والا ایک امیر اور

کاروباری طورپر شناخت کئے جانے والے بھی یہی سوال کرتے ہیں کیا کھانا ہے؟کس چیز کا پرہیز ہے؟یہ ہمارے طریق علاج اور نظام تعلیم کا کرشمہ ہے کہ یہاں نوکرا ورمزدور تو پیدا ہوتے ہیں لیکن سمجھ دار اور لائق افراد سے یہ قوم بانجھ ہوچکی ہے اس سے بڑاالمیہ یہ ہے کہ جولوگ اس بارہ میں کوئی بات کرتے ہیں انہیں ان پڑھ اور جاہل سمجھا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے اگراس بیماری کاعلاج ہوتا تویورپ میں ضرور اس کاعلاج دریافت ہوچکا ہوتا۔ارے بندہ خداکیا جو لوگ یورپ کی بنائی ہوئی ادویات استعمال نہیں کرتے یا جن کی دسترس یہ ادویات دور ہیں کیاان کاعلاج نہیں ہوتا یا یہ لوگ دنیامیں سانس نہیں لے رہے؟عمومی طورپر اگر بغور جائزہ لیا جائے توشرح اموات کا گراف ان لوگوں کازیادہ ہے جولوگ میڈیکل کے اخرجات پورے کرتے کرتے اپنی زمین جائیداد فروخت کرکے کنگال ہوچکے ہوتے ہیں۔

لوگ پیسے کے بل بوتے پر سودا کرتے ہیں۔

عمومی طورپ لوگ احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں بہت سے فضول کام ایسے بھی کئے جاتے ہیں جن کی ضرورت نہیں ہوتی صرف یہ باور کرانا ہوتا ہے ہم امیر لوگ ہیں،اس سے امارت توکیا بڑھے گی لیکن انہیں اس احساس کمتری کو دور کرنے کے لئے بہت زحمت گوارا کرنا پڑتی ہے۔کھانے پینے لباس و قیام سفر و حجر ہر جگہ اس کی مثالیں ملیں گی۔تعلیم و تعلم جوکہ ہر شہری کا بنیادی حق ہے میں بھی افراط و تفریط داخل ہوچکی ہے،علاج و معالجہ میں لوگ فیشن کی حدتک مہنگے معالجین اور ہسپتالوں کا ذکر کرتے ہیں ہم نے فلاں مشور معالج سے وقت لیا ہوا ہے وہ اتنا مشہور ہے کہ چیک اپ کے لئے بھی دو ماہ چار ماہ،چھ ماہ سے کم کا وقت نہیں دیتا ہم لوگ اس وقت کابے صبری سے انتظار کرتے ہیں جس دن وہ وقت آتا ہے تو ضروری سے ضروری کام بھی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ہم اس طریق کار کو امیرانہ طریق کار کہتے ہیں یہ لوگ بیمار کم اور اماراتی سنبل زیادہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ صاحب گاڑی سے اپنی داؤں کا شاپر ساتھ میں لیکر اترتے ہیں محالف و مجالس میں وہ لوگ کھانے سے منہ پھیرے کھڑے رہتے ہیں جب پوچھا جائے کہ جناب طعام نعمت خوان میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟تومنہ بسور کر کہاجاتا

ہے جناب میں پرہیزی کھانا کھاتا ہوں ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔ایسے مظاہر امیروں کی محفلوں سے جھلک کر اب اوسط طبقہ کی محافل میں بھی نظر آنے لگے ہیں۔

جب تک جیب میں پیسہ ہوتا ہے ایک سے دوسرے ہسپتالوں اور مہنگے معالجین کی طرف رجوع کیا جاتا ہے آگے سے یہ اللہ کے بندے بھی اس قسم کا انتظام کئے ہوتے ہیں کہ فیس پہلے اینٹھتے ہیں اس کے بعد فارم پر دستخط کراتے ہیں کہ ہم نے اپنے کاروباری معاملات اچھے انداز میں مکمل کرلئے ہیں اگر مرتا ہے تو ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی ہماری فیس آگئی ہے اس نظام علاج نے انسانی جانوں اور صحت کو متاع تجارت اور خرید و فروخت کا سامان سمجھ لیا گیا ہے ایسے میں اسے فوقیت دی جائے گی جس کی جیب بھاری ہوگی۔

اس وقت میرے چھوٹے بھائی محمد عباس دماغی رسولی کے سلسلہ میں پندرہ بیس دنوں سے بے ہوشی کی حالت میں جنرل ہسپتال لاہور میں داخل ہیں اللہ انہیں جلد صحت سے ہمکنار کرے (چند ماہ پہلے ان کا انتقال ہوچکا ہے) ہم دو سے تین افراد ان کی تیمار داری کے لئے ہمہ وقت موجود رہتے ہیں،ایک دن ڈاکٹروں نے کچھ ٹیسٹ لکھ کر دئے ان میں کسی وجہ سے دیر ہوئی۔ایک خاتون ڈاکٹر آگ بگولہ ہوتی ہوئیں ہماری پاس تشریف لائیں اور فائل بڑھاتے ہوئے فرمانے لگیں آپ لوگ یہاں دست خط کریں اگر مریض کچھ ہوا تو آپ ذمہ دار ہونگے آپ نے بروقت ٹیسٹ نہیں کرائے۔ خیر ٹیسٹ ہو کر آئے تو دو دن تک ان رپوٹوں کو دیکھنے کی کسی کو توفیق ہی نہ ہوئی یعنی ایک ذہنی خوف و کرب میں مبتلاء کرنا شاید اس نظام کا حصہ ہے؟ میں نے کہا اگر سب کچھ آپ کی ہدایات کے مطابق ہوتا تو کیا مریض کا بچنا یقینی تھا؟

طبیب کے اخلاق اور ذمہ داری۔

طبیب دراصل خلق خدا کی نفع رسانی کے ساتھ ساتھ نیک نیت اور صالح مزاج ہوتا ہے جس کی طرف خلق خدا رجوع کرتی ہے بموجب حدیث اللہ تعالیٰ جس بندے کو پسند کرتا ہے لوگوں کی حاجتیں اس سے وابسطہ کردیتا ہے(الحدیث) طبیب خلق خدا کے لئے نفع رسانی اور امید کی جگہ ہوتی ہے دکھی لوگ بکثرت طبیب کے درپے آتے ہیں طبیب کا بنیادی حق ہے ان سے ہمدردی کرے

اخلاق سے پیش آئے کیونکہ رجوع خلق انعام خداوندی ہے اپنی مخلوق کو اس کے در پے بھیجنا اس کی صورت کچھ بھی اس کے کرم و نوازش کا سبب ہے۔ کیونکہ

الخلق عيال الله فاحبهم الى الله انفعهم لعياله(جامع الاحاديث12/414ابو يعلى،بزار عن انس رضی اللہ عنہ)

کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو اس کی مخلوق کے لئے نفع رسانی کا سبب بنے۔ عیادت کے دوران مریض سے خوش کن باتیں کرنے کی اہمیت کے بارہ میں یہ حدیث بہت اہم ہے ابن ماجہ ابو داوٗد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مریض کے پاس جاؤتو اسے زندگی کی امید دلاؤ یہ چیز ہونے والے واقعے کو تو نہیں روکے گی البتہ وہ اس سے خوشی محسوس کرے گا۔(ابن ماجہ ابو داود)

ایک عالم طبّی اور غیر عالم معالج میں بنیادی فرق۔

امراض واسقام اس قدر زیادہ ہوچکے ہیں جن کی فہرست دیکھ کر ہوش اڑ جاتے ہیں انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے معمولی دکھ سے گھبرا جاتا ہے۔ایک عالم طبیب حلال و حرام میں بخوبی امتیاز کرسکتا ہے اس کے علاوہ ان حدود و قیود سے بخوبی واقف ہوتا ہے جن کے اندر رہ کر اس نے کام کرنا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اس کا علم و تجربہ اور ایمان و یقین اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ جس خدا نے اسے طب کی نعمت و مہارت سے نوازا ہے وہ سلب بھی کرسکتا ہے۔ایک مریض کی دعا کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟۔اطباء اس بات کا اپنے طلباء سے عہد لیتے ہیں کہ کسی غریب کا علاج اس لئے مت چھوڑو کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔

دین میں مشورہ اور راز داری کی کیا اہمیت ہوتی ہے نجی زندگی کے معاملات میں کس قدر راز داری کا خیال رکھنا چاہئے۔علاج و معالجہ میں روپے پیسے سے زیادہ انسانی صحت کی اہمیت ہوتی اس کی طرف کتنی توجہ اختیار کی جانی چاہئے وغیرہ۔اگر نادار و تہی دست اس کے پاس آئیں تو ان کے کیا حقوق ہیں مرد و خواتین کے علاج میں کیا بنیادی حکمت عملی اختیار کی جانے چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے طریق علاج میں سب سے اہم چیز دوکانداری کو سمجھا جاتا ہے ان مریضوں کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے جن کے پاس پیسے کی فراوانی ہوتی ہے دنیاوی طورپر اثرو رسوخ رکھتے ہیں اس کے علاوہ دکھی لوگوں کواس قدر ڈرایا جاتا ہے کہ وہ خوف کھاکے معالج کی من مانی فیس دینے پرآمادہ ہوجاتے ہیں۔

طب نبوی کے حاملین جواب دہ ہیں۔

عمومی طورانسان دوسروں کی باتوں پر تنقید کرتا ہے کچھ لوگوں کو دیندار لوگوں سے اللہ واسطے کی دشمنی ہوتی ہے دین سے منسوب کوئی بھی کام کیا جائے یا دیندار لوگ کوئی بھی انسانیت کے لئے خدمت کا موقع فراہم کریں تنقید لازمی کی جاتی ہے۔یہ میڈیا کا دور ہے ہر کسی کے ہاتھ میں موبائل موجود ہے جس پر چند پیسوں کے عوض کچھ بھی دیکھا سنا جاسکتا ہے۔تخریبی قسم کے اذہان کے لئے بہت سا مواد ان کی ایک کلک پر حاضر رہتا ہے،جب عقائد و نظریات کی بنیاد پر وعظ و نصیحت کی بساط بچھائی جاتی ہے تو عقائد باطلہ رکھنے والے جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ جناب تم لوگ ہر چیز توان لوگوں کی بنی ہوئی کام میں لاتے ہو جن پر تم اعتراض کررہے ہو تم توان کے بنی دواکے بغیر اپنی صحت تک کو برقرار نہیں رکھ سکتے؟ایک حاذق طبیب جو عالم دین بھی اس کا مطالعہ کاوسیع ہوا ایسے لوگوں کا دندان شکن جواب دے سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مادی کتنی بھی ترقی کی منازل طے کرلی جائیں مسافرتو پھر بھی توانسان ہی صدیوں پہلے جن امراض کا یہ شکار ہوا تھاان کاعلاج اگر وقت کیا گیا تھا توآج کیوں نہیں ہوسکتا اگر ترقی کا جادواس قدر سرچڑھ کر بول رہا ہے تو صدیوں پہلے ہونے والے ہارٹ اٹیک،ہیضہ،یرقان،ہرنیاں،جسم پرابھرنے والے مختلف گومڑاور رسولیاں۔ذہنی و نفسیاتی امراض کیا یہ سب صدیوں پرانے نہیں؟پھر سائنس نے ایسا کیا تیر مارلیا ؟کیاانسانیت ان امراض و تکالیف سے بری ہوگئی؟اگرایسا نہیں ہے توپھر حقائق سے نظریں کیوں چراتے ہو؟

انسانیت ہمدردی کا نام ہے جس ترقی کی باتیں کی جارہی ہیں یہاں مفاد پرستی کا اصول کام کرتا ہے طبیب تو خلیق رحمدل اور انسانیت کے مسیحا کا نام ہوتا ہے طبیب توہر وہ کام کرتا ہے جس سے انسان

اور خلق خدا کو آرام پہنچے۔عالم طبیب انسانیت کے لئے بہترین راہنما اور باکردار شخصیت ہوتا ہے جس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ معمولی خرچ یا ہمدردانہ مشورہ سے ایک بے چین دکھ انسان کو راحت پہنچادوں اس دور نفسا نفسی میں لوگ ایسے لوگوں کی راہیں تکتے ہیں جو اُن کے دکھ درد بانٹ سکے گھبرائے ہوئے لوگوں کی ڈھارس بندھا سکے۔جس کے سامنے وہ اپنے دکھ درد کہہ سکیں اپنے راز بانٹ سکیں۔دکھی لوگ ایک ہلکی سی مسکراہٹ اور ہمدردی کو اس قدر ترجیح دیتے ہیں کہ اپنے دل کے نہاخانوں سے چھپے راز انڈیل دیتے ہیں.

ایک بات ذہن نشین کرلیں امراض کو تیہ در تیہ جتنے چاہیں نام رکھ لیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ صدیوں پہلے جو انسانی نفسیات اور ذہنی کیفیات تھیں آج بھی موجود ہیں کونسی چیز بدلی ہے۔پہلے والے لوگ اپنے انداز سے زندگی بسر کرتے تھے۔اپنی ضروریات کو اس وقت کی میسر سہولیات کی بنیاد پر پورا کرتے تھے,آج کا انسان آج کی موجودہ سہولیات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔جس دور کو پتھر کا دور کہا جاتا ہے سے لیکر آج کی نت نئی ایجادات واختراعات کے مزید کی خواہش رکھتا ہے,ایسے ہی ماضی کا انسان سوچتا تھا,جن اشیاء کو آج آشائش کی معراج سکھا جاتا ہے آنے والے کل میں لوگ اس کی ہنسی اڑائیں گے۔انسان اس وقت بھی اپنی زندگی کے ایام گزار کر اس دنیائے فانی سے کوچ کرتا تھا آج بھی مرنے والوں کی وہی روش ہے۔جس کی سانسیں پوری ہوجاتی ہیں یہ سب ترقیاں مل کر بھی ایک سانس مستعار نہیں دے سکتیں۔البتہ علاج و معالجہ وہی بہتر ہے جس سے اطمنان پیدا ہو اور علاج و معالجہ میں بہت قسم کی سہولت میسر آئے۔

ماخذ و مصادر الطب النبوی ﷺ

عرب صحرا کسی علم و فن میں ماہر تھے وہ اپنی زندگی میں کسی خاص پابندی کے قائل نہ تھے عہد جاہلی کی تاریخ بہت بعد میں مرتب کی گئی اس سے پہلے علاج و معالجہ کی کیا صورت حال تھی یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے علم طب کے لئے مہارت اور جن علوم و فنون کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ لوگ اس سے ناآشنا تھے,ان کا علم طب محض تجربی تھا علم طب حضارہ چاہتا ہے عرب بدوی زندگی کے حامل تھے۔

لکھتے ہیں: جو طب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ایک وحی کے توسط سے ملنے والی شاخ ہے دوسری جو اس وقت عربوں کی رائج تھی (البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح الامام مسلم بن الحجاج (695/35)

علامہ ابو اسحٰق الشاطبیؒ لکھتے ہیں ”علم طب کے بارہ عربوں کے پاس جو کچھ تھا وہ تجربی تھا وہ لوگ ان قواعد و کلیات سے جو طب کے ماہرین نے ترتیب دئے تھے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے“ (الموافقات فی اصول الاحکام 2/49)اس وقت جندیشاہ پور کے نسطورین ساسانی دور حکومت کی طب کی تعلیم کے لحاظ سے منفرد تھا یہ مقام تاریخ اسلامی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اسی مقام پر پرانی طبّی کتب کے تراجم ہوئے تھے۔

عہد جاہلی میں کچھ لوگ بطور طبیب مشہور تھے انہوں نے ماہرین کے زیر نگرانی علم طب حاصل کیا تھا ان کی جودت طبع نے انہیں منفرد مقام بخشا تھا طب کے بارہ میں ان کے تجربات مسلم تھے تاریخ کے اوراق میں چند شخصیات کے نام ملتے ہیں جنہوں نے اس وقت طبّی خدمات سرانجام دیں جب عرب اس بارہ میں ٹونے ٹوٹکوں سے آگے نہ تھے۔

(ا)الحارث بن کلدہ الثقفی (المتوفی 670ء)

یہ مشہور عربی طبیب تھا جو آخر عہد جاہلی میں پیدا ہوا علم طب میں مہارت حاصل کی قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق تھا طائف میں پیدا ہوئے۔جوانی کے دنوں میں ایران کا سفر کیا اور جندی شاہ پور کے طبّی مدرسہ میں طبّی علم حاصل کیا ان کی حاذقیت نے انہیں عرب دنیا میں نمایاں مقام بخشا عرب علاقوں میں ان کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی (ابن جلجل طبقات الاطباء 54)

جس وقت میدان طب میں ان کا طوطی بولتا تھا انہیں دنوں میں طلوع آفتاب اسلام ہوا رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر ان کی خدمات حاصل کیں اپنے اصحاب کو ان سے علاج کرانے اور طبّی مشاورت کی ہدایات دیں، حضرت سعد بن ابی وقاص کو دل کا دورہ پڑا رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی عجوہ کھجوریں گٹھلی سمیت کوٹ کر کھلائی گئیں انہی حارث بن کلدہ سے علاج کرانے کو کہا (ابوداؤد، الطب) ابن کلدہ کے بارہ میں مختلف آراء ہیں لیکن یہ بات مسلم ہے جس وقت سعد

بن ابی و قاص کو دل کا دورہ پڑا تھا اس وقت یہ مسلمان نہ تھے۔جامع الصول والے لکھتے ہیں"وان ذالک دلیل علی جواز الاخذ بصفۃ اھل الکفر،اذاکانوا من الطب" یعنی کفار طبّی ماہرین کی خدمات حاصل کے لئے یہ بات بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے(جامع الاصول 12/286الجزری ابن الاثیر(المتوفی606ھ)

ڈاکٹر اقتدار فاروقی لکھتے ہیں"مندرجہ بالا حدیث کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ حضرت سعد کے لئے صرف ایک صلاح نہیں بلکہ عمومی طورپر پوری امت کے لئے ایک پیغام ہے کہ جب کوئی فرد کسی شدید مرض میں مبتلاء ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے قریب کے کسی ماہر طبیب سے رجوع کرے،طبیب کا صرف ماہر ہونا شرط ہے،اس کا دین اور نسل اور قومیت کیا ہے اس کا کوئی واسطہ علاج سے نہیں"(طب نبوی اور نباتات احادیث)

حارث بن کلدہ انہیں طبیب العرب بھی کہا جاتا ہے۔کا قول ہے"بخار سب دواؤں کا سردار ہے پیٹ سب بیماریوں کی آماجگاہ ہے۔انہی کا قول ہے"ایک کھانے پر بغیر ہضم ہے دوسرا کھانہ ہلاکت ہے(جامع العلوم والحکم 3/1239)

حضرت عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے۔کہتے ہیں کہ حارث بن کلدہ جو کہ پر عرب کے طبیب تھے۔کہتے ہیں۔میں سورج کو تین وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ہوا کو بوجھل کردیتا ہے۔کپڑے کو پرانا کردیتا ہے۔اور دبی ہوئی بیماری کو باہر نکال دیتا ہے۔ابن ابی شیبہ: جلد ہفتم: حدیث نمبر 306)

صاحب ماثر الامراء نے تو یہ بھی لکھا ہے"جب بارگاہ رسالت ہیں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ تیری اولاد ہیں اللہ تعالیٰ قیامت تک طبابت و جراحی جاری رکھے گا(ماثر الامرأ 1/77)

ان کی طرف ایک کتاب المحاورۃ فی الطب بھی منسوب کی جاتی ہے جس میں مختلف مکالمات ہیں ابن کلدہ کا نوشیرواں سے ایک مشہور مکالمہ بھی مذکور ہے۔سلیمان ابن جلجل نے ایک حکایت نقل کی ہے۔

طب میں جب اس کی شہرت عام ہوئی تو ایک دفعہ شاہ ایران نے اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور اس سے متعدد سوالات کیے تاریخ الاطباء میں اس کے حالات زندگی کے تحت بڑی تفصیل سے یہ سوالات وجوابات درج ہیں۔یہاں صرف ان میں سے چند سوالات وجوابات کو نقل کر رہا ہوں جن کا تعلق طب سے ہے تاکہ اس کی طبّی صلاحیت کا کچھ اندازہ کیا جاسکے۔

شاہ ایران۔ کھانے کے سلسلہ میں کیا طبّی احتیاط کرنا چاہئیے۔

حارث۔ کھانا کم کھانا چاہئیے اس سے بدن کو راحت ملتی ہے،اور گہری نیند آتی ہے کھانے کے اوپر اور کھا لینا اپنے جسم کو تباہ کرنا ہے،غصہ کی حالت میں کھانا نہ کھایا جائےاور جس چیز کا نقصان معلوم ہو اس کو کھانا بدن کی راحت پر نفس کو مقدم رکھنا چاہے اور یہ بہت بڑی نادانی کی بات ہے۔

شاہ ایران۔ فصد کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

بعض حالات اور کچھ بیماریوں میں فصد لینا مفید ہے حد سے زیادہ غم اور خوشی میں فصد لینا بہتر ہے۔

شاہ ایران۔حمام میں کب داخل ہونا چاہئے۔

حارث۔طبّی اصول سے بنے ہوئے حمام میں طبیب کے مشورہ سے داخل ہونا مناسب ہے،ورزش اور دوڑ دھوپ کے بعد فوراحمام میں داخل ہونا درست نہیں،پیٹ خوب بھرا ہو تو اس وقت بھی حمام میں جانا ٹھیک نہیں۔

شاہ ایران۔ حقنہ (اینیما)کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

حارث۔ حکماء کی کتابوں میں میں نے پڑھا ہے کہ حقنہ فوری طور پر پیٹ کو صاف کرنے اور پیٹ کی غلاظتوں کو دور کرنے میں بیت مفید ہے۔

شاہ ایران۔ پانی کیسا ہو اور کب پیا جائے؟

حارث۔ پانی صاف اور ستھرا ہو تو بدن کیلئے زندگی بخش ہے اور جب پیاس لگے تو پانی پینا چاہئے۔

شاہ ایران۔ میوہ جات کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟

حارث۔ جو میوے من پسند ہوں انہیں کھانا صحت بخش ہے درخت پر پکے ہوئے پھل زیادہ بہتر ہوتے ہیں، پھلوں میں انار اور اترج خوب ہیں۔

شاہ ایران۔آخر میں پھولوں کے بارے میں بھی بتاتے چلو؟

حارث۔ پھول دل و دماغ کے لئے فرحت بخش ہیں پھولوں میں گلاب اور گل بنفشہ کا کیا کہنا خوب تر ہیں۔

شاہ ایران اور حارث بن کلدہ کے اس مکالمہ سے جہاں حارث کی لیاقت و استعداد کا پتا چلتا ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ شاہ ایران میں اس وقت طب کا ذوق و شوق اور چرچا عام تھا، کہ حاکم وقت بھی اپنی ملکی مہمات و مصروفیات کے باوجود طب سے ایک گہرا لگاؤ رکھتا تھا۔

۔۔۔ابو نجیح (رح) سے مروی ہے کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت عمر بن خطاب (رض) نے طبیب عرب " حارث بن کلدہ " سے سوال کیا" دوا کیا ہے "اس نے کہا دانتوں کو بھینچنا۔ یعنی پرہیز، ابو عبید نے روایت کیا غریب میں ۔ (ابن السنی، ابو نعیمٍ البیہقی فی شعب الایمان) کنزالعمال: جلد پنجم: حدیث نمبر 3830 مکررات 0 متفق علیہ

۲) رفاعۃ ابو زمثۃ التمیمی (المتوفی 94ھ بمطابق 669ء)

یہ نبو تمیم کے باشندے تھے اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ان کے والد ماجد بھی طبیب تھے (ابن جلجل) انہوں نے نبی ﷺ کے کندھے پر ایک ابھار (مہر ختم نبوت) دیکھا انہوں نے خیال کہ یہ کوئی سرطانی ابھار ہے انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کا آپریشن کردیا جائے جب یہ بات نبی ﷺ کو معلوم ہوئی تو فرمایا"ان اللہ ھو الطبیب، ولکنک رجل رفیق" (مسند احمد) حقیقی شافی تو اللہ کی ذات ہے تم ایک محبت رکھنے والے دوست ہو۔اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے عہد نبوی ﷺ میں اطباء یہ استعداد رکھتے تھے کہ اعمال جراحی کر سکیں۔

(۳) ضماد الازدی۔

یہ زمانہ جاہلیت کے مشہور طبیب تھے،ابن عباس کی کی روایت کے مطابق یہ دم جھاڑا جن بھوت بھی اتار کرتے تھے،جب یہ مکہ تشریف لائے تو اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جادو گر مشہور کیا

ہوا تھا، کوئی کاہن کہتا تو کوئی مجنون۔یہ کہنے لگے مجھے محمد ﷺ سے ملواؤ ہو سکتا ہے میرے علاج و معالجہ کی وجہ سے کوئی فائدہ پہنچے۔رسول اللہ ﷺ سے ملے کہنے لگے اے محمد ﷺ! ممکن ہے اللہ میرے ہاتھ سے تجھے فائدہ پہنچائے۔رسول اللہ ﷺ نے الحمد اللہ نحمدہ ونستعینہ سے عبدہ رسولہ تک پڑھا۔ضماد کہنے لگے کیا تم ان کلمات کو دہرا سکتے ہو؟رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات تین بار کہے۔یہ سن کر بہت تعجب سے کہنے لگے میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں۔جادو گروں کی گنگناہٹ بھی سنی۔شعرا کا کلام بھی سنا لیکن میں ان جیسے کلمات کہیں نہیں سنے مجھے ان کلمات میں سمندر کی سی گہرائی دکھائی دی ہے، ہاتھ بڑھائے مجھے بیعت کریجئے،رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر انہیں بیعت کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"وعلی قومک۔انہوں نے جواب دیا وعلی قومی" (الجمع بین الصحیحین 2/126مسند احمد 1/302۔ابو نعیم الطب النبوی رقم الحدیث ۴۴)

شراح اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے"کان ضماد صدیقا للنبی ﷺ وکان یتطیب فخرج یطلب العلم کہ یہ نبی ﷺ کے دوست تھے انہوں نے طبّی علوم کے حصول کے لئے سفر کیا(الاساس فی السنۃ وفوھھا4/1984)

(۴) شمردل بن قباب الکعبی رحمہ اللہ۔

یہ نبی ﷺ کے آخری دور میں گزرے ہیں طبّی زندگی گزاری نجرانی تھے نجران سے آنے والے عیسائیوں کے وفد کے ساتھ تشریف لائے تھے آخری زندگی میں ایمان کی دولت سے مالا ہوئے یہ زمانہ جاہلیت میں بھی طبیب تھے عورتوں کے امراض میں خصوصیت حاصل تھی ایک موقع پر شمردل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا"یارسول اللہ واللذی بعثك بالحق انك لاحسن الاطباء علما"(الاصابہ ابن حجر) فقال: والّذی بعثك بالحق أنت أعلم بالطبّ منی.لسان//المیزان(478/4)الخصائص الکبری(42/2)

5)ابن حزیم۔

ابن حزیم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو زمانہ جاہلیت اور عہد رسالت میں طبّی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے،ان کا طریقہ کار حجامہ داغنا وغیرہ میں مہارت تھے ان کا طریق علاج ضرب المثل کے طور پر مشہور تھاجب کسی کی مہارت پر بحث ہوتی تو کہا جاتا تھا''اثر مہارۃ فی الکی من ابن حزیم'کہ تم داغنے میں ابن حزیم سے بھی ماہر ہو؟(مختار السالم الطب الاسلامی صفحہ 81)

(٦)شفاء بنت عبداللہ القرشیہ (المتوفی20ھ بمطابق640ء۔

شفاء بنت عبد اللہ طبیبہ تھی عہد رسول اللہ ﷺ میں مختلف امراض کا علاج کیا کرتی تھیں یہ جلدی امراض میں مہارت رکھتی تھیں دم جھاڑا میں بھی کافی مشاق تھیں۔حضرت حفصہ زوج النبی ﷺ کو بھی انہوں نے یہ ہنر سکھایا تھابلکہ اس کے سیکھنے کی تلقین خوود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔یہ حضرت کے دورِ خلافت تک زندہ رہیں (عمر، کحالہ اعلام النساء)

(٧)حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

وذكر أبو عمر بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهَا كَانَتْ وَحِيدَةَ عَصْرِهَا فِي ثَلَاثَةِ عُلُومٍ عِلْمِ الْفِقْهِ وَعِلْمِ الطِّبِّ وَعِلْمِ الشِّعْرِ//الإجابة لإيراد ما استدركته عائشة على الصحابة ط الخانجي (ص:34)

{ایک دعوت کا عجیب قصہ}

حضرت انس سے مروی ہے۔نبی ﷺ کے پڑوس میں ایک فارسی طبیب رہا کرتا تھا۔سالن بنانے میں بہت مہارت رکھتا تھا۔اس نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا عائشہ کی دعوت بھی ہے؟اس نے کہا نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں نہیں جاتا۔دوسری بار پھر اس نے دعوت کی رسول اللہ ﷺ نے پھر عائشہ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کیاان کی بھی دعوت ہے؟اس نے انکار کیا ان کی دعوت نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے دعوت قبول نہیں فرمائی۔تیسری بار پھر ایسا ہی ہوا۔طبیب نے اس بار عائشہ کی دعوت بھی کی رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ کا ہاتھ تھامے ہوئے ان کے گھر میں داخل ہوئے(صحیح مسلم باب مایفعل الضیف9/1609 مسند ابی یعلی موصلی 6/95 صحیح ابن حبان12/113)

حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں نہیں جانتا کہ میں نے کسی کو قران کو زیادہ جاننے والا اور فرائض کے بارہ میں معلومات رکھنے والا اور حلال و حرام کی پہچان کرنے، شعر و ادب میں ید طولی رکھنے والا عائشہ سے بڑھا ہو [صفوۃ ص ۳۲ ج ۲۔ حلیۃ الاولیاء ص ۴۹ ج ۲ ہدیۃ الحیاریٰ ۱/۱۲۴] ایک صفحہ آگے اسی کتاب میں روایت ہے کہ عروہ کہتے ہیں کہ اے خالہ! مجھے اس بات پر کوئی تعجب نہیں کہ آپ فقیہ ہیں کیونکہ آپ نبی ﷺ کی بیوی ہیں نہ مجھے ایام عرب و نسابی پر حیرت ہے کیونکہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں۔ مجھے اگر تعجب ہے تو آپ طبّی معلومات و مہارت کی بناپر ہے کہ یہ کہاں سے حاصل کیا ہے؟[مسند احمد ۶/۶۷ مستدرک حاکم ذکر عائشہ، حلیۃ الاولیاء ص ۵۰ ج ۲ الحاوی للفتاوی میں ایک مستقل فصل المنحۃ فی السبحۃ کے نام سے موجود ہے اہل ذوق مراجعت کریں]

(۸) زینب

فن طب میں عرب کی عورتوں میں بھی دل چسپی لی تھی۔ قبیلہ بنی داوؤد کی خاتون زینب نے بڑی شہرت حاصل کی، یہ فاضلہ آنکھ کے علاج میں دستگاہ رکھتی تھیں اور زخموں کا علاج کامیابی سے کیا کرتی تھیں ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب آغانی کبیر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے (طبقات الاطباء جلد اول)

طب نبوی کا اختصاص

عرب لوگ جس انداز میں زندگی گزارنے کے عادی تھے وہ کھلا ہوا اور فطری ماحول تھا وہ فطرت کو قریب سے دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہوتے تھے، وہ لوگ جفا کش تھے انہیں دوا دارو کی کم ضرورت پیش آتی تھی ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک جتنی اقوام بھی گزری ہیں انھوں نے کچھ تجرباتی نسخے اپنائے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں بوقت ضرورت کام میں لا کر اپنی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ عرب لوگ گھریلو ٹوٹکوں سے اپنی ضروریات پورا کیا کرتے تھے لیکن ان کا زیادہ رجحان کاہنوں کی طرف رجوع کرنے کا تھا۔ طب وادویات سے زیادہ وہ لوگ دم جھاڑے پر یقین رکھا کرتے تھے ان کی زندگی کی کاہن اور دم جھاڑا کرنے والا بہت اہمیت رکھتا

تھا،کچھ طریقے علاج کے سلسلہ میں ایسے رائج تھے جنہیں کسی انداز میں بھی قابل قبول قرار نہیں دیا جاسکتا تھاجب طلوع آفتاب اسلام ہوا توانسان کو حقائق پرکھنے اور ان سے استفادہ کی طرف توجہ دینے پر زور دیا گیا طب وروحانیت کے چشمے کو صاف کیا گیا دستیاب وسائل و معلومات کے مطابق دکھی انسانیت کی رہنمائی کی گئی۔تاکہ حقائق اور خرافات بیں خط امتیاز کھینچا جاسکے۔

دم جھاڑا توجہ اور ذکرواذکار وظائف و عملیات کو حقیقی انداز میں برقرار رکھا بھٹکی ہوئی انسانیت کو حقیقی راہ پر لایا گیا۔طب نبوی پر جتنا بھی مواد تحریری صورت میں پایا جاتا ہے وہاں پر ذکر اذکار دم جھاڑے کے ساتھ ساتھ طب کا حقیقی انداز استعمال بھی موجود ہے،جن لوگوں نے میدان طب میں جوہر خدمت دکھائے انہیں استحسان کی نگاہ سے دیکھا گیا معاشرہ میں ان کی خدمات کی بدولت انہیں تفوق کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسوہ رسول کو اس انداز میں اپنایا جس کی مثال نہیں ملتی اللہ تعالیٰ نے انکی اس اتباع کو کسوٹی قرار دیا کہ جو بھی ایمان لیکرآئے انہیں چاہئے کہ صحابہ کرام کی طرح ایمان لائے بصورت دیگراس کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا۔

مجدی فتحی السید نے حافظ ضیاء الدین محمد بن عبد اللہ عبدالواحد المقدسی (المتوفی 569ھ(کی کتاب الطب لنبوی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں"طب نبوی طب کی بہترین قسم ہے یہ سرعت کے ساتھ اثر کرنے والی اکمل طب ہے اس میں کمتر تکلفات سے کام لیا جاتا،اس کا حامل انسانیت کا طبیب ہوتا ہے یہ وہی طب ہے جسے لیکر رحمت اللعالمین ﷺ مبعوث ہوئے (مقدمہ طب نبوی۔المقدسی)

گھرانہ نبوت کی ذمہ داری اور حکمت۔

قران کریم نے انسانی صحت کو بنیادی توجہ کا مرکز قرار دیا حکمت و بصیرت کو خیر کثیر قرار دیا"جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر سے نوازا گیا"اس کے علاوہ گھرانہ نبوت کے ذمہ کے بارہ میں قران کریم نے ہمیں آگاہ فرمایا کہ ان کی بہت بھاری ذمہ داری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کی ذمہ داری کی نسبت سے اسورہ رسول کے وہ پہلو جو گھریلو زندگی یا نجی زندگی میں مودار ہوتے ہیں

انہیں امت تک پہنچانا افراد خانہ نبوت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کیونکہ اسوہ رسول کو نجی زندگی اور بیرونی زندگی میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔نبی ﷺ کی زندگی کھلی ہوئی کتاب ہے جس کا کوئی صفحہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوسکتا قران کریم اس بارہ میں گھرانہ نبوت کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے"ان آیات کی حفاظت کرو جو تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں"(الاحزاب)افراد خانہ نبوت نے اپنی ذمہ داریوں کو بھرپورانداز میں نبھایاآج تک کسی نے اس بارہ میں میں کلام نہیں کیاپوری امت ان کی گرانقدر خدمات پر مشکور ہے دین کا بہت بڑا حصہ انہیں پاکیزہ اور مقدس نفوس کی سعی مشکور کی بدولت ہم تک پہنچا ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ گھرانہ نبوت میں تلاوت ہونے والی آیات میں کونسی آیت ہمارے موضوع سخن سے تعلق رکھتی ہے۔ہمارا موضوع طب نبوی ہے ازواج مطہرات جنہوں نے نبی ﷺ کی مرضی و منشا پر اپنی زندگی کو ڈھال لیا تھا جن کی رضا اور ناز برادری کو اللہ نے استحسان بھری نظروں سے دیکھا ہے،انہوں نے جب گھر میں تلاوت ہونے والی آیات کو امت کے سامنے رکھا تو ان میں جہاں دونوں جہانوں کی کامیابی کے لئے راز چھپے ہوئے تھے وہیں پر طبّی نبوی کے جواہرات بھی تھے جہاں تک فیض رسانی کا تعلق ہے تو تاریخ اسلامی اس بات پر شاہد ہے کہ انہوں نے بوقت ضرورت میدان طب ہیں بھی جوہر دکھائی ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ام المومنین ام سلمہؓ و دیگر نے طب معلومات کی بنیاد پر اپنی خدمات امت کے لئے پیش کیں آج بھی کتب احادیث میں ان کی خدمات کا تذکرہ موجود ہے۔لکھنے والوں نے طبّی خدمت کو نمایاں طورپر تحریر کیا ہے اپنی کتب میں بطور استشہاد بیان کیا ہے۔

طب نبوی کی بنیاد کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے جو خدمات سرانجام دیں وہ بے نظیر و بے مثال ہیں۔علوم و نبوت کا مخزن و منبع وحی و الہام ہیں وماینطق عن الھواکہ اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں فرماتے جوکچھ ہوتا ہے وہ وحی الہی ہوتا ہے۔

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی ساری باتیں لکھ لیا کرتے تھے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا جناب رسول اللہ ﷺ انسان ہیں وہ کبھی غصہ بھی کرتے ہیں کبھی راضی وخوش بھی ہوتے ہیں تم ساری باتیں لکھ لیتے ہو یعنی انہوں نے نبی ﷺ کا اپنے اوپر قیاس کیا جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئ تو زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا خدا کی قسم اس سے جو بات جس انداز میں بھی نکلے گی وہ حق ہوگی (ابوداؤد فی السنن 4/60)

طب کی دو قسمیں ہیں

علمائے کرام نے طب کے بارہ میں لکھا ہے امام خطابی (المتوفی 388ھ 998ء) لکھتے ہیں طب کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) طب قیاسی یہ یونانی طب ہے جو مختلف ممالک و شہروں میں رائج ہے (۲) طب تجربی، یہ طب عرب اور ہندی لوگوں میں رائج ہے،رہی بات نبی ﷺ کی طبّی باتیں اور علاج و معالجہ تو انہوں نے زیادہ انحصار عربی طب یعنی تجربی طب پر کیا (اعلام الحدیث فی شرح صحیح البخاری، تحفۃ الحوذی 6/215) علمائے کرام نے طب کے بارہ میں اپنی آراء کا کھل کر اظہار کیا ہے امت کے مقتدر لوگوں میں ابن خلدون اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا موقف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بحیثیت طبیب نہیں ہوئی اس لئے طب باتیں ماننا دیگر احکامات کی طرح ضروری نہیں (المقدمہ 2/1172) حجۃ اللہ البالغۃ 1/128) طب انسانی زندگی کے لئے بہت اہم شعبہ ہے اسے اختلافی آراء کی نظر نہیں کیا جاسکتا ممکن ہے اختلاف کرنے والوں کے سامنے ایسے حالات ہوں جن کی بنیاد پر انہوں نے اختلاف کیا لیکن دودر جدید میں طب نبوی کے بارہ اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ یہ وقت کی اہم ضرورت اور دکھی انسانیت کی بہت بڑی ضرورت ہے وہ لوگ سچے اور کھرے تھے جو دل میں آتا نیک نیتی سے تحریر کردیا کرتے تھے ان اختلافی باتوں کو ان تناظر میں دیکھنا چاہئے جو مصنف کے دور میں ان کے سامنے تھے موقع و حالات کے بدلنے سے باتوں کے معانی و مطالب بھی بدل جاتے ہیں۔

جس طرح ایک فقیہ مسائل کے استخراج کے لئے قرائن و شواہد کو اہمیت دیتا اسی طرح شراح احادیث بھی مواقع واور تجربات سے استفادہ کرتے ہیں، ابن خلدون فلسفہ تاریخ کا امام ہے اس

میدان میں اس کی خدمات گرانقدر ہیں اسی طرح شاہ ولی اللہ فلسفہ اور اسرار دین کے بارہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ان کی فکر اور انداز مختلفہ کو ہر میدان میں تسلیم کرنا ضروری نہیں ہر میدان کا الگ شہسوار ہوتا ہے ہم یہاں بھی اسی اصل کے تحت فیصلہ کریں گے،اس مقام پر طب کے میدان میں ان لوگوں کے رائے کو اہمیت دیں گے جنہوں نے اس فن کو سیکھا سمجھا اور اسے تجربات کی کسوٹی پر پرکھا۔

دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرنا۔

طب نبوی پر لکھی جانے والی کتب اور کتب احادیث میں اس عنوان کے تحت لکھی جانے والی احادیث کے مطالعہ سے اتنی بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ کسی بھی علم و ہنر کے ماہر کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اس علم و ہنر کے میدان میں کام کرنے والوں کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے ۔رسول اللہ ﷺ ان معنوں میں علاج و معالجہ نہیں فرماتے تھے جن معنوں میں ایک پیشہ ور طبیب اپنے افعال سر انجام دیتا ہے جیسا کہ سابقہ سطور میں لکھا چکا ہے کہ مختلف مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے متبعین کو علاج ع معالجہ تلقین فرمائے ایسے بھی واقعات ملتے ہیں کہ دکھ اور تکلیف میں ماہرین کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جیساکہ دل کے دورہ والے صحابی کے علاج کے لئے حارث بن کلدہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔جنگی مہمات میں بھی ماہرین کی طرف رجوع کیا گیا،اس کے علاوہ تجرباتی طب کا اہتمام تھا لیکن جو لوگ اس میدان میں سوجھ بوجھ رکھتے تھے انہیں خاص نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔کئی ایک واقعات اس قسم کے ملتے ہیں کہ علاج و معالجہ اور دم جھاڑے کی اقسام سے ان چیزوں کو باقی رکھا گیا جن میں شرک کا شائبہ نہ تھا۔رسول اللہ کا دور ایک اساسی دور تھا جس میں انسانیت کو سب سے پہلا سبق علم الانسان مالم یعلم تھا۔علم و قلم کی اہمیت دلوں میں اجاگر کی جارہی تھی ہر وہ بات اور ہر وہ شعبہ جس سے کسی بھی انداز میں انسانیت کا بھلا ہوسکتا تھا کو برقرار رکھا ہی نہیں گیا بلکہ اس کے لئے ترقی کے اسباب مہیا کئے گئے۔شعبہ طب تو انسانی ضروریات میں سے اس کی اہمیت و ضرورت سے کسی انکار ہوسکتا ہے۔

اسلامی طرز زندگی کا اصول ہی کچھ اس انداز کا ہے اس میں بیماریاں بہت لگتی ہیں اگر کوئی بیمار ہوتا ہے تو سمجھو وہ اسلامی نظام زندگی اور دستورالعمل سے کنارہ کش ہوچکا ہے آج کل کی بیماریاں نوے فیصد کھانے پینے کی بے اعتدالی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں باقی آٹھ فیصد صفائی نظافت سونے جاگنے اور فکر تشویش کی بنا کر رونما ہوتی ہیں دو فیصد ناگہانی حادثات اور قدرتی حادثات کی وجہ سے پیش آسکتی ہیں اسلام کا نظام طب سب کے بارہ میں معتدل رائے رکھتا ہے۔وباء حادثات عمومی امراض کے بارہ میں اعلی قوانین طب نبوی میں موجود ہیں معمولی سی توجہ سے بہت سے امراض وآلام سے بچا جاسکتا ہے۔

طبّی نسخوں میں عمومی طورپر دوسروں کے تجربات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کوئی بھی علم وہنر ہو کسی بھی فن کا مطالعہ کرلیں اس کی پختگی کا اسی وقت علم ہوتا ہے جب علم و عمل میں موافقت پیدا ہوجائے یعنی جو کچھ پڑھا یا سناوہ عملی زندگی اور تجربہ میں آجائے جب کوئی چیز تجربہ سے گزرتی ہے تو ساری زندگی یاد رہتی ہے۔طب کتب میں ہزاروں نسخہ جات موجود ہیں لیکن وہ نسخے جنہیں آزمالیا گیا ہے انفرادیت کے حامل ہوتے ہیں۔

عربوں میں اسی قسم کی طب کا رواج تھا جسے تجرباتی طب کہا جاتا تھا آج بھی تجربات کو اہمیت حاصل نظری و فکری اعتبار رسے تجربات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے،کائنات میں بے شمار اشیاء ہیں اور طبّی خواص پر مشتمل وسیع میدان اور جڑی بوٹیاں اور غذائی اشیاء کا وجود ہے لیکن تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے انکی طرف توجہ نہیں دی جاتی جو لوگ اس میدان میں کام کرتے ہیں وہ انسانیت پر بہت بڑا احسان کرتے ہیں۔اشیاء کی تعداد زیادہ اور زندگی کے ایام کم ہیں ضروریات زندگی اس پر مستزاد ہیں اس لئے بہت سی باتیں اتفاقا سامنے آئیں بار بار کرنے سے ایک جیسے نتائج سامنے آئے وہ لوگوں میں مشہور ہوئے،اسی طرح تجربات کا سلسلہ معرض وجود میں آتا رہتا ہے اس لئے کسی کی تحقیق و تجربہ کو جہالت یا انا کی وجہ سے رد کردیتا کوئی عملی خدمت نہیں ہے۔ایک دانا شخص کسی تجربہ کو پرکھتا ہے اسی کی طرح کے دوسرے تجربات کرتا ہے قیاس سے کام لیتا مختلف علل واسباب پر غور کرتا ہے عمومی طورپر سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے عملی شاہراہیں کھلی رہتی

ہیں۔ایک معروف چیز کے بارہ میں حتمی طورپر معلوم ہوگیا کہ سردی سے پیدا ہونے والے امراض میں فائدہ مند ہے ایک حکیم اسی پر قیاس کرتے ہوئے دیگر سردی سے پیدا ہونے والی علامات پر بھی اس کی آزمائش کرے گا جب وہ ایسا کرتا ہے تو علمی جدوجہد کرتا ہے اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں تجربات وروشنی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

تعلیم و تعلم سے اسلام کو گہرا ربط ہے۔

تاریخ اسلامی میں تعلیم کے حوالے سے روشن ہے کہ سب سے پہلی وحی تعلیم کے ابھار پر مشتمل تھی {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) [العلق: 1،2]۔

یعنی سب سے پہلے جو تعلیم دی گئی اس میں بتلایا گیا کہ رب کے نام سے ابتداء کرو۔جس چیز کی طرف سب سے پہلے توجہ دلائی وہ تخلیق انسانی ہے،طب پیدائش سے لیکر مرنے تک پوری زندگی پر محیط ہے مجھے اس سے غرض نہیں کہ ان آیات کے کیا معنی کئے گئے اور اس سے کونسے مطالب اخذ کئے گئے میں طب پر لکھ رہا ہوں مجھے توان آیات میں پیدائش انسانی پر بحث میں طب دکھائی دے رہی ہے۔ساتھ میں یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ انسانی تخلیق میں علق خاص اہمیت کا حامل ہے جو قطرہ حیات کی بدلی ہوئی نموپزیر صورت ہے۔غار حراء میں اترنے والی ان آیات میں جو کچھ بیان کیا گیا اس کی تشریح و تفصیل قران کریم نے بتدریج مختلف مناسب مقامات پر کی ہے اس کی بحث تو ہم نے اپنی دوسری کتاب ”قران کریم میں بیان ہونے والے طبّی نکات “میں کردی ہے۔اہل ذوق رجوع فرما سکتے ہیں۔اسکے بعد اسوہ حسنہ میں ایک بات واضح دکھائی دیتی ہے کہ حصول تعلیم کے لئے ضروری نہیں کہ صرف مسلمانوں سے رجوع کیا جائے بلکہ الکلمۃالحکمۃ ضالۃ المومن فحیث وجدھا فھو احق بھا(ترمذی،فی العلم)جنگ بدر کے موقع پر قیدیوں کے بارہ میں جو فیصلہ ہوا تاریخ کا روشن ترین کارنامہ ہے کہ نادار لوگ جو فدیہ نہ دے سکتے ہوں اور پڑھنا لکھنا جانتے ہوں وہ مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھادیں انہیں آزاد کردیا جائے گا۔

تاریخ اسلامی میں بہت سے پہلو ہمیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ کسی بھی نظام کو چلانے کے لئے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے،نبوت کے تیئس سالہ دور میں بہت سے غزاوات و سرایا ہوئے ان

میں اطباء کی کمی عورتوں نے پوری کی انہوں نے زخمیوں اور قابل علاج مجاہدین کی ہر طرح سے مدد کی اسلام کا یہ ابتدائی دور تھا اس کے بعد اسلامی نور کی کرنیں جب اطراف جوانب میں پھیلنا شروع ہوئیں تو طبّی لحاظ سے ضروریات کی کفالت ضروری ہو گئ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ جنگی مہمات میں اطباء کی ایک جماعت لشکر اسلامی کے ساتھ بھیجا کرتے تھے (تاریخ التمدن الاسلامی 1/110)

طبّ اسلامی کسی بھی انسان کو شعور کی وہ منازل طے کرنے میں مدد دیتی ہے جس کی انسانی معاشرہ میں کسی بھی وقت ضرورت پیش آسکتی ہے۔ہر فن و ہنر اور علمی دنیا میں تجدد کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے وقت کے ساتھ ساتھ خش و خاشاک شامل ہوتے رہتے ہیں تساہل پسند طبائع غیر ضروری باتوں کو اس میں شامل کرنے سے نہیں ہچکچاتے کیونکہ اس عمل سے ان کے مفادات وابسطہ ہوتے ہیں۔یہی کچھ طب نبوی کے ساتھ بھی ہوا ارض معمورہ پر جس قدر مسلمان آباد ہیں اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے طب نبوی کی طرف کس قدر بے اعتنائی سے کام لیا ہے۔اس مصروف اور کاروباری دنیا میں تجارت پیشہ لوگ ہمیں کچھ باتیں تاجرانہ ذہنیت کے ساتھ بتاتے ہیں کہ جناب طب نبوی میں یہ فوائد و اثرات پائے جاتے ہیں اور ہم نے عین طب نبوی کے نسخہ کے مطابق اپنا نسخہ تیار کیا ہے اس سے فائدہ ہونا یقینی ہے یعنی لوگ طب نبوی کو بھی تاجرانہ داؤ پیچ کی زد میں لے آتے ہیں۔جبکہ اس طرف سنجیدگی سے توجہ دیں تو حقیقی انداز میں ہمیں شفاء کے خزائن تک رسائی مل سکتی ہے حیرت کی بات ہے کہ ہمیں غیر مسلم بتاتے کہ تمہارے نبی ﷺ نے جو طبّی نکات بیان فرمائے تھے ان کی تصدیق جدید سائنس بھی کرچکی ہے ان تم بھی مان لو۔

طب ترقی و نموپزیر شعبہ ہے۔

اسلام کا یہ اعجاز ہے کہ اس نے کوئی بات خلاف عقل نہیں کہی جن باتوں کو خلاف عقل کہا گیا ہے بنیادی طورپر ان کی تفہیم و تعلیم میں غلطی کی گئ یا پھر ان باتوں کے من چاہے معنی کئے گئے جو لوگ زیادہ عقل مند بننے کی کوشش کرتے ہیں انکی سمجھ کے مطابق جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہی

حق ہے لیکن جو انہوں نے سمجھا ہے حق اسی میں مقید ہو کر رہ گیا ہے اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے میں ایک غلط روش یہ بھی اختیار کی گئی کہ جن علوم و فنون کا کسی دور میں طوطی بولتا تھا اس سے مرعوب ہو کر اہل علم نے اسلام کو کھینچ تان کر اسی نظریہ کے مطابق تشریح شروع کر دی اس کے بعد کی تحقیقات نے جب اس غبارے سے ہوا نکالی تو اس کا رعب و داب ختم ہو کر وہ کتابوں تک محدود ہو کر رہ گیا، مشکل ان لوگوں کو پیش آئی جنہوں نے اس نظریہ کو اسلام ثابت کرنے پر ایڈی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔یا جن پڑھنے والوں نے ان خود ساختہ نظریات کو اسلام سمجھ کر مطالعہ کیا تھا،اس لئے اس کا روش کا اختیار کرنا کہ ہر بات کو اسلام ثابت کیا جائے بہت خطرناک ہے۔

فن طب کی ابتداء کیسے ہوئی اور کونسا انسان سب سے پہلے کس مرض میں مبتلا ہوا اور اس کا کس نے کس طریقے سے علاج کیا اس مرض کے تدارک و اسباب مرض کی کیا تدابیر اختیار کیں ان سے کے بارہ میں تاریخی اعتبار سے یقینی طور پر کچھ کہا نہیں جاسکتا لیکن علم طب اور علاج کے معالجہ کے بارہ میں یہ بات متفقہ ہے کہ علاج و معالجہ انسان کی کئی برسوں کی کاوش و محنت کا نتیجہ ہے۔

طب کے بارہ میں بھی کہیں کہیں یہی روش نظر آتی ہے کہ اس موضوع پر کچھ تحریریں ایسی بھی سامنے آتی ہیں جہاں ایمان و اسلام کے لبادے میں محدود و خود ساختہ سوچ کو اسلام بتایا جارہا ہوتا ہے مثلاََ ایک وقت تک جب ارسطو و افلاطون جالینوس وغیرہ کی باتیں سب سے اعلی اور طبّی میدان میں سائنس کا درجہ رکھتی تھیں اس سے بہتر کوئی نظریہ سامنے موجود نہ تھا کچھ لوگوں نے ان نظریات کو لیکر اسلام کو تنقید کا نشانہ بنانے کی سعی لاحاصل کی بعد کی تحقیقات نے ان نظریات کا بودا پن ثابت کر دیا تو دونوں طرف کے علم برداروں کو خفت کا سامنا کرنا پڑا،ان نظریات کو حتمی سمجھنے والوں کو بھی اور ان نظریات کو عین اسلام ثابت کرنے والوں کو بھی۔ہر بات میں اعتدال کا دامن پکڑے رہنا بہترین روش ہوتی ہے۔

حکیم انقلاب جناب صابر ملتانے لکھتے ہیں" جہاں تک عربی طب کا تعلق ہےوہ آریورویدک اور طب یونانی کی ترقی یافتہ صورت ہی اور یہ ارتقائی منزہیں۔اس نے صدیوں میں طے کی ہیں۔ابتداء میں جو قاعدے اور اصول قائم کئے گئے تھی وہ عربی طب میں تقریبا قوانین کی صورت اختیار کر گئے اور پھر ان قوانین ہیں۔ایک نظم و ضبط پایا جاتا ہے جو اس طب کی جان ہے"(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے صفحہ 65)

طب کا شعبہ ایک ترقی اور نموپزیر شعبہ ہے جہاں ہر طلوع ہونے والادن اپنے ساتھ نت نئ تحقیقات لیکر آتا ہے ہزاروں لاکھوں لوگ اس سے وابسطہ ہوتے ہیں کچھ باتیں تحقیقات کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں تو کچھ اتفاق سے ہاتھ لگتی ہیں اس شعبہ میں ہر آن وہر لحہ نظریات بنتے بگڑتے ہیں، عمومی طورپر وہی چیزیں اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاں رہتی ہیں جنہیں فائدہ مند سمجھا جاتا ہے فضول ولایعنی باتیں ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوجاتی ہیں۔

شعبہ طب کو لوگ اپنی ضروتوں کے مطابق کام میں لاتے ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں مریض اپنی بیماری اور دکھ سے چھٹکارے کے لئے طب سے استفادہ کرتا ہے اور معالج اپنی کمائی و پیشہ کی ترقی کے لئے طب کو اختیار کرتا ہے۔زندگی میں بے شمار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ بے خبری نا سمجھی میں جو دواوخوراک مریض کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔ان سے فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن اس وقت معالج کا منہ حیرت سے کھلا رہ جاتاہے جب طبّی قوانین کی کسوٹی پر اس علاج کو پرکھتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے تمام طبّی قوانین بروئے کار لائے جاتے ہیں لیکن مریض و معالج دونوں ہی فوائد سے محروم رہتے ہیں اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوانہ اتاری ہو جب مرض اور دوامیں تطابق ہوجاتا ہے توشفاء مل جاتی ہے۔

طب نبوی ایک معیار ہے۔

شعبہ طب ہر وقت نموپزیر و تغیرات سے بھرپور شعبہ ہے اس میں بے شمار لوگوں کے محنت و کاوش شامل ہے یہ ایک مشترکہ میدان عمل ہے ہر کوئی اپنی مہارت کا ثبوت پیش کرسکتا ہے اور میدان میں جوہر دکھانے کے لئے کسی مذہب یا عقیدہ کو دخل نہیں ہے جس چیز کو طب نبوی کہا

جاتا ہے یہ انسانی صحت کو برقرار رکھنے کا ایک تسلسل ہے۔ طب نبوی اس وجہ سے انفرادیت رکھتی ہے اس میں صحت کے جو اصول قواعد و ضواطب بتائے گئے ہیں وہ اس قدر جامع اور مکمل ہیں ان کے بغیر کوئی معاشرہ صحت مند نہیں رہ سکتا۔ایسے اسرار و رموز بیان فرمائے جنہیں آج بھی کم لوگ سمجھ سے ہیں مثلاََ ایک بخار ہی کو لے لیں کوئی بھی طریق علاج ہو فوراََ بخار توڑنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں یہ سمجھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی جاتی کہ بخار ہونے کا سبب کیا ہے؟ معالجین کی کوشش ہوتی ہے کہ بخار کو فوراََ ختم کر دیا جائے ایسے ہزاروں واقعات ہیں جب نا سمجھی کی وجہ سے بخار کو توڑ دیا گیا تو جسم کا کوئی حصہ بھی ساتھ میں ناکارہ ہو گیا۔ایک حدیث کا حوالہ موقع محل کے مطابق ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ام سائب کے پاس تشریف لے گئے انہیں بخار تھا ان کی حالت دیکھ کر پوچھا تم کپکپا کیوں رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے) اس میں اللہ برکت نہ دے۔رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ اولاد آدم کے گناہ اسی طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے (مسلم باب ثواب المومن فیما یصیبہ) صحت کا کتنا بڑا اصول سمجھا دیا کہ بخار انسانی جسم سے امراض کو دور کرنے کا سبب ہے کیونکہ بخار ہوتا ہی اس وقت ہے جب زہریلے مواد انسانی وجود میں جمع ہو کر بیماری کا سبب بننے لگتے ہیں بخار کی گرمی بدن کو بچانے کے لئے بخار پیدا کرتی ہے یہ بخار کسی نعمت سے کم نہیں ہے بخار والے لوگ فالج جیسے خطرناک امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر نجیب گیلانی لکھتے ہیں "الحق ان الطب النبوی جانب من جوانب الاعجاز" (فی الرحاب الطب النبوی) ایسی طرح، کھانے پینے قضائے حاجت، سونے جاگنے اوقات کی تقسیم ،ایسی ہے کہ جس کا ہر گوشہ طبّی اصلوں میں جکڑا ہوا ہے دیگر طرق علاج میں جن چیزوں کو معالج بتاتا ہے طب نبوی میں انہیں صحت کی حالت میں کرنے والے کو ثواب ملنے کی نوید سنائی جاتی ہے۔جن اصولوں کو لوگ مجبوری اور غیر معمولی حالات میں اپناتے ہیں یہ طبّی اصول مسلمانوں کے روزہ مرہ کے معمولات میں شامل ہوتے ہیں .

طب نبوی اور علم العقاقیر۔

رہی بات علاج و معالجہ یا احادیث میں مذکورہ جڑی بوٹیوں کی تو یہ صدیوں پہلے سے انسانی صحت کے لئے استعمال ہوتی آرہی ہیں ان میں کوئی بھی ایسی نہیں جسے دریافت کرکے طبّی علاج کے کام شامل کیا گیا ہو، یا اس کی خاص تحقیق نبی ﷺ نے کی ہو یا اصحاب النبی نے اس بارہ میں جستجو کی ہو اس طب میں وہی عقاقیر شامل ہیں جو اس وقت کی معلومات کے مطابق دوسروں کو معلوم تھیں ان عقاقیر کی افادیت اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ معلومہ عقاقیر میں سے سے 92 جڑی بوٹیاں ایسی ہیں جن کی افادیت کے پیش نظر لسان نبوت سے ان کے فوائد کی تصدیق ہوئی ورنہ سیکڑوں جڑی بوٹیوں کے خواص اور فوائد اس وقت طبّی دنیا کو معلوم تھے اوران کے طبّی فوائد حاصل کئے جارہی تھے ،احادیث میں مذکورہ نباتات کو ہم منتخب عقاقیر کہہ سکتے ہیں۔جڑی بوٹیوں سے زمین پہاڑ سمندر ندی نالے بھرے پڑے ہیں ان میں سے کوئی جڑی بوٹی ایسی نہیں جو طب فوائد سے محروم ہو یہ تلاش و تجسّس کا مقام ہے کہ کون ان کے فوائد معلوم کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ تحقیق و تجسّس ہر کہہ و مہ کے بس کی بات نہیں ہوتی اسے لگن و جذبہ صادقہ کی ضرورت ہوتی ہے ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں جو اس میدان عمل کو اپناتے ہیں اور بے شمار طبّی فوائد رکھنے والی جڑی بوٹیوں کو منظر عام پر لاتے ہیں۔عمومی طور پر حاذقیت کے دعوے دار بھی ضرورت کی چند عقاقیر کے فوائد معلوم کرکے اپنی روزی روٹی کا بندو بست کرتے ہیں اگر ضرورت محسوس کرتے ہیں تو علم العقاقیر پر لکھی جانے والی کتب کا سہارا لیتے ہیں۔بات ہورہی تھی کہ طب نبوی میں بیان ہونے والی جڑی بوٹیاں اوراشیاء صدیوں سے طبّی میدان میں معروف تھیں، یہی نہیں کہ نبی ﷺ یا اصحاب النبی ان کے خواص جاننے کے مدعی تھے بلکہ عام کفار اور اس وقت رہنے والے عام باشندے بھی ان معلومات میں برابر کے شریک تھے بلکہ کئی مقامات پر اس طرح کے ثبوت بھی ملے ہیں اس وقت کے غیر مسلموں نے علم العقاقیر کو بہتر انداز میں سمجھا تھا۔

ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی سابق ریسرچ اسکالر ہمدرد یونیورسٹی کراچی اپنی کتاب ”دنیائے اسلام میں سائنس و طب کا عروج“میں لکھتے ہیں”ہندستان میں آٹھویں صدی قبل مسیح تک طب ایک

باقاعدہ علم بن گئی اور آریوویدک طب کہلائی اسی نام سے وہ آج تک مشہور و مستعمل ہے۔آریوویدک طب نے 1120امراض ریکارڈ کئے ان میں ذیابیطس،چیچک اور ملیریا بھی شامل تھا،اس طب میں زیادہ تر دوائیں جڑی بوٹیوں سے بنائی جاتی تھیں۔وہ مختلف شکلوں میں تیار کی جاتی تھیں،ان میں گولیاں، عروق،جوشاندے ،شربت ،ست ،روغنیات، لیپ،پولٹس ،غرغرے اور دھونیاں شامل تھیں،ان کی طب کتابوں میں 760 جڑی بوٹیوں کا اندراج موجود ہے۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ چیچک کے حفاظتی ٹیکے بھی ہندستان میں ایجاد کر لئے تھے۔سرجری بھی کافی ترقی پاچکی تھی۔چین میں بھی طب نے کافی ترقی کرلی تھی ان کے ہاں جو قرابدین مرتب ہوا اس میں 1800دوائیں درج تھیں چینی طب کی سب سے امتیازی بات یہ ہے کہ اس نے سوئیاں چبھو کر علاج کا طریقہ ایجاد کیا یہ آج بھی رائج ہے(دنیائے اسلام میں سائنس و طب کا عروج صفحہ 43)

طب نبوی کے بات میں واردہ جڑی بوٹیوں کو مسلمانوں نے طبّی لحاظ سے کم عقیدت کی بنیاد پر زیادہ اخذ کیا وہ لوگ لسان نبوت سے نکلنے والے ہر لفظ کو عقید و شیفتگی کا درجہ دیتے تھے اس لئے انہوں نے طب نبوی کے ان مقام پر بھی استعمال کیا جو معروف نہ تھے یعنی ان جڑی بوٹیوں کا نام سن کر عقیدت میں ان کا استعمال کیا اور استعمال کی نئی راہیں دریافت کیں ان کی عقیدت و ایمان نے طب کی دنیا کے لئے نئے تجربات پیش کئے۔

علم العقاقیر کے بارہ میں ادھوری معلومات کا نقصان۔

کتب احادیث میں جن جڑی بوٹیوں اور عقاقیر کا ذکر آیا ہے وہ کتب احادیث میں محفوظ انداز ہیں،امانت دارنہ طریقے سے ہم تک پہنچادیا گیا ہے۔اس بارہ میں ان لوگوں کی خدمات گرانقدر ہیں جنہوں نے اس کے تحفظ میں اپنی زندگیاں وقف کردیں۔علائق دنیا سے دست بردار ہوگئے گویا وہ پیدا ہی اس علم کی خدمت کے لئے ہوئے تھے،ایک ایک لفظ کواپنے حافظے میں محفوظ کیاہزاروں صفحات لکھے قلم قرطاس ان کا اوڑھنا بچھونا انسانی بساط کے مطابق اس وراثت کو محفوظ کرنے کے لئے کئے جاسکتے تھے اختیار کئے گئے اس لئے طب نبوی کا ذخیرہ ہم تک محفوظ انداز میں

منتقل ہوا۔محدثین نے حدیث کی خدمات کو ہر طرح سے ادا کرنے کی سعی مشکور فرمائی اسی میں احادیث مبارکہ کے معانی و مطالب کی تفہیم کی خاطر ان کے معانی و مطالب پر کتب تحریر فرمائی، شروحات لکھیں۔محدثین اس میدان کے جری جوان تھے انہوں نے تحقیقات کے بگ ٹٹ گھوڑے دوڑائے اور وراثت نبوت کی حفاظت کے لئے علوم و فنون تشکیل دئے اس قسم کی کاوش دنیا میں کسی نے کی نہ کوئی کرسکے گا وہ لوگ مخلص و دیانت دار تھے انہوں نے علمی خدمات کی خدمت کو دنیا کی کسی بھی منفعت پر ترجیح دی تھی ان کے نزدیک اگر کسی نے اس میدان میں لالچ و ذاتی غرض سے کوئی کام کیا تواسے بھی دھتکار دیا۔

لیکن بہت سے محدث طبیب نہ تھے انہوں نے جب ان عقاقیر و جڑی بوٹیوں پر بحث کی یا سننے والوں نے اپنی سمجھ کے مطابق انہیں بیان کیا تو معمولی لغزش ہوئی ان ان بوٹیوں اور طبّی خواص کی حامل اشیاء کے نام یا شناخت میں گڑبڑ ہو گئی یہ بھی ہو سکتا ہے جہاں اس قسم کا سہو دیکھنے میں آئے وہ ان کی زبان اور مقام کے فرق کی وجہ سے ہو بعد والوں نے ان پر اعتماد کرکی ان معانی و مطالب کو من و عن قبول کرلیا ہو۔ایک ہی چیز مختلف زبانوں اور ممالک میں دیگر ناموں سے جانی جاتی ہے عرب لوگ بھی مختلف قبائل اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے،ان کے لب و لہجہ میں ہی فرق نہ تھا بلکہ ان کی بولی اور زبان کی تفہیم میں بھی فرق تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب" الاتقان فی علوم القران" میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔قران کریم کو بھی سات زبانوں میں اتارا گیا تھا پھر زبان قریش کو مرکزی زبان قرار دیکر قرات قران کے مختص کردیا گیا۔

جب اسلام جزیرہ عرب کو پھلانگ کر دیگر خطوں میں پہنچا اور ممالک محروسہ میں ضوء افشانی کی تو ان کی زبانیں تو اہل عرب سے الگ تھیں ان کا اپنا تہذیب و تمدن تھا،اسلام سے پہلے قیصر و کسری آدھی آدھی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھے۔جب عربوں میں تفہیم قران و حدیث کے مختلف درجات تھے تو دیگر اقوام کا ذکر ہی کیا ان سمجھ اسلام کے بارہ میں کیا تھی اس کے بارہ میں کتب تواریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا،قصہ کوتاہ احادیث میں مذکورہ جڑی بوٹیاں اور ان کے معروف نام

مختلف زبانوں اور زمانوں میں مختلف اقوام نے اپنے اپنے انداز میں سمجھے اس لئے بعد والوں کے لئے کافی دقتیں پیش آئیں طبّی لحاظ سے جس قدر عام انسان فوائد اخذ کرسکتا تھا نہ کرسکا لیکن ایسا کم ہوا کیونکہ محدیث کرام نے اس موضوع پر بیش بہا فوائد کی حامل کتب تحریر کردیں۔ طبّی میدان میں بہت سے اعتراضات کے جواب دئے اور خم ٹھونک کر علم برداری کی دیکھئے ابن القیم کی طب نبوی۔

طب نبوی اس بارہ میں کیا موقف رکھتی ہے۔

حاملین طب نبوی معتدل المزاج ہوتے ہیں جو ضدی وہٹ دھرم نہیں بلکہ حقیقت پسند ہوتے ہیں عقل و دانش کسی کے گھر کی لونڈی تو نہیں کہ اسے کھونٹے سے باندھ لیا جائے طب کا میدان ایسا میدان ہے جہاں علاج و معالجہ کے متعلق ہر روز تجربات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے طب تو تجربات کا نام ہے پہلے سیکھی جاتی ہے اس کے بعد مہارت پیدا کی جاتی ہے پھر علاج و معالجہ کی طرف گامزن ہونا پڑتا ہے۔ حکیم تو بنتا ہے تجربے سے ہے مشاہدات بتاتے ہیں ایک معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا طبیب اس تعلیم یافتہ عالم سے زیادہ مہارت کا ثبوت پیش کرتا ہے جو تجربہ کار نہ ہو۔

اسوہ حسنہ ہمیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ طب کے بارہ میں استفادہ کے لئے مذہب یا قوم کی کوئی قائد نہیں ہے جہاں سے بھی اور جس سے بھی فائدہ پہنچے اسے اختیار کرلینا چاہئے یہ سبق ہمیں اولین وقت میں دیا گیا تھا کہ طب کا شعبہ کسی کی ملکیت نہیں ہے اس میں جو بھی مہارت و حاذقیت کا ثبوت فراہم کرے گا اسے فوقیت دی جائے گی اس کی بات مانی جائے گی، اس کے مشورہ کو اہمیت دی جائے گی۔ لا حکیم الا ذو تجربۃ۔ حکیم تو ہوتا ہی تجربہ سے ہے جس کا تجربہ نہ ہوا سے حکیم نہیں مانا جاسکتا۔ جیساکہ سابقہ سطور میں گزرا کہ طب کا شعبہ ایک نموپزیر شعبہ ہے جس میں اتنی لچک موجود ہوتی ہے کسی میں مفید بات کو اپنالے اور کسی بھی غیر مفید بات اور نظریہ سے دست بردار ہوجائے۔

غذا کا قاعدہ

دور نبوت میں کھائی جانے والی خوراک و غذاایک صحت مند عمل تھیں صحت کو برقرار رکھنے میں معاون و مددگار تھیں اس کے بعد تغیر زمان و مکان نے ان غذاؤں میں تبدیلی کردی عرب و ہند کے باشندوں کی پسندیدہ وغیر پسندیدہ خوراک و غذا میں بہت زیادہ فرق ہے بہت سی خوراکیں عربوں میں پائی جاتی ہیں اور بہت سے غلہ اور خوراکیں دنیاکے دیگر خطوں میں پائی جاتی ہیں اگر ہم ایک ہی چارٹ سب مریضوں کے لئے لازمی قرار دیں تو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے کہ دور نبوت میں کھائی جانے والی خوراکیں انسانی صحت کے لئے اعلی فوائد کی حامل تھیں لیکن دیگر ممالک میں ان خوراکوں کی دستیابی ایک مسئلہ ہے اس لئے جس ملک میں جو غذاو خوراک کھائی جاتی ہے اسے بدلنا بہت مشکل ہے ان تمام افراد کو لئے طب نبوی کس طرح مفید ہو سکتی ہے؟۔یہ اہم سوال ہے۔

دنیا بھر کے لوگ طب نبوی سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

طب نبوی ﷺ سے دنیا بھر کے لوگ بلا رنگ و نسل کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں یہ ایک اہم سوال ہے۔ جڑی بوٹیاں غذاو خوراک اور دیگر خوردنی اجناس کا طب نبوی میں تذکرہ موجود ہے تقریبا 92 (ہماری تحقیق کے مطابق 400)کے قریب طبّی فوائد کی حامل عقاقیر احادیث میں مذکور ہیں ان کی افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔دنیا کی کوئی بھی طب و طریق علاج ہو یہ دوائیں کسی نہ کسی انداز میں ان کے ہاں استعمال کی جاتی ہیں یہ ایک الگ بحث ہے۔ہم طب نبوی کے اس پہلو کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں جس میں ہر موسم ہر ملک کے باشندے اور تمام طبقات اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

طب نبوی کی یہ خوبی ہے کہ اس میں صحت کے بنیادی قوانین بیان کئے گئے ہیں جنہیں اپنا کر کوئی بھی فرد و بشر اپنی صحت کو زیادہ عرصے تک برقرار رکھ سکتا ہے اور بیماری کی صورت میں ان قوانین کے سہارے جلد از جلد اپنی کھوئی صحت کو دوبارہ پاسکتا ہے مثلاََ صفائی ، نظافت ،خوردونوش کے قوانین نیند و بیداری کے طریقے نشست و برخاست کے انداز وغیرہ وہ قوانین ہیں جو ملک و قوم کے کے لئے بلکہ ہر انسان کے لئے فائدہ مند ہیں۔

بقراط

بقراط کی تحریر جو اس نے علم طب کے اعزاز میں لکھی حسب ذیل ہے"علم الطب شریف ترین ہنر ہے لیکن اگر اس کو اختیار کرنے والے کی طبیعت نکمّی ہو تو اس کی بدنامی کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ کوئی دعویٰ تو کرے طبیب ہونے کا اور اسے آجاتا خاک نہ ہو وہ طبیب کہلانے کا کسی طرح لائق نہ ہو ایسے آدمی کی وہی مثال ہے جیسے دل بہلاؤ قصوں ہیں فرضی آدمیوں کے نہایت اچھے حالات بیان کئے جاتے ہیں در حقیقت وہ اسم بے مسمّٰی ہوا کرتے ہیں اسی طرح نام کے طبیب کام سے کورے ہوتے ہیں"اور بدنام کنندہ نکونامے ,سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔
جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اس کو مستقل مزاج اور نکتہ رس ہونا ضروری ہے، حصول علم ہیں گھبرائے نہیں توجہ کے ساتھ علمی مسائل کو حافظہ میں نقش کرے تاکہ ان سے اچھے فوائد اٹھا سکے، شوق و محنت اگرچہ کارآمد چیزیں ہیں لیکن علم طب طبیعت کا بڑا عمل داخل ہے، طبیعت و ذہن ناکارہ ہو تو اس فن کی تحصیل عبث ہے طبیعت و تعلیم اور تربیت کو یوں سمجھو جیسے کھیت زمین اور بیج،کھیت کی خدمت،اور زمین جتنی عمدہ ہوگی اسی قدر بیج اچھا اگے گا،جس قدر روئیدگی کی خبرگیری کی جائے گی اسی انداز سے وہ نشو ونما پائے گی اگر تم میری ھدایت کے مطابق علم طب حاصل کرکے اس پر عمل کروگے تو کام کے طبیب ہوگے، نام کے نہیں۔ علم طب ایک قابل قدر ذخیرہ اور اعلی درجہ کا خزانہ ہے مگر اس شخص کے لئے جو اسکو توجہ اور دلی سرور کے ساتھ حاصل کرے اور ظاہر و باطن ہر حال ہیں اس کی واجبی خدمت ادا کرتا رہے لیکن جو آدمی علم طب سے بے بہرہ ہو۔بن حاصل کئے طب کا دعوے دار ہو وہ ہمیشہ رنج و الم میں مبتلاء اور جھگڑالو ہوگا،رنج و تردد کی وجہ سے اس کی علمی کمزوریا ور جھگڑنے کی عادت نا تجربہ کاری کی علامت ہے(بحوالہ ماہنامہ الحکیم نومبر 1958)

طب نبوی اور موجودہ دور کے طبّی مسائل۔

طب نبوی ﷺ موجود زمانہ میں صحت و قواعد کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔موجود زمانہ میں اخلاقی،روحانی اور معاشرتی اقدار اور انسانی کردار صرف لفظوں تک محدود رہ گئے ہیں، آلودگی میں

آئے دن اضافہ ہورہا ہے۔منشیات پھیل رہی ہیں۔ہماری خوراک کا ہر جزو آمیزش اور ملاوٹ کی زد میں ہے۔لاعلاج اور عسیر امراض روز مرہ کے مشاہد میں آنے لگے ہیں ،پیچیدہ و لاعلاج امراض قیمتی انسانی جانوں کا تعاقب کررہے ہیں۔خوردونوش رہن سہن معاملات و تعلقات اس نہج پر گامزن ہیں کہ معمولی سمجھ رکھنے والا بھی اس کی تائد نہیں کرسکتا کیونکہ یہ طرز زندگی خود ایک عفریت کی صورت میں مسلط ہوچکی ہے نفسیاتی امراض ہر دوسرے فرد کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔بے یقینی کی فضا قائم ہوچکی ہے مریض و معالج دونوں بے یقینی کا شکار ہیں۔دستیاب ادویات کو خوشنما لیبل کے ساتھ مہنگے داموں خرید کر حلق سے اتارتے ہیں اس مرض سے سے چھٹکارا ملے یا نہ ملے لیکن کئی ایک امراض تحفہ میں مل جاتے ہیں۔

طب نبوی جس قدر اہم ہے اسی قدر آسان بھی ہے۔ہر کسی کے دسترس میں ہے۔بے ضرر اور مختصر علاج ہے لیکن ہم نے جو طریقے علاج کے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ فولادی پنجے ہیں جو ان میں ایک بار پھنس گیا وہ ساری زندگی اس مکھی کی طرح سسک سسک کر دم توڑ جاتی ہے اس کی ہر جنبش اسے مزید کسنے کا سبب بنتی ہے۔

جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو تندرستی اور صحت کے لئے ہر طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں ، ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس چکر لگاتے ہیں مہنگے سے مہنگے چیک اپ کراتے ہیں قیمتی سے قیمتی ادویات خریدتے ہیں۔ممکنہ حد تک ہر تدبیر اختیار کرتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں اورعلاج کی طرف توجہ نہیں کرتے جب کہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ صحت و بیماری کے فیصلے من جانب اللہ ہوتے ہیں،زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح صحت و تندرستی اور علاج و معالجہ کے شعبے میں بھی ہمیں زریں اصول وتدبیر بتائی ہیں۔شومئی قسمت کہ ہم پوری طرح اس طرف توجہ نہیں کرتے۔

جسمانی امراض کا علاج چار طریقوں سے کیا جاتا ہے،دوا سے۔دعا سے۔کسی مخصوص عمل کرنے سے۔کسی عمل کے ترک کرنے سے۔طب نبوی میں یہ چاروں طریقے بتائے گئے ہیں علاج بالغذا علاج بالدوا کے ساتھ ایسے علاج کا بھی ثبوت ملتا ہے جو کسی عمل کے کرنے سے ہو حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پیٹ درد کے حالت میں حکم فرمایا کہ اٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفاء ہے۔

طب نبوی سہل الحصول طریق علاج ہے۔

طب نبوی میں امراض کے سہل احصول اور آسان ترین علاج موجود ہیں جنہیں اپنا کر انسان شفائی معاملات میں حیران رہ جاتا ہے۔ہر قسم کی خطرناک اور مزمن امراض کا علاج موجود ہے اس کے علاوہ عام بیماریوں کا علاج معمولی عادات کی تبدیلی سے ہی ممکن ہو جاتا ہے لیکن اس طرف توجہ دینے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے، اگر دیہات میں ہوں تو دور دراز کا گھٹن سفر کرکے علاج کے لئے شہر کارخ کرتے ہیں بہت ساری تکلیفیں اٹھانے کے باوجود مقصد میں کامیابی نہیں ملتی، اگر شہر میں بھی ہوں ہوتو پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو تا، شہر میں گلی گلی کلینک میں گھوم لیتے ہیں، کوئی معالج نہیں چھوڑتے جس کو مریض چیک نہ کرائیں خواہ کتنا ہی مہنگا کیوں نہ ہو لیکن ہمیں مریض کی جان عزیز ہوتی ہے اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ گھر زمین جائیداد جمع پونجی سب لگ جائے فکر کی بات نہیں لیکن مریض کی جان بخشی ہونی چاہئے اس کے باوجود اگر نتیجہ ڈھاک کے وہی تین پات ہوں تو ہماری حالت دیدنی ہوتی ہے کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اگر دلجمعی کے ساتھ طب نبوی ﷺ کی طرف رجوع کریں تو بہت سے فوائد سے جھولیاں بھر سکتے ہیں، صحت تو فطرت کے ساتھ ہم آہنگی کا نام ہے اور بیماری فطری قوانین سے انحراف کا نام ہے سیدھا راستہ اور بنیادی صحت کا راز تو فطری انداز میں زندگی کا نام ہے جو جس قدر اس راہ سے منحرف ہوگا اسے قدر پریشان و بیمار ہوگا جن باتوں کو ہم معالج کے کہنے پر کرتے ہیں اگر انہیں طب نبوی کے مطابق اپنا لیں تو بہت سے وسائل کے ضیاع اور صحت کے بگڑنے سے محفوظ بنا سکتے ہیں۔

طب نبوی کے درمیان صحت و عبادت کا تعلق۔

اسلامی طرز زندگی گزارنے والے لوگ صحت کے لحاظ سے بہت سے فوائد سے مالا مال ہوتے ہیں فرائض و اعمال کی ادائیگی علاج و قایہ یعنی حفظ ماتقدم میں معاون طریقے ہیں جیسے وضو ، نماز، روزہ، یہ جسم کے اندرونی و بیرونی امراض کے علاج ہی نہیں بلکہ حفاظتی اقدامات ہیں اور

صحت مندانہ ورزشیں ہیں۔اس کے علاوہ خوردونوش، نیند و بیداری، پانچ وقت نماز کے لئے مسجد جانا، بیمار کی عیادت کرنا محنت مزدوری کرنا، بیماری کی عیادت کرنا، زندگی گزارنے کے حلال ذرائع اختیار کرنا، سب ہی صحت کے لئے حفاظتی انتظامات ہیں، شفاخانوں ہیں جہاں اور بہت سی حفاظتی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں وہیں پر صفائی و نظافت کا خصوصی بندوبست کیا جاتا ہے، دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں صفائی و نظافت کو خشت اول کی حیثیت حاصل ہے، ابتدائی احکامات میں ۔وثیابک فطہر۔

احساس کمتری کے شکار لوگ۔

دیہاتی زندگی شہری زندگی کی نسبت زیادہ صحت مند ہوتی ہے لیکن کچھ لوگ ایسی عادات کو اپنا لیتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ احساس کمتری کی وجہ سے اختیار کی ہوتی ہے۔معاشرتی بگاڑ کا ایک سبب یہ سوچ بھی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ یا لوگ کیا سوچیں گے؟دستر خوان کو غیر ضروری چیزوں سے بھر دیا جاتا ہے بھوک یا کھانے کی اشتہار نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے لیکن انواع و اقسام کے خوان سامنے رکھے جاتے ہیں تاکہ امارت اور معاشرتی سٹیٹس اور مصنوعی خول کو برقرار رکھا جاسکے۔ نفسیاتی آسودگی انہیں مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے پیسہ کو خرچ کرنے سے ہوتی ہے جب کہ انکی جسمانی ضرورت اس سے مختلف ہوتی ہے، صحت و تندرستی دستر خوان پر زیادہ کھانا جمع کرنے یا زیادہ مہنگے ریسٹوران ہیں جانے کی محتاج نہیں ہوتی۔اگر جسمانی نظام میں اعتدال ہے نظام ہضم و نظام اخراج میں توافق ہے تو کچھ بھی کھاؤ اسے معدہ و جسم قبول کرے گا، اس سے کھانے سے آسودگی ملے گی صحت و توانائی کی بہاریں دیکھنے کو ملیں گی، اگر ایسا نہیں تو کچھ بھی کھالو کتنے ہی پکوان دستر خوان کی زینت بنالو طبیعت کی اکتاہٹ سے جان نہیں چھوٹے گی۔

قران کریم کا اصول صحت واضح ہے کہ پاکیزہ رزق سے کھاؤ پیؤ اسراف نہ کرو(القران) احادیث میں اس کی وضاحت کچھ اس طرح کی گئ ہے۔انسان کے لئے اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو جھکنے سے باز رکھیں ۔ مانا کہ آج کا چلن اس سے مختلف ہے اتنے کھانے سے گزارا نہیں ہوتا تو دوسری جگہ اس کا بھی حل موجود ہے۔ارشاد مبارک ہے، پیٹ کے تین حصے کرو ایک کھانے کے

لئے ،دوسرا پانی کے لئے تیسرا سانس کے لئے۔طب کے ماہرین کہتے ہیں کہ کھانے کو ہضم ہونے کے لئے معدہ میں گنجائش کی ضرورت ہوتی ہے جب کھانا معدہ میں جاکر ہضم کے مراحل سے گزرتا ہے تو وہ پکتا ہے جس طرح ہنڈیا پکتی ہے کسی بھی برتن کو کھانا بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو کھانا بناتے وقت اسے مکمل نہیں بھرا جاتا اس میں گنجائش رکھی جاتی ہے تاکہ پکتے وقت چمچ سے ہلایا جاسکے۔اگر گنجائش نہ چھوڑیں گے تو کھانا کبھی نہیں پکے گا پکتے وقت برتن چھلک جائے گا اگر چھلنے کی گنجائش نہیں ہوگی تو جل جائے گا یا خراب ہوجائے گا،یہی انداز معدہ کا کہ اس میں اتنا ڈالو جسے یہ قابو کرسکے اگر حلقوم تک ٹھونس لیا جائے تو کھانا ہضم ہونے کے بجائے وبال جان بن جائے گا، ہمارے دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے اللہ کی نعمت ہیں لیکن ان کا استعمال کرنا بھی ایک ہنر کا طالب ہے۔ایک یا دو کھانے انسان کے لئے کافی ہوتے ہیں۔عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ جہاں دستر خوان وسیع ہوتا ہے اسی دستر خوان پر ہاضمے کی ڈبیاں مختلف چورن اور ہاضمولے موجود ہوتے ہیں۔

اناپ شناپ کھایا اوپر سے ہاضمولہ یا چورن پھانک لیا معدہ سے غذا نیچے اتر گئی ایک دو ڈکار آئے سمجھا کہ کھانا ہضم ہوگیا ابھی بھوک اور کھانے کی طلب ہوئی بھی نہیں ،دوسرے وقت کا کھانا آگیا وہاں بھی یہی طریقہ اختیار کیا یہ آنکھ مچولی کچھ دن تک کام دیتی ہے اس کے بعد دیگر امراض سر اٹھانا شروع کردیتے ہیں۔جب یہ ہاضمولے اور پھکیاں بے کار ثابت ہوتی ہیں تو حکماء و معالجین کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، وہ بھی اسی انداز میں علاج شروع کردیتے ہیں ان کا کہنا ہوتا ہے کہ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے لیکن بھوک نہیں لگتی۔کھایا پیا نہیں لگتا صحت دن بدن گرتی جارہی ہے۔کام کرنے کو جی نہیں چاہتا نیند نہیں آتی ،مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہوچکا ہے،اگر معالج قابل وحاذق ہوتا تو فوراَ اسکے کھانے پینے کے بارہ میں تسلی بخش رپورٹ لے گا اسے کھانے پینے سے پیدا ہونے والے بداعتدالی کے نقصانات سے آگاہ کرے گا۔اسے سخت قسم کے پرہیز دے گا۔

یہ سلسلہ احساس کمتری اور دولت کی نمائش سے شروع ہوکر مزمن امراض تک چلتا ہے کوئی مانے یا نہ مانے احساس کمتری بیماریوں کی افزائش میں بنیادی کردار کی حال ہے میں کسی جگہ حکیم محمد

سعید مرحوم کا یہ قول پڑھا تھا۔کہ امراض زیادہ کھانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ۔ایک دن وہ مطب میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے کسی نہ کسی مریض کے بارہ میں سوال کیا کہ انہیں کونسی بیماری تھی ؟جواب دیا یہ مریض اس سے پہلے جانے والے مریض اور جو بعد میں آئیں گے سب کے سب زیادہ کھانے کی بیماری میں مبتلاء ہیں۔

جتنی محنت اتنا پھل

قران کریم کا فیصلہ ہے انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی کوشش کرے گا(النجم) کوشش جس میدان میں بھی کی جائے اس کیاثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں انسانی ترجیحات کی بنیاد پر شوق و مزاج کی مناسبت سے کاوشیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ان سعیکم لشتی۔ہر محنت کرنے والا اپنی محنت کا معاوضہ کے بارہ میں خاص تصور کرتا ہے کام چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا بلکہ ارادی و سعی اسے بڑا یا چھوٹا بناتے ہیں۔اگر زیادہ محنت کرے گا تو زیادہ معاوضہ ملے کم کرے گا تو کم معاوضہ ملے گا۔اسلامی قوانین کے مطابق نیت کو اولین ترجیح حاصل ہوتی ہے۔اگر نیت درست ہوگی تو اعمال کے ثمرات بھی مثبت انداز میں ظہور ہزیر ہونگے اور اس کاوش پر انسان مطمئن ہوتا ہے،بخلاف نیت کے فتور والے کی سعی اگر اچھے نتائج پیدا کرنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو بھی اسے قلبی اطمنان نصیب نہیں ہوتا کیونکہ اطمنانی کیفیت تو اخلاص کا نتیجہ ہوتی ہے۔طب نبوی ایک عبادت ہے۔ایک ہنر ہے ۔ایک پیشہ ہے ایک معاشرتی ضرورت ہے ہم اس بات کے مکلّف نہیں کہ کسی کو شفاء ملتی ہے یا نہیں ہم تو اس کے مکلّف ہیں کہ ہم نے اپنا فریضہ کس خوبصورتی سے ادا کیا۔شفاء و مرض کے فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں انسان کو صرف اپنے افعال و کردار کا ذمہ دار ہے۔ قانون قدرت ہے جس میدان میں بھی محنت کروگے کامیابی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھے گی سست و کاہل ہمارا موضوع سخن نہیں ہے۔عروس کامیابی سے وہی ہمکنار ہوگا جو محنت کے گھوڑے پر سواری کرے گا،جو دروازے پے دستک دے گا اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا،یہ کائنات کا بہت بڑا راز ہے کوشش کرنے سے احساس شادمانی ہوتا ہے،کاہلی تمام خوشیوں کا خاتمہ کا سبب بنتی ہے۔ روئے بدرا بہانہ بسیار۔

طب اور الہام۔

انسان قدرت کا وہ شاہکار ہے جس کے مقابل کسی مخلوق کو نہیں رکھا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نیابت کے لئے چنا ہے اس کے امر کی تکمیل اسی نے کرنی ہے اس جہاں کو اس کی مرضی کے مطابق اسی نے چلانا ہے۔یہ جس کام پر لگا جائے جو مقصد بھی ذہن میں متعین کرلے اسے اس کی تکمیل کا سامان ملنا شروع ہوجاتا ہے اس کا ارادہ جس قدر گہرا اور عمیق ہوتا ہے اس کے ارادے کی تکمیل اتنی ہی جلدی ہوتی ہے۔اس کی خفیہ طاقتیں کام کرنا شروع کردیتی ہیں اسے اپنی ضروریات کی تکمیل کی بہت سی راہیں دکھائی دینے لگتی ہیں کسی ایک انسان کی سوچ سے دوسرا اس قدر مانوس نہیں ہوتا جس قدر وہ جانتا ہے۔جس کام پر محنت زیادہ ہوتی ہے اس کی اہمیت بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے جس فن و ہنر میں انسان دلچسپی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس فن و ہنر کی الجھنیں اس کے لئے آسان فرمادیتا ہے،اس پر نئی باتیں الہام ہونا شروع ہوجاتی ہیں کیونکہ الہام تجربات کی بنیاد پر ہوتے ہیں،طب نبوی ایک مسنون طریق علاج ہے اگر اسے اپنا لیا جائے تو یقینی بات ہے کہ اس کے حاملین پر مشکل وقت میں اسی طرح الہامات ہونگے جس طرح دیگر امور دینیہ میں اس کے ماہرین کے اوپر ہوتے ہیں یہ کوئی اچنچ نہیں بلکہ تجرباتی عمل ہے کسی بھی بات کو صرف اس لئے رد کردینا کہ اس طریق اور عمل کا ثبوت پہلے کہیں نہیں ملتا یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جس عمل کے تم متلاشی ہو وہ تمہارے ناقص مطالعہ کا نتیجہ ہو تمہارے سستی و کاہلی ثبوت کی فراہمی میں رکاوٹ ہو جس راستہ کو تم اپنے محدود مطالعہ کی وجہ سے برداشت نہیں کرپارہے وہ دنیا میں موجود ہی نہیں بلکہ اپنے شفائی اثرات سے ایک عالم کو تسخیر کرچکا ہو۔

ابن القیم لکھتے ہیں: وَلِلْأَطِبَّاءِ فِرَاسَةٌ مَعْرُوفَةٌ مِنْ حِذْقِهِمْ فِي صِنَاعَتِهِمْ. وَمَنْ أَحَبَّ الْوُقُوفَ عَلَيْهَا فَلْيُطَالِعْ تَارِيخَهُمْ وَأَخْبَارَهُمْ. وَقَرِيبٌ مِنْ نِصْفِ الطِّبِّ فِرَاسَةٌ صَادِقَةٌ، يَقْتَرِنُ بِهَا تَجْرِبَةٌ. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ. مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين (456/2)

طب نبوی پر کام کرنے والے صدیوں تک یاد رکھے جاتے ہیں۔

طب نبوی پر کتب احادیث میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جسے محدثین نے اپنی اپنی کتب میں مختلف عنوانوں کے تحت نقل کیا ہے لیکن کچھ نے خاص طب نبوی کے نام سے ان احادیث کو منتخب کرکے یکجا کیا ہے ابن القیم الجوزیہ نے زاد المعاد کی ایک جلد اس کے لئے مختص فرمائی اس کتاب میں طبّی حوالے سے مواد یکجا کیا اور اس پر فاضلانہ بحث تمحیص سے کام لیا اس وقت تک معلومات کی حد تک طب نبوی پر ہونے والے اشکالات کو رفع کرنے کی کوشش کی اس میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے لیکن اس کاوش کو صدیاں بیت چکی ہیں ان سوچوں کے دھارے تبدیل ہوچکے ہیں ،آج کے انسان کا ذہن مختلف سوچنے لگا ہے، چاہئے کہ ابن القیم کی روش کو جاری رکھا جائے اسی نہج پر سینہ تان کر اعتراضات کا جواب دیا جائے۔جدید تحقیقات کی روشنی میں طب نبوی کی افادیت کو اجاگر کیا جائے۔دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے کی عادت کو یکسر مسترد کردیا جائے کیونکہ قوانین فطرت بدلے ہیں نہ انسانی ساخت بدلی ہے اور نہ ہی انسانی بیماریاں ختم ہوئی ہیں نئ بات کونسی ہے جس سے گھبرانے کی ضرورت ہو۔

جہاں طب کام نہیں کرتی

طب نبوی ﷺ کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس طریق علاج میں ان امور کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے جنہیں دیگر طرق علاج میں یا تو اہمیت ہی دی گئ یا پھر یہ اس بارہ میں جانتے ہی نہیں مثلاً زندگی میں بہت سے لمحات ایسے بھی آتے ہیں جہاں انسان بے بس دکھائی دیتا ہے نیند و بیداری میں ، صحت و بیماری میں طب نبوی ان امور میں ہماری راہنمائی کرتی ہے،ایک آدمی میں نیند میں ڈرتا ہے یا اندھیرے میں گھبراہٹ کا شکار ہوجاتا ہے۔دوست و دشمن سے معاملات کرتا ہے یا پھر حالات اس قدر گھمبیر ہوجاتے ہیں کہ اس کی سب امیدیں دم توڑ جاتی ہیں ، یا پھر ایسے حالات بن جاتے ہیں کہ زندگی بے معنی لگنے لگتی ہے اس قسم کے مسائل کا دیگر طرق علاجوں میں کوئی حل موجود نہیں ہے لیکن طب نبوی اور اسوہ رسول اللہ ﷺ میں اس کے ایک سے زیادہ حل اور بہت سے علاج موجود ہیں۔

کیا ہمارے ایمان کی تصدیق اغیار کریں گے؟

احساس کمتری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے قران کریم جو منزل من اللہ ہے اور ذخیرہ احادیث جس کی حقانیت بھی لا شک و لاریب ہے، ہمارے پاس اصلی حالت میں موجود ہیں اس کے باوجود اگر کوئی غیر مسلم کسی آیت یا حدیث میں مذکورہ کسی بات کی افادیت بیان کردے یا کوئی طبّی نکتہ بیان کردے تو ہم پھولے نہیں سمجھاتے دیکھو جی فلاں غیر مسلم نے یا فلاں سائنسدان نے قران و حدیث کی حقانیت پے مہر ثبت کردی ہے۔

اتنی گراوٹ بھی کس کام کی یہ تو کم عقلی ہے کہ جس خزانہ کااللہ نے تجھے وارث و مالک بنایا ہے کیا تجھے دوسرے لوگ بتائیں گے کہ یہ قیمتی خزانہ ہے؟ یا جس علمی ورثہ کے مالک ہونے کے تم دعوے دار ہو اس میں یہ حکمتیں اور یہ طبّی فوائد چھپے ہوئے ہیں ،مدارس عربیہ کے طلباء اور فضلائے مدارس کو اس بارہ میں ضرور غور و فکر کرنا چاہئے کہ ہم کب تک اپنے ایمانوں کی تصدیق دوسروں سے کراتے رہیں گے؟

یہ انداز فکر اور احساس کمتری کا عفریت صرف کہنے سننے کی حد تک ہی موجود نہیں اس عفریت کے فولادی پنجے ہمارے لٹریچر اور ادبی و فنی کتب میں پر پیوست ہیں نہ جانے یہ چگالی والا ادب اور ورثہ آنے والی نسلوں کے لئے کیوں ورثہ میں چھوڑ رہے ہیں؟ ہمارے خودداری اور جفاکشی کی داستانیں کیوں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں ہمارے خون کی گرمی کیوں سرد پڑ گئی ہے؟

والنجم تستصغر الابصار

روية والذنب للطرف لا للنجم فی الصغر

یعنی آنکھوں کو جو ستارے چھوٹے نظر آتے ہیں۔تو اس چھوٹے نظر آنے میں قصور آنکھوں کا ہے نہ کہ ستاروں کا۔

ڈاکٹر Turner لکھتے ہیں ’’اسلامی طب کو اس کی حیثیت کے مطابق اہمیت نہیں دی گئی، اس کے عظیم فوائد تک ابھی نہیں پہنچا گیا آج بھی یہی صورت حال پائی جاتی ہے (حقیقت الاحادیث الوارد فی الطب 33)

طب نبوی عین فطرت انسانی کے مطابق ہے

نبی ﷺ کی سنت یہ تھی کہ آپ خود اپنا علاج فرماتے اور دوسروں کو علاج کی ہدایت فرماتے چنانچہ متعلقین خاندان اور اصحاب کو رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی لیکن آپ یا آپ کے اصحاب نے اس سلسلہ میں باقاعدہ کسی قرابدین سے مرکب دواؤں کا استعمال نہیں کیا بلکہ آپ اور آپ کے ہمدم و ہم نشین عموماََ مفردات ہی سے علاج کرتے تھے،اس مفرد کے ساتھ کسی ایسی دوا کا استعمال کر لیتے جس سے اس کی قوت اور افادیت میں اضافہ ہو جاتا اور دنیا کی اکثر قومیں باوجود اختلاف نسل و وطن کے عموما مفردات ہی سے علاج کرتی ہیں، خواہ عرب ہوں یا ترک، دیہات اور دور دراز علاقوں کے لوگ کلیتًا مفردات ہی سے علاج کرتے تھے۔البتہ روم و یونان کے باشندوں کا میلان خاص مرکبات کی طرف تھا ہندستان کے وید و اطباء کی بڑی جماعت صرف مفردات سے ہی علاج کرتی تھی (طب نبوی ابن القیم) صحابہ کرام کے پاس جب کوئی حدیث ٹھیک انداز سے پہنچ جاتی تھی تو وہ لوگ عمل کیا کرتے تھے یہ حدیث بھی موضوع یا عنوان کے تحت ہو وہ عمل کر گزرتے تھے ۔ابن رجب (المتوفی 795ھ) لکھتے ہیں"اذا صحت السنة بشئی وعمل بھا الصحابة فلا معدل عنھا" فتح الباری ابن رجب (7/420)اس کی مثال وہ واقعہ ہے جب ایک عورت بخار میں جلتی ہوئی نڈھال حالت میں ان کے پاس آئی اسماء نے ٹھنڈا پانی منگوایا اور انہیں نہلا دیا فرمانی لگیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے پانی سے ٹھنڈا کرد کیونکہ (بخار) جہنم کی لپیٹ سے ہے (المصنف ابن ابی شیبة 5/57)

طبّی لحاظ سے احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اسلاف امت کی کوششوں سے یہ نایاب تحفہ ہم تک پہنچا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ) فرماتے ہیں"الاحادیث الماثورة فی علمہ ﷺ بالطب لاتحصی وقد جمع منھا دوانین (مرقاة المفاتیح 4/493) احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ علم الطب کے بارہ میں نبی ﷺ سے ہم تک پہنچا ہے ہم نے اسے بڑی بڑی کتب میں جمع کر دیا ہے۔طب نبوی کو جو مقام ملنا چاہیے تھا اسے نظر انداز کر دیا گیا آج اہل حل و عقد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ دکھوں سے بھری انسانی دنیا کی رہنمائی کرتے ہوئے ایک فطری اور گھریلو علاج کو رواج دیا

جائے اس طریقہ سے جہاں بہت سے لوگ دکھوں سے چھٹکارا حاصل کریں گے وہیں پر ایک سنت کو زندہ کرنے کا اجر ملے گا۔

اس طرف بھی دھیان دیجئے۔

طب نبوی ﷺ کی جامع صورت یہ ہے کہ اس میں انسانی جسم کی تمام ضروریات کی تکفیل کا سامان موجود ہے طب کا موضوع اور غرض و غائت انسانی جسم ہے سب سے پہلے انسانی جسم کی ضروریات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ اس کی بنیادی ضروریات کیا ہیں؟انسانی زندگی اور اس کے وجود کے بقاء کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے یا صدیوں پہلے تو اس کی ضروریات کچھ اور تھیں لیکن جدید دور میں اس کے وجود کی ضروریات بدل چکی ہیں۔جو غذائی اور دوائیں طب نبوی میں موجود ہیں وہ آج بھی انسانوں کے استعمال میں ہیں آج بھی ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ،اگر کوئی کارنامہ گنا جاسکتا ہے تو صرف اس قدر کی ان غذاؤں اور دواؤں کے کیمیائی تجزیے کے بعد اتنا معلوم ہوا ہے کہ انسانی جسم کو ان کی کس قدر ضرورت ہے کس مزاج و طبیعت کے لئے کونسی غذا یا دوا مفید ہوگی۔

باوا آدم سے لیکر آج تک انسانی جسم میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا جو ساخت صدیوں پہلے دنیا میں رہنے والے انسانوں کی تھی وہی ساخت اور جسمانی ہیئت آج بھی ہے جو خوراک اور انسانی بنیادی ضروریات صدیوں پہلے تھیں آج بھی وہی ہیں۔اگر انسان کی جسمانی ساخت اور ڈھانچہ نہیں بدلا اس کا کھانا پینا بھی صدیوں پرانی روش کے مطابق ہے تو پھر یہ شکایت کیوں کی جاتی ہے کہ صدیوں پرانے نظام غذا و نظام طب ضرورت پورا کرنے سے قاصر ہے؟جب دور نبوی کے لوگ ان اشیاء کے فوائد و ثمرات سے بہرہ مند ہوا کرتے تھے تو آج بھی ان کی ضروریات کی کفالت کی جاسکتی ہے۔لیکن اس بارہ میں سوچنے اور اس طریقہ سے استفادہ کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی طرف التفات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔انسانی صحت کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے طب نبوی کے نظام علاج میں وہ چیزیں اعلی درجہ میں پائی جاتی ہیں۔قدرتی انداز میں پائی جانے

والی غذائی ضروریات کے بعد ہمارے لئے بنیادی طورپر ایسی چیز باقی نہیں رہ جاتی جس کے بارہ میں کہا جاسکے کہ یہ چیز پہلے موجود نہ تھی آج کی تحقیق نے اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔۔

نت نئی تحقیقات اور علماء کا کردار۔

انسانی زندگی میں ہر طلوع ہونے والا دن اپنے ساتھ نت نئی تحقیقات لیکر طلوع ہوتا ہے ہر روز نئی تحقیقات سامنے آتی ہیں نئے نظریات جنم لیتے ہیں پرانے گوشہ گمنامی میں مسطور ہوجاتے ہیں پہلے زمانے میں جو چیزیں اور تحقیقات مخصوص افراد یا اداروں کے پاس ہوا کرتی تھیں، آج کے دور میں میڈیا کے توسط سے ہر خاص و عام اس سے واقف ہوسکتا ہے آج سے تین دیہائیاں پہلے جب لوگ بات کرتے تھے کہ طب نبوی کے بارہ میں مصر عرب اردن یورپ وامریکہ میں فلاں تحقیق ہوئی ہے اور فلاں لائبریری میں کتاب موجود ہے، اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ جو وسائل سے تہی دامن ہے ان کتب تک رسائی ممکن نہیں اگر ذوق مطالعہ مجبور کرے تو اس لائبریری تک پہنچے کتاب ملتی ہے یا نہیں ملتی یہ الگ کہانی ہے اگر کوئی ممبر لے گیا تو اس کا انتظار کرو۔ تحقیقات کے نام پر لوگ اپنی زندگیاں وقف کردیا کرتے تھے،جب کوئی جان جوکھم میں ڈال کر اس مرحلہ سے گزر جایا کرتا تھا تو محقق کہلاتا تھاآج کا دود میڈیا کا دور ہے، چند روپے کا موبائل لو جو چاہے ریسرچ کرو۔ جس موضوع پر چاہے مواد حاصل کرلو۔ تحقیق وتدقیق میں مصروف حضرات کے لئے آج بھی میدان خالی ہے لیکن حوالہ کے بغیر، سنی سنائی باتیں کرنا علمائے اور اساتذہ کے لئے زیب نہیں دیتاآج بہت ساری باری ایسی ثابت ہوچکی ہیں جن سے رجوع کرلیا گیا ہے یا وہ تحقیقات و تجربات کی بدولت غلط ثابت ہوچکی ہیں پرانی کتب میں آج بھی درج ہیں اس میں شک نہیں کہ جس وقت یہ کتابیں لکھی گئی تھیں یہ باتیں تحقیقات جدیدہ کہلاتی تھیں لیکن تجربات نے اس کے برعکس نتائج ظاہر کئے۔

طب نبوی کے حوالے سے اس قدر تو اطمنان ہے کہ اس میدان میں جو بھی تحقیق ہوگی وہ نتائج کے اعتبار سے اس کی تائید کریگی ایسا نہیں ہوگا کہ معاذ اللہ قران و حدیث میں مذکورہ کوئی غذاو خوراک کے ایسے نتائج سامنے آئے کہ انہیں مضر صحت قرار دیا جاسکے یا کوئی اس طرح کی تحقیق

سامنے آسکے کہ جناب طب نبوی میں فلاں چیز کی کوافادیت بیان کی گئی تھی وہ تجربات کی روشنی میں غلط ثابت ہوچکی ہے،ایساہر گز نہیں ہوسکتا۔ایک عامل دین اگر غیر محقق بات اپنے درس و تدریس کے دوران کہے یا خطاب کے دوران ایسا بیان کرے تو اس کی سبکی ہے،مدارس کے طلباء اور اساتذہ کو اپنے موضوع و مضمون کے حوالے سے تحقیقات جدیدہ سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی مشکل میں یا شبہ کرنے والے کے سوال کے جواب میں عملی طریقہ سے اس کی تشفی کی جاسکے۔غیر تحقیقی بات علماء اور علمی شخصیات کے منہ سے اچھی لگتی ہے نہ غیر علمی بات کاانتساب علماء کی طرف اچھالگتا ہے۔

اگر طب نبوی پر تحقیق ہوتی ہے؟

اگر طب نبوی پر تحقیق ہوتی ہے اور تجربات کئے جاتے ہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے جو لوگ یہ کام کریں گے وہ انسانیت کے محسن ہونگے کیونکہ ان کی تحقیقات کے نتیجہ میں ایسے پہلو سامنے آئیں گے جن سے آج تک پہلے لوگ پردہ نہیں اٹھاسکے اور انہیں اس بارہ میں ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔اس وقت نفسا نفسی کے دور میں جب کہ جدت کے نام پر خطیر رقم اینٹھنے والے ادارے اس بات سے عاجز آچکے ہیں کہ وہ نئے ابھرنے والے امراض کا شافی علاج تجویز کرسکیں۔یا معلومات عامہ کی بنیاد پر جنم لینے والے شبہات کا جواب دے سکیں،اس لئے بسا اوقات یہ لوگ تحقیق کے نام پر جہالت کا کھیل کھیلتے ہیں اور میڈیا کے بل بوتے پر اسے تحقیق کا نام دیتے ہیں ان کی تحقیقات کچھ اس طرح کی ہوتی ہیں۔

☆جدجد سائنس نے طب نبوی کے فلاں نسخے کی تصدیق کردی اس بارہ یں جو تحقیقات ہوئی ہیں ان سے فلاں مرض کاعلاج دریافت کرلیا ہے۔اس تحقیق کے نتیجہ میں طب نبوی پر مشتمل ایک فارمولاترتیب دیا گیاہے اس لئے ہماری فلاں دوامیں یہ سب گُن موجود ہیں لہٰذافلاں مرض کا شافی علاج ہے اس نام سے پیٹنٹ ہونے والی دواخرید لو۔

☆طب نبوی میں بیان ہونے والے فلاں جز کی افادیت سامنے آئی ہے ماہرین نے جب اس بارہ میں غور و فکر کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جس مرض علاج سے میڈیکل،اور طب عاجز تھے وہ

تلاش کرلیا گیا ہے،طب نبوی کی جدید تحقیقات پر مشتمل فوائد کی حامل فلاں دوا مارکیٹ میں موجود ہے مریض اس دوا کو ضرور استعمال کریں۔

☆انگریزوں نے مسواک،کے وہ گن ڈھونڈ لئے ہیں جن سے آج تک لوگ ناواقف تھے پیلو کی مسواک میں فلاں فلاں فوائد چھپے ہوئے تھے اب تویورپ میں بھی مسواک کو قبولیت تامہ حاصل ہونا شروع ہوگئی ہے مسلمان اس سے غافل تھے اس لئے مسواک میں موجود فوائد کو فلاں توتھ پیسٹ میں سمو دیا گیا دانتوں کے امراض کا شکار فلاں پیسٹ خریدیں۔

☆وضو کے بارہ میں جدید سائنس نے ایسے انکشافات کئے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دھنگ رہ جاتی ہے وضو کرنے سے فلاں فلاں بیماریاں دور ہوتی ہیں،اس پر کئی ہزار صفحات لکھے جاچکے ہیں اگر کوئی نماز نہیں بھی پڑھتا تو پھر بھی صحت کی خاطر مسواک ضرور کیا کرے۔

☆دل کے امراض میں شہد و کلونجی پیاز لہسن کا پانی اور سرکہ کو اکسیر قرار دیا گیا ہے اس کی تصدیق بھی ہوچکی ہے دس پانچ افراد پر اس کے تجربات نے مریضوں کے لئے خوشی لہر دوڑا دی ہے،ہمارے ادارے نے اس تمام اشیاء کو مناسب انداز میں جدید سائنس کے مطابق ترتیب دے کر پیکنگ کی ہے،اب دل کے مریضوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں مرنے سے پہلے ایک بار ہماری سکہ بند پروڈیکٹ ضرور خریدلیں۔

یہ سب جعل سازیاں اس لئے کی جاری ہیں کہ علماء اور اساتذہ کرام نے اس میدان کو خالی چھوڑ دیا ہے اگر یہ لوگ اس بارہ میں دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تو آج طب نبوی کے نام پر لوٹنے کا سلسلہ طول نہ پکڑتا۔یہ لوگ طب نبوی پر تحقیق نہیں کرتے بلکہ اپنی پروڈیکٹ کو فروخت کرنے کے لئے جتن کرتے ہیں۔ایمانی جذبات کوابھار کر ان کی جیبیں صاف کرتے ہیں،اس جعل سازی کو مضبوط کرنے کا سبب مدارس کے طلباء اور علماء ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی زندگیاں قال اللہ،قال الرسول کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں کتب احادیث میں بیان ہونے والے اجزاء کی چھان بین کرنا ان کے حقیقی فوائد کو منظر عام پر لانا ان کی تحقیقی ذمہ داری تھی،لیکن ایسا نہیں ہوسکا اس لئے طب نبوی

کے نام پر لوگوں کولوٹنے کا سلسلہ دراز ہوا۔علماء و طلباء مدارس عربیہ کی ذمہ داری ہے کہ دینی لحاظ سے تمام شعبہ جات کے محافظ ہیں لیکن اس میدان میں ان کی توجہ نہیں ہے۔

جدیدیت کے مارے لوگوں سے درخواست۔

ہر طلوع ہونے والا دن اپنے ساتھ نئی تحقیقات لے آتا ہے۔ہم عجیب دور سے گزر رہے ہیں یہاں حافظے بہت کمزور ہوچکے ہیں اور تاجر بہت تیز ہوتے جارہے ہیں تجار نے پیسے کے بل بوتے پر ایسے لوگ ملازم رکھے ہوئے ہیں جو انسان کے کمزور پہلو کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں ان کے ذہن اس بارہ میں بہت کام کرتے ہیں کہ لوگوں کو کس طرح اپنے تجارتی جال میں پھنسایا جائے لوگ ہیں کہ بے سوچ سمجھے ان کے دام فریب میں پھنستے جاتے ہیں یہ لوگ اس قدر چالاک و شاطر ہوتے ہیں یہ آنے والے کل کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اس کے مطابق سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

سب سے پہلے عوام کا سروے کیا جاتا ہے کہ انہیں کس چیز کی ضرورت ہے اس کے بعد ان کی نفسیاتی تسکین کے سامنا تیار کئے جاتے ہیں پھر روزہ مرہ کی باتوں کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ اگر فلاں کام کو اس انداز میں کیا جائے تو بہتر رہے گا۔بالخصوص انسانی جسم میں پیدا ہونے والی معمولی علامات کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ یہ کسی بھی وقت خوفناک صورت اختیار کرسکتی ہیں۔

اس تمام پروپیگنڈہ سے قطع نظر ایک سادہ سی درخواست ہے کہ ایسی باتوں یا ایسی بیماریوں کی فہرست تیار کی جائے جو نئی ہوں اس سے پہلے لوگ ان سے ناآشنا رہے ہوں، میں نت نئے ناموں کی نہیں بلکہ نئی بیماریوں کی بات کررہا ہوں مثلاََ امراض جگر،امراض دل،آنتوں کی بیماریاں وغیرہ انسانی وجود تو وہی ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔آفریشن سے لیکر تاہنوز اس کا کھانا پینا فضلات کا اخراج تولد و تناسل اسی انداز میں جاری ہے جس انداز میں پہلے دن تھا،اگر ان امراض کی فہرست مرتب کردی جائے جن کا علاج طب نبوی یا دیسی طریق علاج میں موجود نہیں یا ان لوگوں نے ان امراض کے علاج سے معذوری ظاہر کردی ہو وغیرہ اگر ایسا نہیں ہے یقینا ایسا نہیں ہے تو پھر ہم

اپنے وسائل کو جس خوف سے چھٹکارے کے لئے ہر آن و ہر لحہ بے دریغ خرچ رہے ہیں اس بارہ میں اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کی جانی چاہئے۔

طب اور خواتین

پہلی صدی میں مرد وخواتین دونوں دوا وعلاج سے واقف تھے اور بیمار ہونے والوں کاعلاج تجویز کرتے تھے لیکن حدیث وتاریخ اور عہد اول کے حالات کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فن کو مردوں کی بنسبت عورتوں نے زیادہ اپنایا تھا' اس فن میں وہ مردوں سے کہیں فائق نظر آتی ہیں حتی کہ جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی انکی دیکھ ریکھ کاکام خواتین ہی انجام دیتی تھیں۔

لیلیٰ الغفاریہ بیان کرتی ہیں

: کنت اغزو مع النبی ﷺ فاداوی الجرحی واقوم علی المرضی"میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تو زخمیوں کاعلاج کرتی اور مریضوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ (الاصابۃ۔ ۴۔ صفحہ ۱۸۳)اس طرح کی خدمت کاتذکرہ ام ایمن کے بارے میں بھی ملتاہے' اصابۃ میں ہے: حضرت ام ایمن احداوکانت تسقی الماء وتداوی الجرحیٰ وشھدت خیبر"

ام ایمن جنگ احد میں شریک ہوئیں' پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں تھیں نیز انہوں نے جنگ خیبر میں بھی شرکت کی تھی' (الاصابۃ ۷۔ ۴۔ صحابیات نمبر ۱۱۳۹)

اسی طرح ایک اور خاتون ام سلیم بنت ملحان طب سے واقف تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں' ابن سعد نے ان کاتذکرہ کیا ہے: شھدت یوم حنین ...... وشھدت قبل ذلک یوم احد تسقی العطشی وتداوی الجرحی" ام سلیم جنگ حنین میں شریک ہوئیں اس سے قبل انہوں نے احد میں شرکت کی تھی وہ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کاعلاج کرتی تھیں۔ (طبقات۔ ۸، ۴۲۵)

حمنہ بنت جحش بھی اسی طرح طبّی خدمت انجام دیتی تھیں' ابوعمر بیان کرتے ہیں:

"وشھدت احدا فکانت تسقی العطشی و تحمل الجرحی وتداویھم"

احد میں شریک ہوئیں' وہ پیاسوں کو سیراب کرتیں' زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لاتیں اور ان کاعلاج کرتیں۔ (الاصابۃ' ۴ص' ۵۴)

ابن سعد نے ام عمارہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے فرزند کا بیان ہے:

"معها عصائب فی حقوبها قد اعدتها للجراح فربطت جرحی"

ان کے پاس پٹیاں تھیں' جو زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے انہوں نے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ انہوں نے میرے زخم پر بھی ایک پٹی باندھ دی۔ (طبقات ابن سعد' ۸/ ۳۰۱)

اسی طرح ایک اور خاتون (ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا' بخاری میں ان کا نام مذکور نہیں ہے اور بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: لم أقف علی تسمیتها' میں ان کا نام نہ جان سکا) ہیں جنہوں نے چھ غزوات میں شرکت کی تھی' ان کا کام بھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور نرسنگ ہوا کرتا تھا' بخاری میں روایت موجود ہے:

کنانداوی الکلمی ونقوم علی المرضی۔ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کی دیکھ ریکھ اوران کاعلاج کرتی تھیں۔(بخاری' کتاب الحیض' باب شهود الحائض العیدین)

ربیع بنت معوذ بھی کچھ اسی طرح کی خدمت انجام دیتی تھیں' وہ خود بیان کرتی ہیں:

کنا نغزو مع النبی ﷺ فنسقی القوم ونخدمهم ونرد القتلی والجرحی الی المدینة"۔ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں' ان کی خدمت کرتیں' شہید ہونے والوں اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کرتیں۔ (بخاری' کتاب الجهاد' باب رد النساء الجرحی والقتلی)

جنگ خیبر کے موقع پر رسولِ خدا ﷺ کے روانہ ہونے سے قبل قبیلہ غفار کی چند خواتین حاضر ہوئیں اور عرض کیا: انا نرید یا رسول الله ان نخرج معك الی وجهك هذا فنداوی الجرحی ونعین المسلمین بما استطعنا۔

اس مبارک مقصد کیلئے ہم بھی آپؐ کے ساتھ چلنا چاہتی ہیں تاکہ زخمیوں کا علاج کریں اور جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کی مدد کریں۔ (ابن سعد۔ ۸ ص ۲۱۴)

اس طرح کی طبّی خدمات میں صرف خواتین ہی نظرآتی ہیں' مرد کہیں دکھائی نہیں دیتے' وہ دشمن کا مقابلہ کرتے تھے' جنگ احد میں حضور ﷺ زخمی ہوئے کسی طرح خون رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔آخرکار ایک خاتون (حضرت فاطمہؓ) کے علاج سے ہی وہ خون رک سکا۔

یہ خواتین صرف ایک دو جنگوں میں نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں نظرآتی ہیں' مسلمان فوج میں قلّت کا بھی مسئلہ نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ حجاب کا حکم آنے سے پہلے یہی خواتین جنگوں میں طبّی خدمات انجام دیتی ہوں' احکام حجاب کے نزول کے بعد بھی خواتین کی ایک تعداد اس خدمت کو انجام دیتی نظرآتی ہیں۔

جنگ خندق میں حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے ان کے علاج کے لئے آپ ﷺ نے کسی مرد کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ ایک خاتون کو متعین فرمایا۔ جن کا نام ''سیر اعلام النبلائ'' میں رفیدہ اور ''طبقات ابن سعد'' میں کعیبہ ہے۔ ان خاتون کے لئے آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا تھا اور حضرت سعد بن معاذ کو اس میں منتقل کردیا تھا تاکہ علاج اچھی طرح ہوسکے۔لما اصیب الحل سعد' فثقل' حولوہ عند امراۃ یقال لھا رفیدۃ۔جب حضرت سعد بن معاذ کی اکحل (نامی) رگ میں زخم لگااور ان کی حالت بگڑنے لگی تو اس وقت لوگوں نے انہیں رفیدہ نامی خاتون کے یہاں منتقل کردیا (سیر اعلام النبلاء۔ج۱'ص۲۸۷'الطبقات۔۸،۲۱۳۔۲۱۴)

جنگ خندق سے پہلے حکم حجاب اترچکا ہے' اور حضرت سعد بن معاذ کا علاج رفیدہ نامی خاتون نے جنگ خندق میں زخمی ہونے پر کیا ہے۔

احکام حجاب کے بعد ام عطیہؓ کا واقعہ بھی صحیح مسلم میں ملتاہے' وہ خود بیان کرتی ہیں:

غزوت مع رسول اللہ ﷺ سبع غزوات واخلفھم فی رحالھم فاضنع لھم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی''

ترجمہ اور حوالہ ''دفاعی خدمات'' کے تحت آچکا ہے۔

انہوں نے سات غزوات میں شرکت کی ہے ظاہر ہے کہ سات غزوات میں غزوۃ خندق اور غزوۃ خیبر وغیرہ ضرور شامل ہوں گے' اور یہ غزوات حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد ہوئے

ہیں۔حضرت ام ایمن بھی ان خواتین میں سے ہیں جنہیں نے جنگ خیبر میں شرکت کی تھی۔ (طبقات)اسی طرح حجاب کا حکم اترنے کے بہت بعد جنگ حنین میں ام سلیم بنت ملحان نے طبّی خدمت انجام دی تھی۔(ابن سعد۔۸،۴۲۵)

حجاب کا حکم اترنے کے بعد جنگوں میں طبّی خدمات انجام دینے کے لئے محض ایک دو عورتیں شریک نہیں ہوئیں بلکہ خواتین کی جماعت نظرآتی ہے۔چنانچہ خیبر کے موقع پر کئی عورتیں موجود تھیں۔

وقد شھد خیبر مع رسول اللہ نساء من نساء المسلمین۔خیبر میں حضورؐ کے ساتھ مسلمان خواتین میں سے بہت سی خواتین شریک ہوئیں۔(ابن ہشام ج ۳،ص ۳۹۵)

ام زیاد بھی پانچ خواتین کے ساتھ دوا' ستو وغیرہ لے کر جنگ خیبر میں گئی تھیں' ابوداؤدؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے' جس میں وہ آنحضرتؐ سے یوں عرض کرتی ہیں:

معنادواءللجرحی ونناول السھام ونسقی السویق'

'ام زیادؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس دوا ہے ہم تیر اندازوں کو تیر فراہم کریں گے۔اور مجاہدین کو ستو گھول کر پلائیں گے۔(ابوداؤد' کتاب الجہاد' باب فی المراۃ والعبد یحذمان)

زخمیوں کی مرہم پٹی اور علاج و معالجہ ہی کے لئے امیہ بنت قیس چند خواتین کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک ہوئیں۔(ابن سعد' ۸،۲۱۴)

جنگ خیبر ہی میں چند اور خواتین سلمہؓ زوجہ' ابورافع' ام عامر' ام خلاء' اور کعیبہ بنت سعد کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنہیں بالترتیب الاستیعاب اور طبقات ابن سعد۔ ۸ص ۲۳۴۔ ص ۳۳۶۔ص ۲۱۳ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ام سان اسلمیہ بھی ان چند خواتین میں سے ہیں جنہوں نے جنگ خیبر میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کے علاج کے لئے شرکت کی تھی۔(طبقات ابن سعد۔۸،۲۹۲)

عصر حاضر کے ایک مصنف لکھتے ہیں۔

میدانِ جنگ میں اس کے علاوہ صحابیاتؓ اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں مثلاً: (۱) پانی پلانا، (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اُٹھا کر میدانِ جنگ سے لے جانا، (۴) چرخہ کاتنا، (۵) تیر اُٹھا کر دینا، (۶) خورد ونوش کا انتظام کرنا، پکانا، (۷) قبر کھودنا، (۸) فوج کو ہمت دلانا۔ چنانچہ حضرت عائشہ، اُمّ سُلیم، اُمّ سَلیطؓ نے غزوۂ اُحد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔6 اُمّ سُلیم اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمار داری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لیے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں۔7 رُبیع بنت معوّذؓ وغیرہ نے شہداء و مجروحین کو قتل گاہ سے اُٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا۔8 اُمّ زیاد اشجعیہؓ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوۂ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی، وہ تیر اُٹھا کر لاتیں اور ستو پلاتی تھیں۔9 حضرت اُمّ عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہؓ کے لیے کھانا تیار کیا تھا۔1 اغواث اور ارماث وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافتِ فاروقی میں ہوئیں، بچوں اور عورتوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی 2 اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کی خیمہ گاہ تک آگیا تو ہند اور خولہؓ وغیرہ نے پُرجوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ (سیر الصحابیات)

اجنبی مرد کا علاج

کیا مسلم خاتون کسی اجنبی مرد کا علاج کر سکتی ہے؟ اگر حدیث اور فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کی گنجائش نکلتی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا علاج کر سکتی ہیں چنانچہ گزشتہ صفحات میں ہم نے دیکھ لیا کہ کئی جنگوں میں خواتین نے مردوں کو پٹی باندھی' مرہم لگایا اور ان کی تیمارداری کی' یہاں تک کہ جنگ خندق میں جب حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہوئے تو انہیں علاج کیلئے حضرت رفیدہؓ کے خیمہ میں منتقل کردیا اور اس خیمہ کو خود آپ ﷺ ہی نے اپنی مسجد میں لگوایا تھا' یہ خواتین محرم اور نامحرم دونوں کا علاج کرتی تھیں' علماء نے اس کی وضاحت کی ہے' حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ویجوز لکل واحد منھما ای الرجل والمرأۃ الاجنبیان۔ ان ینظر الی بدن الاخر اذا کان طبیبا واراد مداواتہ لانہ موضع ضرورۃ فزال تحریم النظر لذلک۔ "اجنبی مرد' عورت میں سے ہر ایک کیلئے روا ہے کہ وہ دوسرے کا بدن دیکھے' جبکہ وہ طبیب ہو اور دوا

علاج کا ارادہ رکھتا ہو' اسلیئے کہ یہ ضرورت کا موقع ہے لہٰذا پہلے جو دیکھنے کی حرمت تھی' وہ اب ضرورت کی وجہ سے ختم ہو گئی (یعنی اب ضرورت بھر بدن دیکھنے کی اجازت ہو گئ' اس سے زیادہ دیکھنا اب بھی حرام ہوگا) (فتح الباری ۹؍۳۴۳)

فقہ و فتاوی کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔"شرح المنتھی" میں مسلک حنبلی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "ولطبیب و من یلی خدمۃ مریض ولوانثی فی وضوء واستنجاء نظر و مس" طبیب کیلئے' اسی طرح اس شخص کے لئے جو کسی خاتون مریض کے وضواوراستنجا کرانے کی خدمت پر مامور ہو بدن دیکھنااور چھونا جائز ہے۔(شرح المنتھی۔ج ۳ صفحہ ۸۔۹)

لیکن موجودہ دور میں فساد حد سے بڑھا ہوا ہے ' جنسی ہیجان انگیزی نے سارے بند توڑ ڈالے ہیں' شیطانی ایجنسیوں نے جنسی بے راہ روی کا ایسا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔کہ کیا بوڑھا کیا بچا اور کیا جوان کیا بزرگ سب کسی نہ کسی درجہ میں اس کی زد میں ہیں' اس لئے باوجود اس بات کے اعتراف کے باوجود اس فتنہ زدہ زمانے میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اس اصولی شرط پر بڑی تاکید کی ضرورت ہے کہ یہ اجازت صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' اسی طرح عورت کے لئے کسی مرد کے علاج کرنے کی اجازت دیتے وقت بھی یہ شرط بہرحال ہو گی کہ ان دونوں یا دونوں میں سے کسی کے اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' یہاں کسی طرح موجودہ زمانے کے فساد زدہ ماحول' فتنوں سے لبریز معاشروں کے حال کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا' مغربی تہذیب کی یلغار اور میڈیا کی خباثت نے دلوں کو ایسا گندہ اور دماغوں کو ایسا پراگندہ کر دیا ہے ' ہزار احتیاطوں کے باوجود قبائے دین و حیا تار تار ہوئے جارہی ہے' اس لئے موجودہ حالات میں بظاہر اس رائے کی طرف رجحان ہوتا ہے کہ بغیر مجبوری کے مرد کسی عورت کا اور عورت کسی مرد کا علاج نہ کرے۔

مسجد میں عورتوں کا جانا عہد نبوی کی ایک سنت تھی' مسجد کی فضا اور ذکر و نماز کے ماحول میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ہوتی ہے' مزید برآں مردوں اور عورتوں کی صفیں الگ ' پھر بھی علمائے کرام نے صدیوں پہلے کے ماحول کی خرابی کی بناء پر مسجد میں عورتوں کے آنے کو پسند نہیں کیا تھا' نماز او

رمسجد میں تو علیحدگی کے مذکورہ انتظامات تھے' مگر علاج میں ابتداء ہی ہاتھ پکڑ کر نبض دیکھنے سے ہوتی ہے' کتنے چیک اپ اور X-Rays بالکل تنہائی میں ہوتے ہیں' اور اب آئے دن حادثات بھی ہونے لگے ہیں جو سب کی نظروں میں ہیں پھر عورت کو مرد کا یا مرد کو کسی اجنبی عورت کے علاج کی گنجائش دیتے وقت بہت سوچنے کی ضرورت ہے' ہاں اگر مجبوری ہو تو اسلامی شریعت میں کسی طرح کی تنگی نہیں ہے۔

مسلم خاتون ڈاکٹر ایک ناگزیر ضرورت

خاتون ڈاکٹر کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے' مسلم معاشرہ میں خاتون ڈاکٹر کی اتنی تعداد ہونا ضروری ہے' جہاں مسلمان عورتیں بیمار ہونے پر ہر طرح سے علاج کرا سکیں اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی مسلم معاشرہ میں ایک بھی خاتون ڈاکٹر نہیں ہے یا ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ضرورت پوری نہیں ہو پارہی ہے' تو سارے مسلمان اس فرض کفایہ کے چھوڑنے کی وجہ سے گناہ میں شریک ہوں گے مسلمانوں کے ذمے لازم ہے کہ اتنی تعداد میں مسلم خاتون ڈاکٹر تیار کریں جن سے مسلم معاشرہ کی خواتین کی ضرورت پوری ہوسکے۔ کتاب کا نام: ماہنامہ الحق، دسمبر 2007ء صفحہ نمبر: 37

....

طب کی ضرورت اور وسائل کی فراہمی

دنیا طلب کرنے کا مقصد۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا"جو شخص دنیا کو اس لئے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کے) لئے کمایا کرا اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح ہوگا(بیہقی و ابو نعیم)رسالت ماب ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے،وہ بھوک جو نیند کو ختم کردیتی ہے(ابو داؤد،ابن ماجہ)

جس طرح ایک صحت مند استاد اعلی تعلیمی نتائج دے سکتا ہے اسی انداز میں ایک صحت مند شاگرد بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے، یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ایک بیمار وجود میں صحت مند دماغ نہیں ہو سکتا ہے جسکی جسمانی صحت قابل رشک ہوگی اس کے خیالات بھی اعلی و بلند ہونگے کیونکہ بہترین سوچ اور اعلی آئیڈیاز ایک صحت مند ذہن کی تخلیق ہوتے ہیں اور صحت مند دماغ صحت مند جسم میں ہی کام کرسکتا ہے۔بیمار جسم و ذہن کی سوچ بھی بیمار ہی ہوتی ہے جس طرح وہ اپنی جسمانی صحت سے تنگ دست رہتا ہے اسی طرح اس کے خیالات بھی تنگ دامنی کا شکار رہتے ہیں ۔انسانی ذہن اسی وقت ٹھیک کام کرتا ہے جب اسے کوئی تکلیف یا فکر نہ ہو جو انسان پر کروٹ اور ہر قدم بیماری اور تکلیف سے ہائے ہائے کرتا ہو وہ کیا بہتر تعلیمی نتائج دے گا۔ جسمانی نظام کا ہر حصہ دوسرے حصے سے منسلک ہوتا ہے سب ٹھیک ہوں تو انکی مجموعی کارکردگی کا نام بہتر صلاحیت اور اعلی سیرت کہلاتا ہے۔

صدیوں پہلے لوگ قیافہ میں مہارت رکھتے تھے وہ تصویر دیکھ کر اس کے اخلاق و افعال کی نشاندہی کردیا کرتے ہیں کیونکہ صحت مند انسان کے خدوخال ایک بیمار سے الگ ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر ہی حکم لگایا جاتا ہے آج بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ایک نگاہ میں انسان کی صحت و بیماری کے بارہ میں ٹھیک اندازہ لگاتے ہیں، امام رازی لکھتے ہیں: کتب طب کے مطالعہ سے اتنی مہارت پیدا ہوجاتی ہے کہ بیمار عضو کی شناخت اور دردوں کی انواع و اقسام سامنے آجاتی ہیں۔ تفسیر الرازی = مفاتیح الغیب أو التفسیر الکبیر (91/1)

عصر حاضر کے مشہور حکیم محمد یاسین دنیا پوری لکھتے ہیں کہ کچھ امراض ننگے ہوجاتے ہیں جنہیں پہلی نظر میں شناخت کیا جاسکتا ہے۔(طبّی مشورے) ایک ماہر صحت مند استاد جو طبّی مہارت بھی رکھتا ہو وہ طلبا کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں اعلی کردار ادا کرسکتا ہے۔ صحت کے بغیر استعداد کیسی؟اس لئے صحت مند طلباء اور صحت مند اساتذہ ایک ادارہ کا سرمایہ ہوتے ہیں بیمار و سقیم طلباء و اساتذہ اس کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرسکتے کیونکہ دنیا کا کوئی بھی کام بغیر محنت کے سرانجام نہیں دیا

جاسکتا اور صحت مند ہی محنت کرسکتا ہے بیمار تو اپنے وجود ہی بمشکل سنبھال سکتا ہے اس سے زائد کی امید رکھنا بہت عجیب بات ہو گی۔

نکتہ۔۔

عن علی قال: العقل فی القلب، والرحمة فی الکبد، والرأفة فی الطحال، والنفس فی الرئة. "خ فی الأدب، وو کیع فی الغرر، وعبد الغنی بن سعید فی إیضاح الإشکال، هب".

کیا وسائل اختیار کرنا توکل کے منافی ہے

ایک بہت بڑے فقیہ کی عبارت نقل کردینا مناسب ہوگا۔

وفی الحدیث الإرشاد إلی التداوی وأنه لا ینافی التوکل کما لا ینافیه دفع ذا الجوع والعطش والحر والبرد بأضدادها بل لا تتم حقیقة التوحید إلا باستعمال الأسباب التی جعلها الله مقتضیات لمسبباتها قدرًا وشرعًا فإن ترکها عجز ینافی التوکل الذی حقیقته اعتماد القلب علی الله فی حصول ما ینفع العبد فی دینه ودنیاه وقدمنا فی هذا المعنی کلامًا، وفی هذا الإخبار تقویة لنفس المریض وترویح لخاطره وحث للطبیب علی التفتیش والبحث علی طلب الدواء فإن المریض إذا علم أن لدائه دواء قویت طبعته وانبعثت الحرارة الغریزیة (دعن أبي الدرداء) وفیه إسماعیل بن عیاش فیه مقال والمصنف رمز لصحته (2).التنویر شرح الجامع الصغیر (279/3)

حلال روزی تلاش کرنے کے فضائل

احادیث مبارکہ میں حلال روزی کمانے والے ہر تاجر، ہر مزدور، ہر کاشتکار، ہر دستکار اور محنت سے اپنا روزگار حاصل کرنے والے کے لیے بڑی بشارتیں اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں ، ایک حدیث میں ہے: ’

طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ الله“ (کنز العمال:۲/۱۹۳)

کہ حلال روزی کی طلب اور تلاش جہاد فی سبیل اللہ کے مانند عبادت اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے

امام غزالیؒ نے اس سلسلہ میں ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اس دوران صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک صحت مند نوجوان کو دیکھا کہ روزی کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہا ہے، کسی نے کہا کاش! اس کی صحت اور جوانی راہِ الٰہی میں خرچ ہوتی! یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر یہ (حلال روزی کی تلاش اور طلب میں) اس لیے محنت کرتا ہے تاکہ اپنے آپ کو ذلت سوال سے بچائے، تو یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے، اسی طرح اگر اس کی دوڑ دھوپ کمزور والدین اور اپنے چھوٹے بچوں (مراد اہل وعیال) کے لیے ہے تاکہ ان کی معاشی (اور دنیوی) ضروریات پوری کرے، تب بھی یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے، ہاں، اگر اس کی یہ جد وجہد اس لیے ہے تاکہ مال کما کر دوسروں پر فخر کرے، تب اس کی یہ دوڑ دھوپ اور فکر و کوشش شیطان کے راستہ میں ہے۔“ ایک اور روایت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے حلال روزی اس لیے تلاش اور طلب کی تاکہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے، نیز اپنے پڑوسی پر مہربانی کرے، تو یہ شخص قیامت کے دن حق تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا، اور جو شخص حلال طریقہ سے دنیا کمائے، لیکن زیادتی، بڑائی اور ریاکاری کے لیے تو وہ قیامت کے دِن اللہ پاک سے اس حال میں ملے گا کہ حق تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوں گے۔“

(العیاذ باللہ العظیم) (رواہ البیہقی فی شعب الإیمان، مشکوٰۃ/ص:۴۴۴)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رَضِيَاللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ”مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ“۔ (بخاری، مشکوٰۃ/ص:۲۴۱)

"کسی نے کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ (اور ذات) کی محنت سے کما کے کھایا ہے۔" مطلب یہ ہے کہ حصولِ معاش کی صورتوں میں سب سے اچھی اور آسان صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ اور ذات سے کوئی ایسا (حلال اور جائز) کام وہنر اختیار کرے جس سے وہ اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی تکمیل کرسکے، اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ وہ معاشی اعتبار سے کسی کا محتاج نہ ہوگا، کہتے ہیں نا کہ "ذات محنت زندہ باد" اس سے تنگ دستی دور ہوگی۔گلدستہ احادیث جلد نمبر 3 صفحہ نمبر: 207

حضرت امام طحاوی کا ایک اقتباس حاضر خدمت ہے۔

ہلال بن حصین جو بنی مرہ بن عباد کے بھائی ہیں انہوں نے ابو سعید خدری (رض) اور انہوں نے جناب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے ابن ابی داؤد نے اس کی تصحیح کی ہے۔امام طحاوی (رح) فرماتے ہیں` یہ جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ کرام (رض) کو مخاطب کرکے فرما رہے ہیں کہ جو شخص ہم سے مانگے گا ہم اسے دیں گے۔اکثر صحابہ کرام تندرست و توانا اور صحت مند تھے۔معذور واپاہج نہ تھے۔وہ تنگ دست تھے تو ان کی صحت مندی کی وجہ سے آپ نے ان سے صدقہ کو روکا اور نہ حرام قرار دیا۔تو اس سے یہ بات ثابت ہو گئی جو ہم نے اوپر ذکر کی آپ نے سوال نہ کرنے کو افضل قرار دیا مگر سوال کرنے والے سے نہیں پوچھا۔ حضرت ابو سعید (رض) نے سوال سے بچتے ہوئے سوال نہیں کیا اگر وہ سوال کرتے تو آپ ان کو ضرور عنایت فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل ان کو عنایت کردیا اور اسی طرح اور بھی ان کے ساتھی تھے جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھی اس کے علاوہ سند سے روایت وارد ہے جو ہماری اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ حاصل روایات: ان روایات میں جہاں غنا اختیار کرنے اور سوال سے بچنے کی خوبی بیان کی گئی ہے وہاں دوسری طرف یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ ہم سے سوال کرے گا ہم اس کو دے دیں گے صحابہ کرام کی اکثریت صحت مند تھی کئی حضرات ان میں فقیر و محتاج تھے تو ان کی صحت و تندرستی یہ فقر کے ہوتے ہوئے استحقاق صدقہ سے مانع نہ تھی ابو سعید (رض) کا کمال استغناء ثابت ہو رہا ہے سوال نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے

غنی کر دیا اگر سوال کرتے تو جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ضرور عنایت فرما دیتے پس ثابت ہوا کہ فقیر و غریب جو تندرست و قوی ہو اس کو تندرست و قوی کو صدقہ لینا دینا جائز ہے(شرح معانی الآثار (16/2)

حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں مومن پر تعجب کرتا ہوں کہ اگر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجالاتا ہے۔ اگر اسے کوئی مصیبت آتی ہے تو پھر بھی اللہ کی حمد بیان کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ سو مومن ہر حالت میں اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس لقمے میں بھی جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ جامع معمر بن راشد (197/11)

طبّی خدمات کی اجرت و معاوضہ لینا شرعا جائز ہے۔

طبیب کی اجرت کی شرعی حیثیت

محمد بن مقاتل، عبداللہ، حمید طویل، انس (رض) سے پچھنے لگانے والے کی اجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پچھنے لگوائے، ابو طیبہ نے آپ کو پچھنے لگائے تھے اور آپ نے ان کو دو صاع غلہ دلوایا اور ان کے مالکوں سے روزانہ لے جانے والی رقم میں تخفیف کرنے کے متعلق گفتگو کی، تو انہوں نے تخفیف کردی اور فرمایا کہ بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگوانا اور قسط بحری ہے اور فرمایا کہ اپنے بچوں کا تالو دبا کر تکلیف نہ دو اور تم قسط استعمال کرو۔ صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 673

امام مالک، امام احمد بن حنبل امام شافعی ابو ثور ابو اسحٰق کے نزدیک دم جھاڑے طب اور تعلیم قران پر اجرت لینا جائز ہے۔ تفسیر ابن عرفة (795/2)

علامہ خطابی نے اپنی کتاب میں، ومن باب کسب المعالجین من الطب قائم کرکے لکھتے ہیں۔ وفيه إباحة أجر الطبيب والمعالج۔معالم السنن (101/3)

وَعَن أنس بن مَالك أَن رَسُول الله [صلى الله عَلَيْهِ وَسلم] قَالَ: " أَيهَا طَبِيب داوى مُسلما يُرِيد بِهِ وَجه الله لم يَأْخذ عَلَيْهِ أجرا فصلح على يَدَيْهِ كتب الله إِذا

نقل أجره إِلَى يَوْم الْقِيَامَة وَمن أَخذ عَلَيْهِ أجرا فَهُوَ حَظه فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَة ".العلاج بالأعشاب(ص:10)

دنیاکے بارہ صحابہ کااسوہ بہترین ہے

امام طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے چار سو دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا کہ یہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس لے جاؤ، اور پھر کچھ دیر ان کے گھر ہی میں کسی کام میں لگ جانا کہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ان کا کیا کرتے ہیں چنانچہ غلام وہ دینار ان کے پاس لے گیا اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ ان کو اپنی بعض ضروریات میں کام میں لے لیں تو حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر کو اس کا اچھا بدلہ دے اور ان پر رحم کرے اور پھر فرمایا اے لڑکی آجاؤ اور یہ سات دینار فلاں کو دے آؤ اور یہ پانچ فلاں کو اور یہ پانچ دینار فلاں کو حتی کہ وہ سارے دینار خرچ کر ڈالے تو وہ غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے سارا قصہ ان کو سنا ڈالا۔

حضرت عمر نے اتنے ہی دینار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کے لیے تیار کر رکھے تھے چنانچہ انہوں نے فرمایا ان کو حضرت معاذ کے پاس لے جاؤ اور وہیں ان کے گھر میں کسی کام میں لگ جانا تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے ان پیسوں کا کیا کیا؟ چنانچہ وہ غلام پیسے لے کر ان کے پاس گیا اور کہا امیر المؤمنین یہ فرماتے ہیں کہ انہیں اپنی ضروریات میں خرچ کر لیجیے تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کرے اور ان کو اچھا بدلہ دے اے لڑکی! فلاں گھر والوں کے پاس اتنے پیسے لے جاؤ اور فلاں کے یہاں اتنے دینار دے آؤ چنانچہ حضرت معاذ کی اہلیہ نے جھانک کر کہا بخدا ہم بھی تو غریب و مسکین ہیں ہمیں بھی دے دیجیے اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار بچے تھے چنانچہ انہوں نے وہ ان کی طرف پھینک دیے، غلام حضرت عمر کے پاس واپس گیا اور انہیں پورا قصہ سنا دیا تو حضرت عمر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہی ہیں۔

طبیب و غیر طبیب علماء و اساتذہ کا فرق

علوم دینیہ کے حاملین کثرت مطالعہ کے عادی ہوتے ہیں۔دور طالب علمی سے جو لوگ مطالعہ میں مشغول ہو جائیں تعلیمی نتائج دوسرے طلباء جو مطالعہ کا رجحان نہیں رکھتے سے بہتر نتائج دیتے ہیں۔علمی دنیا میں تفوق اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک مطالعہ کا رجحان برقرار رہے طالب علم ہو یا عالم جب کتاب سے رشتہ کمزور کردیتا ہے تو اسکی علمی استعداد میں انحطاطی عمل شروع ہو جاتا ہے۔علمائے کرام بہت سے علوم و فنون کا مطالعہ کرتے ہیں کچھ لوگ اپنے ذوق کے مطابق کسی خاص فن و ہنر کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں کچھ کی طبیعت ان علوم کی طرف مائل رہتی ہے جن کی معاشرہ میں ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہوتی۔نصابی کتب کے علاوہ غیر نصابی کتب کا مطالعہ بھی نرالہ ذوق ہوتا ہے، کچھ طلباء غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ،کھیل کود، کمپیوٹر۔ورزش سیر و تفریح وغیرہ اگر طلباء کی رہنمائی کی جائے تو طبّی کتب بھی ان کے ذوق میں مطالعہ کا حصہ بنائی جاسکتی ہیں،کچھ علوم و فنون کو ہوشیار و مطلبی لوگوں نے اچھوت بنا کر رکھ دیا ہے،اور خود اس مسند پر براجمان بن گئے ہیں ان لوگوں نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان علوم و فنون کو مسطور کرکے رکھ دیا ہے ،ان میں نقش و تعویذات۔طب و حکمت،قیافہ شناسی،وغیرہ ایسے ہیں جن کے بارہ ہیں عمومی سوچ یہ ہوچکی ہے کہ بغیر استاد کے ان فنون کی کتب کا مطالعہ کرنا نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

طب ایک بہت ہی آسان و دینی طبقہ سے میل کھانے والا فن ہے ایک دینی طالب اور عالم اس میں دوسروں لوگوں سے کم وقت میں سمجھ بوجھ پیدا کرسکتے ہیں اگر طب و حکمت کو ٹیڑھی کھیر نہ سمجھیں اور اسے دیگر علوم و فنون کی طرح اپنے مطالعہ میں رکھیں تو بہت جلد اسکے خدو خال از خود سمجھ میں آنے لگ جائیں گے۔طب معاشرہ کے لئے اہم اور بنیادی علم ہے،علماء کرام اس طرف توجہ دیں،اس میں انہماک سے کام لیں۔علمائے کرام کے فرائض میں سے اہم ترین فریضہ اصلاح معاشرہ بھی ہے۔

ابن القیم الجوزیہ لکھتے ھیں: وَكَذَلِكَ اعطاهم من الْعُلُوم الْمُتَعَلّقَة بصلاح معاشهم ودنياهم بِقدر حاجاتهم كعلم الطِّبّ والحساب۔ مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة (282/1)

آپ نے صرف خوف کو دور کرنا ہے۔

حساس قسم کے علوم و فنون مخصوص طبقہ کی دسترس میں رہے ہیں آج بھی طب و عملیات کو مخصوص طبقے کی جارہ داری سمجھا جاتا ہے۔ان فنون پر مسلط افراد نے خوف کی اس قدر دبیز چادر ڈالی ہوئی ہے کہ عام لوگوں کاان فنون کو سیکھنا تو درکناران کی طرف سوچنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔یہ عوام کامسئلہ ہی نہیں بلکہ خواص بھی اس وہم کا شکار ہیں،الحمد اللہ اساتذہ واکابرین اور اپنے ہنر میں ماہر لوگوں کی قدم بوسی کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں، لیکن ان کی بزرگی کا قائل نہیں ہوں جنہوں نے خود ساختہ احترامی خول میں اپنی ذات کو ملفوف کرلیا ہے،ان کے چہرے پر تیوریاں پڑی ہوئی ہیں،وہ جلال کے نام پر لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔لوگوں سے مصافحہ تک کرنا گوارا نہیں کرتے،کیونکہ یہ طرز زندگی میرے دین میں نہیں ہے،میراان دین کہتاہے" الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ , وَأَحَبُّهُمْ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لعياله". مسند البزار = البحر الزخار (13/ 332)---

بہت سے طلباء و علمائے کرام جو طب و عملیات کا شوق رکھتے ہیں انہیں معمولی سا شعور دیا، انکا خوف دور کیا،انھوں نے میدان طب و عملیات میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا،آج وہ جھولیاں اٹھا اٹھا کر دعائیں دیتے ہیں،پہلے انہیں‌کوئی پوچھتا تک نہ تھا آج وہ لوگوں کی ضرورت بن چکے ہیں‌کوئی بھی علم و ہنر سکھانے سے پختہ ہوتا ہے چھپانے سے محدود ہوتا ہے۔مجھے لکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہورہی کہ کچھ نکات میرے ذہن میں اس وقت آئے جب میں انہیں رموز طب و عملیات سکھارہاتھا۔بسااوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوران تدریس ایسے نکات زبان پر جاری ہوجاتے ہیں جو اس سے پہلے ذہن میں نہیں ہوتے،یا حل طلب ہوتے ہیں۔آج کادور اشاعت کا

دور ہے،جو اس نکتہ کو سمجھ جائے گا وہ معاشرہ میں جگہ بنالے گا۔جو بخل و امساک کے دائرہ میں اپنی ذات کو مقید کردیگا وہ اپنے فن و ہنر کے ساتھ قبر کی ہزاروں من مٹی میں جاسوئے گا۔

اکابرین کا طب سے شغف

حضرت مولانا گنگوہی کے طب سیکھنے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی پھوپھی بیمار تھیں آپ ان کی تیمارداری میں تھے ، جس طبیب کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے وہ بہت نخرے کرتا تھا،مولانا کو غصہ آگیا اور طب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا اور اچھے طبیب ہوگئے،جب مولوی مسعود احمد صاحبؓ طب پڑھ کر تشریف لائے تو آپ نے اس کام کو چھوڑ دیا کہ بھائی مسعود صاحب آئے ہیں ان سے رجوع کرو(ماہانہ الابرار نومبر 2009)

حضرت استاد محترم جناب عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ علیہ نے بہت سے علوم و فنون میں کمال مہارت کا ثبوت فراہم کیا انھوں نے طب یونانی کی تعلیم باقاعدہ طبیہ کالج حیدرآباد دکن سے حاصل کی اور باقاعدہ تکمیل طب و حکمت کی سند حاصل فرمائی(ماہنامہ البینات کراچی جماد الاولی 1429ھ جون2008)

مولانا فخر الحسنؒ (تقریباً ۱۳۰۳ھ، ۱۸۸۵ء میں) ترک وطن کرکے کانپور چلے گئے تھے۔تاحیات وہیں رہے، ایک رئیس کے طبیب خاص تھے، یہی ذریعہ معاش تھا، اسی ملازمت پر غالباً آخری ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۸ء) میں کانپور میں وفات ہوئی۔

حضرت مولانا علی محمد حقانی.

دینی علوم کی تکمیل کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں عاقل تشریف لائے اور وہاں پر انہوں نے دینی مدرسہ قائم کیا اور چھ سات سال عاقل میں درس دیا،اس کے بعد وہ ضلع خیرپور میرس کی ایک بستی کھڑاہ تشریف لائے، جہاں پر انہوں نے چھ سات سال تک دینی تعلیم دی، اس کے بعد انہوں نے ضلع سانگھڑ میں شاہ پور چاکر کے قریب برہون گوٹھ میں ایک سال تک پڑھایا، اس کے بعد وہ ضلع خیرپور کی تحصیل فیض گنج میں پکا چانگ تشریف لائے، وہاں پر بھی انہوں نے چھ سات

سال تک پڑھایا، اس کے بعد وہ اپنے آبائی گوٹھ عاقل والوں کے اصرار پر دوبارہ عاقل تشریف لے آئے اور عرصہ دراز تک عاقل میں پڑھاتے رہے، عاقل میں انہوں نے کھیتی باڑی کا سلسلہ شروع کیا تھا، وہ خود بھی اور طلباء بھی اسباق سے فارغ ہونے کے بعد کھیتی باڑی کیا کرتے تھے اور حضرت حقانی صاحب اس کھیتی باڑی سے مدرسے کو چلایا کرتے تھے اس دوران انہوں نے طب کی تعلیم بھی حاصل کی، آپ ماہر طبیب بھی تھے۔ کھیتی باڑی کے ساتھ وہ روزانہ کچھ وقت اپنا مطب بھی چلاتے تھے، جہاں پر کافی لوگ آتے تھے اور حضرت کے ہاتھوں شفایاب ہوتے تھے۔اشاعت ۲۰۱۱ ماہنامہ بینات , ربیع الثانی: ۱۴۳۲ھ -اپریل: ۲۰۱۱ء , جلد 74 , شمارہ .

تذکرہ حضرت مولانا حکیم عبدالرشید محمود صاحب

آپ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۱۰ء بوقت دوپہر بروز یکشنبہ محلّہ غلام صابر میں پیدا ہوئے، ایک بار حضرت شیخ الہند گنگوہ تشریف لائے توانہوں نے آپ کو محبت میں ''ننھو'' فرمایا تو پھر آپ اسی نام سے مشہور ہوگئے، تذکرہ اکابر گنگوہ جلد اول صفحہ نمبر: 561

حضرت علامہ مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم (وقف) دیوبند اپنی کتاب ''لالۂ وگُل'' میں ص ۲۲۵ میں لکھتے ہیں :

قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے پوتے دارالعلوم دیوبند کے فاضل حاذق طبیب اور گوشہ نشیں دانشور، لباس وپوشاک نفیس، گفتگو نستعلیق، ان کی اردو عرب کے صحرا سے اس طرح گزری کہ اردو برائے نام اور عربی کا غلبۂ تمام، حافظہ بے نظیر، مضامین مستحضر، بولنے پر آتے تو بے تکان بولے چلے جاتے، ناز میں پلے ہوئے، نیاز مندی سے بہت دور، مرزا مظہر جانِ جاناں نے لکھا ہے کہ " نازک مزاجی لازم صاحبزاد گیست: مرزا مرحوم کے اس قول کی تصدیق حکیم صاحب کو دیکھ کر کرنی پڑتی ہے مشہور مقولہ ہے کہ بیوی اور خادم کسی کے معتقد نہیں ہوتے، خاکسار کی جانب سے اس میں صاحبزادوں کا بھی اضافہ کرنا چاہیئے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ حکیم صاحب کو حضرت علامہ کشمیری صاحب مرحوم سے بے پناہ عقیدت تھی، خاکسار سے فرمایا کہ میں جب

دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو حضرت شاہ صاحب کو ارادتاً پہروں دیکھتا اور یہ سوچتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار وگفتار، آپ کی نشست وبرخاست، قعود وقیام،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوج کے ساتھ اطباء بھی متعین کئے تھے۔علامہ شبلی لکھتے ہیں۔

فوج کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور بہت سی ایجاد ہیں جن کا عرب میں کبھی وجود نہ ملا تھا۔ مثلاً ہر فوج کے ساتھ ایک افسر خزانہ، ایک محاسب، ایک قاضی اور متعدد مترجم ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ متعدد طبیب اور جراح ہوتے تھے۔ چنانچہ جنگ قادسیہ میں عبد الرحمٰن بن ربیعہ قاضی، زیاد بن ابی سفیان محاسب، ہلال ہجری مترجم تھے۔ (طبری واقعات 14 ہجری صفحہ 226)۔ فوج میں محکمہ عدالت سررشتہ حساب و مترجمی اور ڈاکٹری کی ابتداء بھی اسی زمانے سے ہے۔الفاروق مکمل صفحہ نمبر: 224

کتب فقہ سے نصیحت آمیز سوالات

ایک مفتی صاحب ایک شرعی مسلہ کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں ”تنبیہ: اصل جواب کے وقت بوجہ طب نہ جاننے کے احقر کا ذہن اس تفصیل سے خالی تھا بعد ورود سوال ثانی کے تردد ہوا تو ایک مہمان دوست کے پتہ دینے پر شرح اسباب کی طرف رجوع کیا تو تحقیق بالا ذہن میں آئی چونکہ عدم مہارت طب کا نقص اب بھی مجھ میں باقی ہے، دوسرے علماء سے جواب پر نظر کرالی جاوے (امدادالمفتین) یہ تو ایک نمونہ ہے ورنہ کسی بھی ایسے دارالفتاء میں چلے جائیں جہاں طب ناآشناء مفتی صاحبان تشریف فرماہیں ایسی ہی صورت حال دیکھنے کو ملے گی۔جب کہ دیگر فنون کی طرح طب کو سمجھنا ضروری ہے۔تاکہ زندگی کے اہم اور بنیادی معاملات کو شرعی انداز میں حل کیا جاسکے۔

غیر طبیب کا دوائیں بیچنے کا حکم۔

سوال: باوجود حکیم وطبیب باقاعدہ نہ ہونے کے اور باوجود تشخیص مرض وغیرہ کرکے علاج نہ کرنے کے کتب طب سے ادویہ مرکبہ وکشتہ جات کے نسخے دیکھ کر ان کا تیار کرنا اور ان کے اوصاف و اثرات کا اشتہار دیکر ان کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب: نفع مشروط کو غیر مشروط بنانا حرام ہے اس لئے یہ تجارت ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جس شخص نے باقاعدہ کسی ادارے میں یا استاذ کے پاس رہ کر علم طب حاصل نہ کیا ہو اور نہ ڈاکٹری ہی پڑھی ہو، کیا ایسا شخص ڈاکٹر یا حکیم کے مشورے سے چند مخصوص امراض میں کام آنے والی مخصوص داوؤں کے نام و فوائد معلوم کرکے ان مخصوص امراض کے شکار مریضوں کا علاج کر سکتا ہے؟ حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔۔

باسمہ تعالیٰ۔

الجواب و باللہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی مذکورہ علم حاصل کرکے تجربہ کار نہیں بنا ہے اور نہ ہی کسی طبیب و حکیم کے پاس رہ کر تجربہ حاصل کیا ہے اور محض عام لوگوں کی طرح کسی ڈاکٹر یا حکیم سے چند دواؤں کے نام یاد کرلئے ہیں اور ان دواؤں کے فوائد اور ان کے مریضوں کی تخصیص بھی عامی کی طرح معمول کرلی ہے، تو ایسا شخص نسخہ کی تبدیلی کا تجربہ نہیں رکھ سکتا اس لئے ایسے لوگوں کے لئے علاج و معالجہ کرنا اور طب کا کام کرنا حدیث شریف میں سخت ممانعت آئی ہے، اس لئے جائز نہیں ہے۔

ایک فقیہ کی روائے داد زندگی۔

وَيُحْكَى أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَقُّ مَا يَدْعُونَنِي بِهِ فَقَالَ لَهُ وَسَّعَ اللَّهُ صَدْرَك لِلْفُتْيَا وَكَانَ آخِرَ الْمُشْتَغِلِينَ بِإِفْرِيقِيَةَ بِتَحْقِيقِ الْعِلْمِ وَرُتْبَةِ الِاجْتِهَادِ وَدِقَّةِ النَّظَرِ وَكَانَ يُفْزَعُ إلَيْهِ فِي الْفُتْيَا فِي الطِّبِّ كَمَا يُفْزَعُ إلَيْهِ فِي الْفُتْيَا فِي الْفِقْهِ وَيُحْكَى أَنَّ سَبَبَ اشْتِغَالِهِ فِي الطِّبِّ أَنَّهُ مَرِضَ فَكَانَ يَطِبُّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ يَا سَيِّدِي وَمِثْلِي يَطِبُّ مِثْلَكُمْ وَأَيُّ قُرْبَةٍ أَجِدُهَا أَتَقَرَّبُ بِهَا فِي دِينِي مِثْلَ أَنْ أُفْقِدَكُمْ فِيئنِئٍ اشْتَغَلَ بِالطِّبِّ۔ شرح مختصر خليل للخرشي **(41/1)**

يقول معاصره القاضى عياض. آخر المستقلين من شيوخ إفريقية بتحقيق الفقه. ودرس أصول الفقه والدين وتقدم فى ذلك فجاء سابقًا وسمع الحديث وطالع معانيه. واطلع على علوم كثيرة من الطب والحساب والآداب وغير ذلك. وإليه كان يفزع فى الفتوى فى الطب فى بلده كما يفزع إليه فى الفقه/الغنية ص 133/132. شرح التلقين (48/1)

طب اور فارغ التحصیل علماء کی اہم ضرورت ہے

دینی مدارس کے فضلاء دوران تعلیم تو کسی فکر مندی میں مبتلاء نہیں ہوتے لیکن فراغت کے بعد انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے، روزگار اور پیٹ کی آگ بجھانے کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔دس پندرہ سال جس انداز میں اس نے تعلیمی اخراجات پورے کئے اسے معلوم نہیں ہوتا کہ گھر والے یا مدرسہ والے کہاں سے وسائل مہیا کرتے ہیں؟کہاں سے ان کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں؟ لیکن فراغت کے بعد سب اخراجات کا اسے خود پورا کرنا ہوتے ہیں اس کے بعد جب یہ لوگ اداروں میں آکر براجمان ہوتے ہیں تو انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جہاں خودداری اور خود اعتمادی کا سبق پڑھا ہو وہاں پر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور خلاف طبع لوگوں کی باتیں سننا بہت گراں گزرتا ہے۔ایسے میں یہ لوگ یا تو کسی مسجد پر قبضہ کرتے ہیں یا دین کے نام پر کسی کے پلاٹ پر قبضہ جما کر مسجد بنانے کا سوچتے ہیں۔یا پھر ایسے لوگوں کے سامنے اپنی خودداری کا سودا کرتے ہیں جو اپنے مقاصد کے لئے ان کا استعمال کریں۔ان تمام مراحل سے گزرتے گزرتے زندگی کے قیمتی ماہ و سال گزر جاتے ہیں اس کے بعد انہیں جہاں پناہ ملے سر چھپائے بیٹھے رہتے ہیں۔

مدارس عربیہ کا بہت بڑا المیہ ہے کہ دنیاوی لحاظ سے یہ لاکھوں بے روزگار پیدا کرتے ہیں ان کے سامنے کوئی منزل نہیں ہوتی اگر یہ لوگ دینی جذبے سے سرشار ہو کر کہیں خدمت کرنا چاہیں گے تو ان کے سامنے ایسی مشکلات آئیں گی کہ الاماں والحفیظ۔

فضلاء مدارس پر ایک نگاہ

عمومی طور پر مدارس عربیہ میں پڑھتے والے لوگ غریب یا اوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے تیسے کرکے ان کی تعلیم تو مکمل ہوجاتی ہے لیکن اس حاصل شدہ ہنر کا ان کے پاس کوئی مصرف نہیں ہوتا اس لئے وہ سر گرداں اور مارے مارے پھرتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ کوئی مسجد یا مدرسہ تعمیر کرلیں گے یہ ان کے پراگندہ خوابوں کی ادنی سی تعمیر کہی جاسکتی ہے لیکن ان کے علوم وفنون کی صحیح تعبیر کہنا مشکل ہے۔ہم نے دیکھا ہے مدارس صاحبزادگان کی زد میں ہوتے ہیں اور مساجد انتظامیہ کے فولادی پنجہ میں جہاں ان فضلاء کو کٹ پتلی کہا جاسکتا ہے۔کسمپرسی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ امام صاحب اپنی مرضی کا خطبہ تک نہیں دے سکتے اگر ایک دو بار ایسی جسارت کر بھی لیں تو انہیں وارننگ مل جاتی ہے۔اگر یہ لوگ کہیں تدریس کرنے بیٹھتے ہیں تو ادارہ کے منتظمین انہیں اس قدر کم تنخواہ دیتے ہیں کہ ان کے اخراجات پورے تو کیا ہونے ہیں بس گزارا ہی ہوتا ہے،جب تک وہ اکیلا رہتا ہے تو گزارا چلتا ہے جیسے ہی شادی اور بچوں کا جھمیلا لگا وہ روزی کی طرف سے فکر مند رہنے لگتا ہے اس کی تنخواہ اتنی ناکافی ہوتی ہے اگر کہیں بیاہ شادی میں جانا پڑ جائے تو پورے ماہ کا دستر خوان سمٹ کر رہ جاتا ہے۔خدانخواستہ اگر بیمار ہوجائے تو اس کے بعد وہ مخیّر حضرات کی راہ تکتے تکتے اپنی آنکھیں خیرہ کرلیتا ہے۔

کیا اب بھی سمجھتے ہیں کہ اس حال میں وہ کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دے سکے گا جسے دنیا صدیوں تک یاد رکھ سکے؟ہوسکتا ہے یہی وجہ ہو کہ ہمارے ہاں فضلاء مدارس کے انبوہ کثیر میں ایک دو خوش قمت ایسے نکلتے ہیں جو ہلکا پھلکا مسلکی یا مذہبی کام کرتے ہیں ورنہ سب یکے بعد دیگرے گمنامی کے سمندر میں خش خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں کچھ عرصہ بعد ان کا نام تک ذہنوں سے محو ہوجاتا ہے۔اگر انہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی ہنر بھی سکھادیا جاتا تو وہ اس کے بل بوتے پر اپنے نان و نفقہ کا بندوبست کرلیتے۔مجھے امید ہے کہ میری تحریر کا مطالعہ کرنے والے ضرور فتوی دیں گے کہ لکھنے والا خدا کے روزی رساں ہونے میں شک کرتا ہے (معاذاللہ)

ایسی بات ہر گز نہیں ہے۔میری یہ باتیں بڑے بڑے اداروں بیٹھے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیں گی البتہ جو عالم دیہات کی دورافتادہ بستی میں قال اللہ قال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند کررہا ہے

وہ ضرور سمجھ لے گا۔اس لئے اہل حل و عقد سے گزارش ہے کہ اس بارہ میں ضرور غور فرمائیں تاکہ کوئی ڈھنگ کا بندہ میدان عمل میں اتر سکے۔اگر اللہ کسی عالم کو وسائل مہیا کردیتا ہے توزیادہ تر لوگوں کی توانائیاں اسے مسلک کا باغی/غدار/اغیار کا اہل کار/مذہب بےزار ثابت کرنے میں صرف کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کاازالہ۔

عمومی طورپر مدارس کے طلباء کے ذہن میں بٹھا دیا جاتا ہے جو طالب علم فراعنت کے بعد تعلیم و تعلم،درس وتدریس،خطابت و امامت۔سے وابسطہ ہوگیااس نے تعلیم کا مقصد پورا کرلیااور جس نے اپنی صلاحتیں کسی دوسرے کام میں لگادیں اس نے مقصد تعلیم ضائع کردیا؟اگر ایسی بات ہے تواس سوچ کا ساتھ دینا بہت مشکل ہے کیونکہ اس سانچہ میں زندگی کو ڈھالنا بہت مشکل ہے اور ہر ایک کے لئے اس قسم کے مواقع مسیر آنا ناممکن ہے۔اگر کوئی عالم تکمیل تعلیم کے بعد کسی دوسرے میدان میں طبع آزمائی کرتا ہے تو یہ بھی برا نہیں ہے کیونکہ وہ میدان عمل اس سے اس کا علم تو چھین نے سے رہا۔وہ جس میدان میں بھی جوہر دکھائے گا بہر حال عالم ہی کہلائے گا۔وہ جس میدان میں بھی خدمات سرانجام دے گا وہ عالم ہی ہوگا، طب تو ایک شریف فن اور شرعی ضرورت ہے اگر کوئی شعبہ طب میں جوہر دکھاتا ہے تو وہ بھی شریعت کے ایک شعبہ کے فروغ میں مصروف ہے۔

جدید وسائل سے استفادہ کریں۔

مادی دنیا میں لوگ غیوبات کی کم پروا کرتے ہیں آنکھوں اور میڈیا پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں ،علمی اداروں کی اپنی ویب سائٹس ہیں،ان کے میڈیا کام کررہے ہیں،لوگ اس طرف متوجہ بھی ہیں،سوشل میڈیا آج کی ضرورت بن چکا ہے۔سوشل میڈیا ہر ایک کی پہنچ میں ہے۔وہ اپنے ذہن میں پنپنے والے خیالات کو ایک کلک سے پوری دنیا تک پہنچا سکتا ہے۔الیکٹرونک دنیا نے ہر گھر اور ہر فرد کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔جب بھی کسی کو ضرورت ہوتی ہے فوراََ آن لائن ہوکر مطلوبہ چیز کے بارہ میں بے شمار معلومات حاصل کرسکتا ہے۔

آن لائن لوگ زیادہ کشش رکھتے ہیں، کوئی بھی فن و ہنر ہو اس کے بارہ میں مواد درکار ہو ایک کلک پر موجود ہوتا ہے۔اس کے توسط سے جن کتب کے بارہ میں کبھی سنا، یا سوچا جاسکتا تھا آج وہ ہمارے ایک اشارہ سے سکرین پر نمودار ہو جاتی ہیں۔ایک موضوع پر بے شمار لوگوں کی آراء سے استفادہ کرنا روز مرہ کا معمول بن چکا ہے۔جو لوگ اس ہنر کو سمجھ جائیں وہ گھر کے ایک کمرے میں بیٹھ کر اپنے خیالات و نظریات۔فن و ہنر سے دنیا میں تہلکا مچا سکتے ہیں۔انسانی دنیا سے رابطہ میں اضافہ ہوتا ہے۔تعلقات بڑھتے ہیں،آمدن میں اضافہ ہوتا ہے۔آپ کو صرف یہ بتانا ہے کہ لوگوں کے دکھ درد کی دوا آپ کے پاس موجود ہے؟

لوگوں کے لئے سہارا بنو۔

عجز و انکساری کے فوائد سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن معاشرتی طور پر اس کے تقاضے بدل چکے ہیں۔معاشرہ میں زندہ رہنے کے لئے یا تو اپنے کردار کو اس قدر جاندار بنا لو کہ تمہارا فن و ہنر لوگوں کے ذہنوں پر چھا جائے، تمہارا نام ایک سند کے طور پر پہچانا جائے اس میں جھد مسلسل ۔تقوی للّٰھیت، کسی فن و ہنر میں مہارت، کسی ایک مقام پر بیٹھ کر کام کرنا وغیرہ درکار ہو تے ہیں۔یہ چیزیں اب کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ،خود کو متعارف کرائیں،لوگوں کو بتائیں کہ ہمارے اندر یہ قابلیت پائی جاتی ہے۔ہمارے پاس فلاں ہنر موجود ہے۔ہم فلاں علم و فن میں مہارت رکھتے ہیں، ضرورت مند حضرات رجوع کر سکتے ہیں۔لیکن شہرت سے پہلے اپنے فن و ہنر میں نکھار پیدا کرنا ضروری ہے۔اپنے فن پر مکمل اعتماد ہو۔اپنے ہنر کی حدود قیود سے آشنائی ہو۔مہارت تامہ کا ثبوت پیش کر سکتا ہو۔چند نسخے یا چند کتب کو دیکھ کر ہمہ دانی کا دعویٰ دار نہ بن بیٹھا ہو۔اگر کچھ دن کسی ماہر طبیب کی قدم بوسی کی نوبت آجائے تو اسے غنیمت سمجھو۔

مطالعہ زندگی کے بہترین رہنما ہے۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

وَإِنَّ كُتُبَ الطِّبِّ لِطَبِيبٍ يَحْتَاجُ إِلَى مُطَالَعَتِهَا وَمُرَاجَعَتِهَا لَا تَمْنَعُ لِأَنَّهَا مِنْ الْحَوَائِجِ الْأَصْلِيَّةِ كَآلَاتِ الْمُحْتَرِفِينَ۔ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/265)

طبیب کے لئے فن طب پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔(بوقت ضرورت)ان کی طرف رجوع کرتے رہنا چاہئے اس کے بغیر گزارا نہین ہے کیونکہ (طبیب کے لئے)ان کا کتب کا مطالعہ حاجات اصلیہ میں داخل ہے جیسے دیگر فنون والوں کے لئے آلات کا موجود ہونا لازمی ہوتا ہے۔

طب میں فراست۔

الموسوعۃالطبیہ الفقیہ نامی کتاب میں لکھا ہے۔:میدان طب بھی فراست سے کالی نہین ہے لیکن یہ فرسات اس وقت کام دیتی ہے جب قواعد و ضوابط کے بندھن میں بندھی ہوئی ہو۔طبیب کے لئے قواعد و ضوابط سے ہٹ کر جو اسے قانون طب کی مہیا کرتے ہیں اکیلے میں فراست کی بنیاد پر مریض کے لئے کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔اس فراست کو حاذقین طب کے اصولوں پر پرکھا جانا چاہئے اگر یہ فراست ان اصول طبّی سے مناسبت رکھتی ہے تو یہ فراست اس قابل ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔(صفحہ 766)انسان کسی بھی میدان میں محنت و مشقت سے کام لیتا ہے اس کے سامنے بند دروازے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔یہی حال میدان طب کا ہے۔فراست اور مکاشفہ اسی آدمی کا معتبر ہوتا ہے جس میدان کا وہ شہ سوار ہو۔ایک عربی مقولہ ہے۔الخطا فی النفوس ولیس فی النصوص۔یعنی کسی کی ذاتی خطاء قانون نہین بن سکتی۔(من علم الطب القرانی، الدکتور عدنان الشریف)

لوگ کیسے متوجہ ہوتے ہیں؟

اگر طب کی طرف سے شرح صدر ہو جائے تو متعلقہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرے اسے سمجھے جہاں بات سمجھ میں نہ آئے وہ کسی ماہر کی خدمت میں جا کر سمجھے،استاد کی معمولی توجہ ذہن پر پڑی ہوئی ایسی گرہ میں کھول نے مددگار ثابت ہوتی ہے جو برسوں کے مطالعہ سے بھی نہیں کھلتی۔ضروری

نہیں کہ آپ مکمل طورپر طبیب بنیں کسی ایک شعبہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔آج تخصص کا دور ہے،ہر آدمی اپنی ضرورت کسی ماہر سے حل کرانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی منہ مانگی قیمت دینے کے لئے آمادہ ہے۔جب کسی ایک چیز میں مہارت پیدا کرلوگے تو لوگ قطاروں میں کھڑے ہو کر تمہارا انتظار کریں گے۔اگر تم نے کسی ایک مریض کا بہتر انداز میں علاج کر دیا۔اس کے آگے لوگوں کی باری ہے۔کیونکہ ایک عام انسان سے درجہ ولایت ایک جست کے فاصلہ پر ہے۔

جب تم لوگوں کے درد کی دوا کروگے تو فیضیاب لوگ آپ کی مشہوری میں کسی بھی حد تک جانے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہونگے۔آپ کو معلوم ہے ایک عام ڈاکٹر و عام حکیم اور عالم حکیم کے درمیان فرق کیا ہے؟ایک باریک سا فرق ہے جو اسے سمجھ لیگا پکے پھل کی طرح فوائد اس کی جھولی میں آگریں گے۔ایک دنیادار حکیم یا ڈاکٹر کو لوگ حکیم یا ڈاکٹر سمجھیں گے اگر آپ نے اس میدان میں قدم رکھا تو آپ کی خدمت کے عوض لوگ اسے کرامت اور ولایت قرار دیں گے۔آپ کی طبّی مہارت کو وہ الگ سے رنگ دیں گے۔راقم الحروف شعبہ طب سے منسلک ہے لوگوں کے دکھ درد سننے کا بھی اپنا ہی ہنر ہے،علاج تو الگ رہا لوگ صرف دکھ درد سننے پر ہی اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اپنی جیب کا منہ کھول دیتے ہیں خوشی خوشی اس قدر دے جاتے ہیں کہ ایک مزدور کی یومیہ مزدوری سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

کسی ایک میدان میں مہارت حاصل کریں۔

تاریخ میں بہت سی شخصیات بہت سے علوم و فنون میں یکتائے روزگار تھے۔متداولہ و غیر متداولہ علوم میں خاص نگاہ رکھتے تھے،ایک ایک انسان اتنے سارے علوم و فنون پر قلم اٹھا سکتا ہے آج حیرت ہوتی ہے لیکن ان کی شہرت کسی ایک فن میں ہوتی تھی۔آپ مشہور اکابرین امت کی سوانح عمریاں پڑھ لیں اور جن علوم و فنون میں انہوں نے مہارت کا ثبوت پیش کیا انہیں شمار کرلیں۔ان کی تصنیفات کی فہرست کو اس انداز میں مرتب کیا جاتا ہے۔

علم حدیث۔علم تفسیر۔علم بدیع۔علم النحو۔علم نجوم۔فلکیات۔طب۔وغیرہ یہ فہرست صرف نام کی فہرست نہ ہوا کرتی تھیں بلکہ مختلف بہت سے علوم و فنون پر ان کی کتب موجود ہیں۔آپ بھی

انہیں اکابرین کے پیروکار ہیں۔آپ کو یہ سارے علوم و فنون مدارس میں پڑھائے گئے ہیں۔ معمولی سی توجہ کسی بھی فن و ہنر میں جان ڈالنے کے لئے کافی ہے۔

اس وقت کی صورت حال

اس وقت جس کی مسجد بڑی وہ عالم بڑا جس کا دربار بڑا وہ پیر بڑا۔جس کی گاڑی بڑی وہ مالدار زیادہ جس کے کپڑے نفیس وہ آدمی آسودہ حال، یہاں ہر ایک کا اپنا اپنا زاویہ نگاہ ہے اسی کے مطابق وہ فیصلے کرتا ہے، ضرورت کو ترجیح دی جاتی ہے جس کسی سے ضرورت وابسطہ ہو جائے اس کی قدر بھی کی جاتی ہے، اس کے اچھے برے اعمال و افعال کی بہتر تشریح بھی جاتی ہے اگر ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے تو مطلب برآوری میں رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔

ذہین لوگ اس لئے کامیاب ہوتے ہیں کہ وہ جیسے تیسے کرکے یہ ثابت کرنے میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں ان کا وجود یا ان کی بنائی ہوئی چیز زندگی کے لئے اہمیت کی حامل ہے، جب یہ سمجھانے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ وہ لوگوں کی ضرورت ہے تو اس کی محنت کا پھل مل جاتا ہے اس کے بعد وہ اپنی محنت کا پھل سود سمیت سمیٹا ہے۔اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت لوگوں کو بیماری اور تکلیف سے چھٹکارا دلانا ہے اگر تم لوگوں کو یہ بتانے میں کامیاب ہوگئے کہ میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج ہے تو تم وسائل سے بے نیاز ہو جاؤگے، لوگ اپنے دکھ درد کو درد کرنے کی خاطر اپنا سب کچھ لا کر تمہارے قدموں میں ڈھیر کردیں گے۔اس وقت لوگ جس چیز سے خوف زدہ ہیں وہ نت نئے امراض اور میڈیا پر پھیلایا ہوا خوف ہے جو بھی اس خوف سے نجات دلائے گا مالا مال ہو جائیگا، کیا دیکھتے نہیں کہ ایسے لوگ جو مال و زر سے تہی دست تھے انہوں نے کسی ایک نسخہ کو اپنایا رفتہ رفتہ لوگوں کو یقین آتا گیا اور اس نسخہ کی بدولت وہ امیر سے امیر تر ہوتے گئے۔اس لئے طب و حکمت ایک مختصر ترین راستہ ہے جس پر چل کر اپنی مالی حالت کو دنوں میں بہتر کیا جاسکتا ہے۔

خود کھڑے ہونے کے لئے دوسروں کو گرانا ضروری نہیں ہے۔

معاشرتی نفسیات کچھ اس انداز کی تشکیل پا چکی ہے کہ خود کو کھڑا کرنے اور اپنے قدم جمانے کے لئے دوسروں کو گرانا ضروری خیال کرتے ہیں،جب کہ اللہ کی زمین اور انسان کے اندر رکھی ہوئی استعداد اس قدر وسعت رکھتی ہیں کہ خود کو اٹھانے اور بلند کرنے کے لئے کسی دوسرے کا گرانا ضروری نہیں ہوتا۔

آپ مارکیٹ چلے جائیں جب بھی کوئی نئی چیز مارکیٹ میں متعارف کرائی جاتی ہے اس کی نقل فوراً تیار ہو کر مارکیٹ میں آجاتی ہے۔سوچنا یہ ہے کہ جو لوگ نقالی کرنے کا ہنر جانتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ وہ نئے انداز میں سوچیں اور خود ایسی چیز ایجاد کریں جو مارکیٹ میں لوگوں کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔سوچو جس نے یہ چیز تیار کی ہے جس کی تم نقالی پر اتر آئے ہو وہ بھی تو تمہارے جیسا کوئی انسان ہی ہے،جس قدر نقالی کے لئے جدو جہد کرتے ہو اس سے کم محنت اگر تم نئی چیز ایجاد کرنے پر لگادو تو تم نقال کے بجائے موجد کہلا سکتے ہو اور تم اپنی جداگانہ شناخت متعارف کروا سکتے ہو ہمیں نقال سے موجد بن نے میں صرف ایک جست اور ایک حوصلہ کی ضرورت ہے۔دنیا دار معالج اور ایک عالم میں بنیادی طورپر اتنا فرق تو ضرور ہوتا ہے،روزی روٹی سے متعلق نظریات کھل کر سامنے آجاتے ہیں ، عالم ساری زندگی اللہ کے رازق ہونے کا درس دیتا ہے جب کہ غیر عالم کے سامنے صرف اس کا روزگار ہوتا ہے جہاں مد مقابل کی گنجائش کم کم ہی نظر آتی ہے۔سوچنے کی سب کو آزادی ہے مثبت سوچو یا منفی اس کا فیصلہ تمہارا اندر کاانسان کرے گا۔حدیث پاک میں اچھے برے کی شناخت کا اصل بیان فرمادیا اس کی روشنی میں اپنی زندگی متعین کر سکتے ہو۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: قلب کی اول کھٹک پر عمل کرنا چاہیے

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا ان التقویٰ ھھنا، وأشار الی صدرہ". (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ الخ) یاد رکھو! تقویٰ اس جگہ ہے اور اپنے قلب کی طرف اشارہ فرمایا۔یعنی تقویٰ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنا) افعال قلوب سے ہے۔ (التقویٰ ص:18) #

کسی سے میں یہ کیوں پوچھوں تصوف کس کو کہتے ہیں
خود اپنے دل کو دیکھا اور کہا کہ اس کو کہتے ہیں

حدیث شریف میں ہے "استفت قلبك ولو افتاك المفتون" (اپنے دل سے فتویٰ لو، اگرچہ مفتی بھی فتویٰ دے دیں) (التخريج : أخرجه أحمد (18028)، والدارمي (2533)، والطحاوي في ((شرح مشكل الآثار)) (2139) باختلاف يسير.) یعنی باطنی مفتی کے خلاف ظاہری مفتی کا قول نہ لیا جائے، بلکہ فتوے کے ساتھ اپنے دل کو دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے؟ ہاں ! جہاں قلب شہادت دے دے وہاں بخوشی اجازت ہے۔ (ارضاء الحق، ج:2، ص:42)

طب کی ضرورت۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے (القران)

مدارس عربیہ میں ایک بہت اہم فریضہ کی تکمیل ہوتی ہے۔

صدر مدرس سے لیکر ایک ادنی خدمت گزار تک پوری امت کے لئے فرض کفایہ کا کام کررہے ہیں۔

طالب علم کے لئے جو فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

طب دین کا اہم شعبہ اور حصہ ہے۔

طب وہ فن ہے جس سے وابستگی اساتذہ اور طلباء کی صحت کو زیادہ دیر تک برقرار رکھا جا سکتا ہے صحت مند انتظامیہ کے لوگ بہتر انداز میں ادارہ کی خدمت کر سکتے ہیں۔

مقامی طور پر بہت سے وسائل بچا کر ادارہ کے دوسرے شعبہ جات میں خرچ کیا جاسکتا ہے جو رقم علاج و معالجہ کی مد میں باہر جاتی ہے اسے روکا جاسکتا ہے۔

طب ایک ایسا ہنر ہے جو آمدن کا سبب ہے اگر اسے ذریعہ آمدن نہ بھی بنایا جائے تو خلق خدا کی خدمت کا ہمہ وقت موقع ہے۔

طب ایک ایسا ہنر و فن ہے جس کی ہر ایک کو ضرورت پڑتی ہے وہ معاشرتی طور پر چاہے کوئی بھی مقام و مرتبہ رکھتا ہو۔

ایک طالب علم اگر بیمار پڑ جائے تو طالب علم کے تعلیمی نقصان کے ساتھ ساتھ ادارہ کو بھی بہت بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اگر خدانخواستہ طالب علم آخری سالوں میں ہو اور بیمار پڑ جائے تو پوری قوم کا نقصان ہوتا ہے ادارہ کے ساتھ ساتھ قوم بھی اس نقصان میں برابر شریک ہوگی۔

اسی طرح اگر بیماری کی وجہ سے ایک طالب علم اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری نہ رکھ سکے تو قوم کے لئے یہ بات المیہ سے کم نہیں ہو سکتی۔

ایک صحت مند عالم بیمار کی نسبت کہیں بہتر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔

اس سے بڑا نقصان اس وقت ہوتا ہے جب کوئی استاد یا ادارہ کا رکن بیمار پڑ جائے اور اس کی مناسب طبّی امداد نہ ہوسکے

شعبہ طب کو لازمی سمجھا جاتا ہے اس لیے ڈسپنسری کے لئے مخصوص رقم رکھی جاتی ہے تاکہ بوقت ضرورت علاج معالجہ کی سہولت میسر آسکے۔

ان تمام حقائق کی موجودگی میں فن طب کو مدارس عربیہ میں لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے۔ورنہ اختیاری مضمون سے تو کسی طور پر عذر نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ کتب طب میں جس قدر عربی زبان کی اصلاحات موجود ہیں انہیں ایک عربی جاننے والا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے اردو دان طبقہ اس سے عاری ہے۔

فارغ ہونے والے طلباء اگر فن طب میں مہارت حاصل کرلیں تو معاشرتی طور پر وسائل اور زندگی کے دیگر معاملات کے ساتھ ادارہ کے لئے وسائل کی فراہمی کا بہترین ذریعہ ہاتھ آجاتا ہے کیونکہ لوگ انہی اداروں کی خدمت کرتے ہیں جہاں مفاد وابستہ ہو یا پھر واقفیت ہو کیونکہ جس معاشرہ میں ہم سانس لے رہے ہیں بظاہر تنومند و صحت مند ہے لیکن اندر سے کھوکھلا اور بیمار ہے مشاہدہ ہے کہ اس وقت ہر دوسرا گھر دوا کا محتاج ہوچکا ہے کسی گھر میں آٹا جائے یا نہ جائے لیکن دوا ضرور جاتی ہے۔

عوام ہی پر بس نہیں علماء اور اہل علم بھی اپنی صحت کے بارہ میں ہر وقت فکر مند رہتے ہیں۔

ایک محقق و مدقق علم دین اگر بیمار پڑ جائے یا اس کے افراد خانہ میں سے کوئی بیمار ہو جائے وہ اپنا کام جاری نہیں رکھ سکتا۔

ایک فارغ التحصیل علم اگر وسائل کی وجہ سے مارا مارا پھرے اس سے بڑی بد نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟اگر فن طب میں کمال پیدا کرلے گا تو وہ جہاں ہوگا اس جگہ لوگوں کا ہجوم رہے گا وہ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرے گا لوگ اس کی ضرورت کا خیال کریں گے۔

علماء کرام طبعی طور پر طبّی میدان کے لئے موزوں رہتے ہیں انہیں اس فن میں مہارت کے لئے بہت کم محنت کرنا پڑتی ہے یہ جلد مہارت بہم پہنچا لیتے ہیں۔۔

یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ طبیب کا کام شفاء دینا نہیں ہوتا لیکن اسباب شفاء اختیار کرنا تو رضائے خداوندی ہے ہمیں اپنا کام کرنا چاہئے شفاء کے فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں وہاں صرف التجاء کی جاسکتی ہے۔لیکن جب انسان ایسے راستے کا مسافر بنتا ہے جو سوئے منزل جاتا ہو منزل پر پہنچنا نہ پہنچنا الگ بات ہے لیکن جب تک دم میں دم ہے آس کا دامن موجود رہتا ہے۔

اگر مدارس میں طب پڑھائی جائے؟

اگر مدارس میں علاج و معالجہ سے متعلقہ مواد کو اختیاری مضمون کے طور پر شامل کرلیا جائے کم از کم سال میں ایک ماہ اس کی طرف توجہ کرلی جائے تو بہت سے ذہین طلباء بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتے ہیں،جس طرح ہر پڑھنے والا طالب علم عالم نہیں بن سکتا اسی طرح ہر کوئی طبّی میدان میں مہارت کا ثبوت پیش نہیں کرسکتا۔البتہ کئی طلباء اس سے استفادہ کرکے علمی زندگی میں خدمت خلق کی ایک صورت ضرور پیدا کرسکتے ہیں۔مدارس عربیہ میں بہت سے بدلاؤ آچکے ہیں کئی نصابی کتب جنہیں سالوں پہلے لازمی سمجھا جاتا ہے ان کے بغیر نصاب ادھورا اور ان میں ناکام ہونا بہت بڑا عیب سمجھا جاتا تھا آج ان کتب کو خارج از نصاب کردیا گیا ہے،اہل حل و عقد کا کہنا ہے کہ اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی ان کی جگہ دیگر مضامین شامل نصاب کرلئے گئے ہیں مثلاَ مدارس نے عصری تعلیم کو وقت کی ضرورت سمجھ کر شامل نصاب کیا اس کے بہترین نتائج سامنے آئے ہیں۔ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس اضافہ سے دینی مدارس کے طلباء پر نصابی

طور پر کیا اثرات مرتب ہونگے البتہ اس میدان میں اترنا طلباء کے لئے ایک نئی جہت ہے جب کہ اور دیگر تعلیمی اداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو کثرت وسائل رکھنے کے باوجود تعلیمی کارکردگی میں اس قدر پیچھے رہ گئے،دینی مدارس کے طلباء ومدرسین کے لئے خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے برسوں کے غلط تاثر کو تار تار کیا۔

دینی مدارس کے طلباء جوہر قابل ہیں جو ایک خاص ماحول میں پرورش پاتے ہیں،ان کی نصابی سرگرمیاں دیگر تعلیمی اداروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں،اس کے باجود یہ کامیابی سے نصابی دورانیہ کو مکمل کرتے ہیں،آج تو عصری تعلیم کو دینی مدارس نے اپنے نصاب کا حصہ بنالیا ہے ،دینی مدارس کے کئی طلباء اس وقت بھی سرکاری طورپر ہونے والے امتحانات میں شمولیت اختیار کیا کرتے تھے جب دینی مدارس میں اسے قابل توجہ بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔

عصری تعلیم اور ان کے امتحانی طریقہ کو اپنانے سے اگر دینی مدارس کے ماحول میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی بلکہ احسن انداز میں اسے اپنے ماحول کا حصہ بنالیا گیا ہے تو طب وقت کی ضرورت ہے،اگر ماہانہ طورپر کچھ اسباق طب پر بھی ہوجائیں تو امید ہے غیر محسوس انداز میں معاشرتی طورپر اس قدر اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہوجائیں گے کہ لوگ اس تبدیلی کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔مدارس کے طلباء جوہر قابل ہیں ان میں کسی بھی معاشرتی کردار میں ڈھلنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے،سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ کم وسائل میں زیادہ کام کرتے ہیں۔زندگی کی تلخ حقیقتوں کو روز مرہ کا معمول سمجھتے ہیں۔کوئی بھی ادارہ کسی طالب علم کوماہر نہیں بناتا اسے متعلقہ فن و ہنر میں شعور بخشتا ہے اس کے بعد عملی زندگی میں وہ اس کا ثبوت پیش کرتا ہے۔جب کوئی طالب علم خواہ کسی بھی ہنر یا فن میں تعلیم مکمل کرکے نکلتا ہے تو وہ حرف شناس یا پڑھنا لکھنا سیکھ کر نکلتا ہے،اصل صلاحتیں علمی میدان میں کھلتی ہیں۔کوئی بھی وکیل وکالت کے بعد کئی سال کسی ماہر قانون کے ماتحت کام کرتا ہے تب جا کر اسے لائسنس ملتا ہے۔ایک ڈاکٹر کئی سال تعلیمی مشغولیت سے فراغت کے بعد ماہرین کی زیر نگرانی کام کرتا ہے تب اسے اپنے فن یقین آتا ہے۔اسی طرح دینی مدارس کے طلباء اپنی نصابی تعلیم مکمل کرکے جب تک

عملی طورپر اپنے علم کی طرف راغب نہ ہوں اس وقت وہ عالم نہیں صرف حرف شناس ہوتے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے آج سے تقریبا تیس سال پہلے جب ہمیں سند فراغت دی گئی تھی اس وقت ہمارے ایک ماہر استاد صاحب نے یہ فرمایا تھا۔آج آپ لوگ سند فراغت حاصل کررہے ہیں آپ عالم نہیں بنے بلکہ حرف شناس بنے ہیں عالم تو معاشرہ میں جاکر بنوگے یا تمہیں معاشرہ عالم بنائے گا۔ تیس سالوں کی طویل مسافت نے اس قول کو حرف بحرف سچا ثابت کیا۔جب تک کوئی مشکل پیش نہ آئے انسانی طبیعت میں پختگی و قابلیت کا جوہر پختہ نہیں ہوتا۔مشکل وقت میں ہی مخفی صلاحتیوں کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی طرح مدارس عربیہ کے نصاب میں اختیاری طورپر شامل طبّی کتب کا حرف شناس بن جائے عملی زندگی میں کوئی ماہر طبیب اس کی رہنمائی کے لئے مل ہی جائے گا۔طب ایک ایسا ہنر ہے جس ہیں وقت انسان اپنے سہولت کے مطابق صرف کرتا ہے۔یعنی تعلیمی وتدریسی اوقات سے بچے ہوئے چند لمحات طبّی خدمات کے لئے دے سکتے ہیں جس سے باقی خدمات میں جان پیدا ہوسکتی ہے کیونکہ جب اپنا کمائیں گے اور اپنا کھائیں گے چندہ و خیرات سے مستغنی ہوجائیں گے تو خدمات کے اثرات میں گہرا رنگ آجائے گا۔

طب نبوی میں مفردات کی اہمیت۔

انسان اگر مفرد قسم کی خوراک استعمال کرے تو اسے مرض بھی مفرد لگتا ہے اور خواک ہیں مرکبات کا استعمال کرے تو امراض بھی اسی قسم کے لگتے ہیں۔علاج کے لئے امراض کے مطابق ہی تدابیر کی جاتی ہیں۔امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

جناب نبی کریم ﷺ کی سنت یہ تھی کہ آپ خود علاج کرتے،اور دوسروں کو علاج کی ہدایت فرماتے،چنانچہ متعلقین خاندان اور اصحاب کو آپ ﷺ علاج کرنے کی ہدایت فرمائی لیکن آپ نے یا آپ کے اصحاب نے اس سلسلے میں کسی باقاعدہ قرابدین سے مرکب دوائوں کا استعمال نہیں کیا،بلکہ آپ اور آپ کے ہمدم و ہم نشین عموما مفردات ہی سے علاج کرتے تھے،ان مفرد دوائوں

کے ساتھ کسی ایسی چیز کا اضافہ فرمالیتے جس سے اس کی قوت اور افادیت میں اضافہ ہو جاتا۔اور تقریبا دنیا کی اکثر اقوام باوجود اختلاف نسل و وطن کے مفردات ہی سے علاج کرتی ہیں۔خواہ وہ عرب ہوں یا ترک،دیہات اور دور افتاد علاقوں کے لوگ تو کلیتہ مفردات ہی سے علاج کرتے تھے،البتہ روم ویونان کے باشندوں کا میلان خاص مرکبات کی جانب تھا،ہندستان کے ویدوں اور اطباء کی بڑی جماعت صرف مفرد ہی سے علاج کرتی کراتی تھی(ذاد المعاد)

مورخین نے ابن نفیس علیہ الرحمۃ کے بارہ میں لکھا ہے:سلسلة علو الهمة - المقدم (14/12، بترقيم الشاملة آليا)

وأما الطب فلم يكن على وجه الأرض مثله

ساتھ میں تمام مصنفین نے متفقہ طورپر ان کی خصوصیات میں یہ بات لکھی ہے :فإنه إمام عصره، وغالب طبّه بخواصّ ومفردات يأتي بها وما يعرفها أحد لأنه يغيّر كيفيتها وصورتها، حتى لا تعلم، وله إصابات غريبة في علاجه. مسالك الأبصار في ممالك الأمصار (290/9)

وہ اپنے وقت کے امام الطب تھے ان کی طبیعت علاج بالمفردات کی طرف مائل تھی ہم نے اس بارہ مین ان جیسا کوئی نہین دیکھا۔وہ جڑی بوٹیوں کے خواص اوران کی شکل وصورت کے بارہ میں بہت ماہر تھے ان کی اس ندرت کو ہم نے کسی دوسرے میں نہیں دیکھا۔

مدارس میں عمومی طورپر کھانا سادہ استعمال ہوتا ہے لیکن کچھ متمول اداروں میں وسائل کی فراوانی نے دسترخوان کو کشادہ کردیا ہے جہاں مختلف انواع واقسام کے خوان موجود ہوتے ہیں لیکن عمومی طورپر ایک وقت میں ایک قسم کا کھانا دیا جاتا ہے،اس لئے علاج بھی مفردات ہی سے کام لیا جاسکتا ہے۔

نسخہ کسے کہتے ہیں

نسخہ کو عربی میں تذکرہ بھی کہا جاتا ہے۔نسخہ کاغذ کو کہا جاتا ہے جس پر دواکے اجزاء مع ہدایات استعمال درج ہوتے ہیں۔(مطب و نسخہ نویسی) عمومی طورپر ایک سے زائد اشیاء کے مرکب کو نسخہ

کہا جاتاہے کچھ ماہرین مفردات سے علاج میں ید طولی رکھتے ہیں لیکن اس کے استعمال پرہیز اوقات کار، معاون خوراک وغذاوغیرہ کاتذکرہ ہوتاہے۔

"ہوالشافی"نسخہ پر لکھنا

مسلمان اطباء کا یہ طریقہ تھاکہ جب وہ کسی مریض کا نسخہ لکھتے تو سب سے پہلے نسخہ کے اوپر "ہو الشافی" لکھا کرتے تھے۔یعنی شفا دینے والا اللہ ہے یہ "ہو الشافی" لکھناایک اسلامی طریقہ کار تھا۔ اُس زمانے میں انسان کے ہر ہر نقل و حرکت اور ہر ہر قول و فعل میں اسلامی ذہنیت، اسلامی عقیدہ اور اسلامی تعلیمات منعکس ہوتی تھیں۔ایک طبیب ہے جوعلاج کر رہاہے لیکن نسخہ لکھنے سے پہلے اس نے "ہو الشافی" لکھ دیا، یہ لکھ کر اس نے اس بات کااعلان کر دیا کہ میں اس بیماری کا نسخہ تو لکھ رہاہوں لیکن یہ نسخہ اس وقت تک کارآمد نہیں ہوگاجب تک وہ شفادینے والا شفا نہیں دے گا۔ایک مومن ڈاکٹر اور طبیب پہلے ہی قدم پر اس کا اعتراف کرلیتا تھا، اور جب "ہو الشافی" کا اعتراف کرکے نسخہ لکھتاتو اس کا نسخہ لکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کاایک حصہ بن جاتا تھا۔یہ لفظ قران کریم کی اس آیت سے ماخوذ لگتاہے۔

{وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا (23) إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ} [الکھف: 24،23]

ہماری تعلیم کا محور ہی یہ ہے کہ جو کچھ ہوتاہےاللہ سے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحبان کا اپنا انداز ہوتا ہے وہ اپنے نسخہ کے شروع میں "R"لکھتے ہیں زمانہ قدیم میں یونانی اوررومیجو پیٹر کو صحت کا دیوتا مانتے تھے اور حصول شفاکے لئے اس کے نام کے شروع کاایک لفظ نسخہ کے شروع میں تحریر کرتے تھے، لیکن بحیثیت مسلمان طبیب اسے شرک سمجھتاہےاس سے پرہیز لازم ہے۔لیکن اب اس لفظ کو لاطینی کے ایک لفظ ریسی پی ((RECEIPEکامخفف قرار دیا جاتا ہےجس کا مطلب ہے "لے لو

اسلام تابع داری کا نام ہے جو اپنی زندگی کو اسلام نظام زندگی کے تابع کردے اس کے اپنے اختیارات باقی نہیں رہ جاتے، بالخصوص اگر دربار نبوت سے کوئی حکم مل جائے تو باقی کچھ نہیں بچتا۔قران کریم کا فیصلہ "جب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ آجائے تو کسی مومن کے لئے لائق نہیں کہ

وہ اپنی مرضی کرے"قران کریم نے واضح کردیا بیماری و شفاء کے فیصلے اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔واذا مرضت فھو یشفین۔۔۔

مغربی تہذیب کی لعنت کا اثر

لیکن جب سے ہمارے اوپر مغربی تہذیب کی لعنت مسلط ہوئی ہے،اس وقت سے اس نے ہمارے اسلامی شعائر کا ملیامیٹ کرڈالا۔ اب آج کل کے ڈاکٹر کو نسخہ لکھتے وقت نہ ''بسم اللہ'' لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ''ہو الشافی'' لکھنے کی ضرورت ہے۔ بس اس نے تو مریض کا معائنہ کیا اور نسخہ لکھنا شروع کردیا۔اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ سائنس ہمارے پاس ایسے کافروں کے واسطے سے پہنچی ہے جن کے دماغ میں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا کوئی تصور موجود نہیں ان کا سارا بھروسہ اور اعتماد انہی اسباب اور انہی تدابیر پر ہے،اس لئے وہ صرف تدابیر اختیار کرتے ہیں۔(اصلاحی خطبات جلد نمبر 10 صفحہ نمبر:33)

اہل دین کا دعویٰ ہے کہ دین میں ہر ضرورت کی تکمیل کی جاسکتی ہے لیکن جب ایک عالم دین یا دینی طالب علم کسی غیر عالم طبیب کے پاس جاتا ہے تو اگر سوال کردے کہ جناب آپ کا کہنا ہے کہ دین ہماری ساری ضروریات کی کفالت کرتا ہے تو آپ کی بیماری کے بارہ میں دین کی کیا ہدایات ہیں ؟اس وقت بہت نازک مرحلہ ہوتا ہے ایک طبّی فن سے غفلت انسان کو شرمندہ کروادیتی ہے۔اگر دین کے اس شعبہ میں سوجھ بوجھ پیدا کی ہوتی تو خجالت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔اگر طب کو اپنے مطالعہ میں شامل کرلیا جائے تو بہت سا وقت بچ جاتا ہے جو معالج کے پاس جانے میں خرچ ہوتا ہے عجیب سوچ ہے ہم لوگ ایک طبیب سے چیک اپ کرانے کے لئے کئی دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس سے کم وقت بھی ہم نے طب کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو کسی دست نگری برداشت نہ کرنا پڑتی۔

فضلاء مدارس کا ایک المیہ

نئے فارغ التحصیل علماء میں جوش و جذبہ کے ساتھ ایک قسم کا تفوق پایا جاتا ہے وہ ایک دنیا سے دوسری دنیا میں قدم رکھتے ہیں ان دونوں دنیاؤں میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، عالم ہونے کا خمار اسے عوام کے ساتھ گھلنے ملنے سے باز رکھتا ہے کچھ عرصہ تو وہ اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے رفتہ رفتہ وہ اس دنیائے حقیقی سے آشنا ہوتا ہے۔اتنے عرصہ میں وہ بہت سا وقت برباد کرچکا ہوتا ہے، اس کے بعد اپنے آپ کو ماحول کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے اس میں بھی بہت سا قیمتی وقت صرف ہوتا ہے اس کے بعد اگر نصیب سے کوئی خدمت کا موقع مل بھی جائے تو وسائل کی فراہمی بہت بڑا مسئلہ بن کر اس کا راستہ روکتی ہے،اس کے بعد وہ ان لوگوں سے امداد کا طالب ہوتا ہے جنہیں وہ کچھ عرصہ پہلے تک اہمیت دینے کو تیار نہیں تھا۔وہ لوگ بھی اپنے چندہ کی قیمت وصول کرتے ہیں اور اس فاضل شخص کو خیر و برکت کی دعا، مردے بخشوانے کاروباری مقامات پر قران خوانی کرنے گاہے بگاہے اپنی شرافت کے ثبوت کے طور پر ان کی شخصیت کو کیش کراتے ہیں، ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد اس فاضل کی اکڑ۔تفوق اور علمی خمار سر سے اتر کر کوسوں دور بھاگ چکا ہوتا ہے،اب وہ ایک ہرکارے کی حیثیت اختیار کرجاتا ہے۔گاہے بگاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ مخیّر حضرات ان سے گلہ لیکر بیٹھ جاتے ہیں جناب ہم لوگ دین کی خدمت بھی کرتے ہیں آپ کے اخراجات کا بھی خیال کرتے ہیں پھر بھی ہمارے کاروبار میں مندہ کیوں ہوتا ہے؟ کاروبار خسارے میں کیوں چلتا ہے۔قرضے کیوں چڑھتے ہیں؟ یعنی وہ لوگ اپنے چندے اللہ کی رضا کے لئے نہیں بلکہ مولوی کو دیتے ہیں۔

دوسری طرف فاضل صاحب ہر چلہ وظیفہ آزماتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مخیّر کی جائز و ناجائز خواہشیں پوری ہوتی رہیں۔اس کے میز کے سامنے سہا ہوا ہوا افاضل عالم کیا حق بات کہنے کی ہمت رکھتا ہے؟ اس کے بعد اگر کسی دوسرے عالم کو پتہ چلتا ہے فلاں آسامی ہے خیرات و صدقات کرتا ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے لات مار کر باہر کردے خود پہلے والے کی جگہ جاکر جھولی پھیلادے۔یہ کوئی بدخوئی کے انداز میں نہیں لکھا جارہا یہ تو امر واقعہ ہے جس کا مشاہدہ ہر صلح وہر شام کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور سب سے بڑی بیماری باہمی اختلاف وافتراق ہوتا ہے اپنی اپنی مسند پر بیٹھے ہوئے بھی چین نہیں ملتا اس کے بعد حق کا نام لیکر ہر ایک دوسرا پر الزمات اور ٹانگ کھچائی اپنا حق سمجھتا ہے اپنی ذات پر لگنے والے ہر الزام کو اسلام کے خلاف سازش قرار دیتا ہے۔اس کا اسلام اس قدر کمزور اور ہلکا ہوچکا ہوتا ہے اگر اس کے چڑیا کے گھونسلے جتنے ادارہ کو کوئی آنچ آئے تو اسے اسلام مٹ جانے سے تشبیہ دیتا ہے۔خود کسی کے خلاف اول فول کہتا پھرے اسے اپنا حق سمجھتا ہے۔ادارہ کے پیسے اس کی ملکیت ہوتے ہیں،ان میں جو چاہے تصرف کرتا ہے اور تاویلات کے ذریعہ اسے جواز مہیا کرتا ہے۔یہ تمام قباحتیں پیسے کے حصول کے لئے اختیار کی جاتی ہیں اگر انسان اپنا خود کمائے اور اس کے جائز ذرائع اختیار کرے تو اللہ کی مدد ہر وقت اترتی ہے کیونکہ دین کسی کا محتاج نہیں سب دین کے محتاج ہیں۔

عمومی طورپر کئی صدیوں سے لوگوں نے اسلام کے نام پر فائدہ اٹھا یاہے اسلام کو فائدہ کم ہی دیا ہے۔طب ایک ایسا میدان ہے جس میں مہارت کی بنیاد پر جتنے چاہو پیسہ پیدا کرلو تم لوگوں کے دکھ درد دور کروگے لوگ تمہارے دکھ درد میں شریک ہونگے۔

عمومی طورپر محراب و ممبر سے یہ صدا سنائی دیتی ہے

الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ۔اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان(217/1)۔

کہ دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہوتا ہے۔کیونکہ اوپر والا ہاتھ فائدہ پہنچانے والا اور نیچے والا سوالی کا ہوتا ہے۔جب انسان اپنی سے جیب سے خرچہ کرتا ہے اپنے دستر خوان سے کھاتا ہے اس کی آواز اس کے وعظ اور اس کی تدریس میں جو اثر اور ولولہ ہوتا ہے وہ دوسروں کے چندے پر پلنے والے لوگوں میں کہاں ؟کسی نے سچ ہی کہا ہے منہ کھائے آنکھ شرمائے۔میں دینی مدارس کے نظام کو نشانہ تنقید نہیں بنارہا یہ تو عطیہ خداوندی ہے جس کی موجودگی دین کی موجودگی ہے ان کے وجود مسعود سے تو آج نام اسلام زندہ ہے۔آج اگر کہیں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں انہیں کے وجود سے بلند ہورہی ہیں فاضلین مدارس نے تن تنہا وہ کار رہائے نمایاں سر انجام دئے جو

بڑے بڑے ادارے اور حکومتیں نہ کر سکیں،ایک ایک عالم نے صدیوں تک یاد رہنے والے کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں،آج بھی للہ فی اللہ ایسے لوگ موجود ہیں جن کا وجود غنیمت ہے وہ قلیل وسائل میں بھی اس قدر خدمات سرانجام دے رہیں کہ عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔

ایک مثالی مدرسہ۔

ہمارے حفظ کے ساتھ مولانا عبدالستار صاحب کنگن پور میں ایک ارادہ چلا رہے ہیں۔وہ ٹھیکہ پر زمین لیتے ہیں انہوں نے ملازم رکھے ہوئے ہیں اس کھیتی باڑی سے جو آمدن ہوتی ہے اس سے کئی صد بچوں کو تعلیم۔صحت اور رہائش طعام و قیام کا انتظام کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مجھے چندہ مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ان کے ادارہ میں کئی صد بچیاں اعلی ماحول و وسائل کی موجودگی میں زیور تعلیم سے آراستہ ہورہی ہیں۔ان کے ادارہ کے تعلیمی نتائج دیگر اداروں سے کہیں بہتر و اعلی ہیں۔

ہم نے ان سے کاغذ مانگا رجسٹر حاضری۔کھاتہ حساب و غیرہ تو انہوں نے کہا مجھے کبھی حساب و کتاب لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔کئی اساتذہ تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں ان کا مشاہرہ وقت سے پہلے ادا کردیتا ہوں،مجھے یاد نہیں کہ میں نے ادارہ کے اخراجات کے لئے کسی سے کبھی قرض لیا ہو۔بلکہ بہت سے لوگ مجھ سے تعاون مانگتے ہیں۔

سنت نبوی ﷺ اعلی ترین طبّی قوانین ہیں

عبدالملک کہتے ہیں اور جو کچھ میں نے علم (طب) سیکھا ہے اور علاج میں شفایابی حاصل کی ہے اس تجربہ کی بنیاد پر کہتا ہوں"فان اصل علم الطب من علم النبوۃ بتقدیر العزیز العلیم" (العلاج بالاعشاب) دراصل علم طب علم نبوت کا پرتو ہے۔شمائل ترمذی ایک ایسا شاہکار نمونہ ہے جسے کوئی بھی پڑھے وہ نہال ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے"رسول ﷺ جو تمہیں عطاء فرمائیں لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ"(الممتحنہ پ 28)اسی طرح ان کے اسوہ اور طریقہ زندگی کو انسانیت کے بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے یوں تو حدیث مبارکہ پر لکھی گئی ہر تحریر ہی گلدستہ ہے لیکن شمائل میں خاصیت یہ ہے اس میں دن رات کے لمحات کو سلک مروارید کی

طرح پرو دیا گیا ہے ،جو اِن ہدایات اور اسوہ رسول ﷺ کو اپنائے گا وہ گویا طب نبوی کو اپنائے گا۔ صحت مند کی صحت کو برقرار رکھنے اور بیمار کی صحت کو لوٹانے کے سب اصول اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ عمومی طورپر طلبائے مدارس عربیہ اور فضلائے مدارس عربیہ شمائل ترمذی کو ایک سیرت کی کتاب اور عادات رسول اور معمولات نبوی ﷺ کا ایک کتابچہ سمجھتے ہیں اگر ایک طبیب کی نگاہ سے دیکھا جائے تو صحت کے ایسے اصول بیان کئے گئے ہیں اگر تمام طب قدیم وجدید کو جمع کرلیا جائے تو اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔۔

ایک طبیب اپنے مریض کے علاج کے وقت کچھ ضروری غذائی تلقین کرتا ہے کچھ باتوں سے پرہیز دیتا ہے ان کے علاوہ کچھ باتیں بطور ہدایت کہتاہے امراض جسمانی غلاظت کا مناسب اخراج نہ ہونے کی وجہ سے پیداہوتے ہیں اور کچھ امراض مناسب ماحول نہ ہونے کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں۔ کتب احادیث کا مطالعہ کرنے سے زندگی گذارکے بارہ میں جو زریں اصول سامنے آتے ہیں انہیں دیکھ کر حیرت سے منہ کھلارہ جاتا ہے۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں "اسی طرح قران کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اصول طب اور اس کے اساسی قواعد کی طرف رہنمائی فرمائی آگے ہم ان اصولوں کی تائید رسول اللہ ﷺ کی سنت سے پیش کریں گی جن سے واضح ہوجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات بسلسلہ حفظان صحت، صحت وعلاج کس قدر مکمل ہیں (ذاد المعاد)

ام المومنین عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے سرین کو تین بار دھوتے تھے۔ عبداللہ بن عمر (رض) کہتے ہیں کہ ہم نے بھی ایسے ہی کیا، تو اسے دوا اور پاکی دونوں پایا۔ تخریج دارالدعوہ : «تفرد بہ ابن ماجہ، (تحفة الأشراف : ١٦٠٤٥، ومصباح الزجاجة: ١٤٩)، وقد أخرجہ: مسند احمد (٦/٢١٠)

أبو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج (المتوفی: 737ھ-) لکھتے ہیں:

حضرت شیخ نے ادویہ ماثورہ جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں ان کی اصل اور بنیاد یقین اور تصدیق ہے جس بات پر یقین کرلیا جائے اللہ تعالیٰ اس امر کو آسان فرمادیتے ہیں

المدخل لابن الحاج (117/4)

مریض و طبیب۔

کوئی بھی مذہب ہو یا معاشرہ انسانی جان کو سب سے قیمتی تصور کیا جاتا ہے دین اسلام نے بھی انسانی جان کو اولین ترجیح دی ہے۔ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے انسانی جسم گوشت پوست،ہڈیوں پر مشتمل ہے ان سب کی کیمیائی ساخت جداگانہ ہے مفردات و مرکبات کا ایک اچھوتا شاہکار ہے انسانی ساخت کو سمجھنے کی ابھی بہت تحقیقی کام درکار ہے،کاربن،ہائیڈروجن ،آکسیجن تو ہر نامیاتی مرکب کا لازمی عناصر ہیں انکے ساتھ لوہا کیلسیم ،و دیگر کئی دھاتیں پیکر انسانی کا لازمی جزو ہیں جب کسی جزو کی جسم انسانی میں کمی ہوتی ہے تو اس عنصر کو جسم میں داخل کیا جاتا ہے تاکہ کمی کو پورا کیا جاسکے۔جسمانی اعتدال میں جو انحراف پیدا ہوا ہے اسے بحال کیا جاسکے نظام جسمانی کو جادہ اعتدال کی طرف واپس لانے کے لئے بہت سی اشیاء اور خوراکیں غذائیں تجویز کی جاتی ہیں۔اس کے ساتھ آرام نیند سیر و تفریح وغیرہ کمزوری کو رفع کرنے کے اسباب ہیں۔

ایک قلمکار اس کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے"ہر زندہ نفس کی ایک اہم خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ ہر لحظہ اپنی اندرونی تعمیر کرتا رہتا ہے،زندگی کے قوام و دوام کے لئے توانائی کا مصرف لازمی ہے اس عمل سے عضائے تنفس ذی حیات میں کمزوری اور نقاہت پیدا ہوجاتی ہے یہ تخریب کا عمل ہے،اس تخریب کے جواب میں تعمیر کا عمل لازمی ہے نہیں تو تخریب تعمیر کے عمل پر حاوی ہو جائے گی اور ذی حیات نور کچھ دیر بعد صرف نقاہت کے عارضے سے ہی اپنے اندرونی اعضا کے افعال کو ساقط کردیگا اس کا نام عرف میں ہم نے موت رکھا ہوا ہے،ہر زندہ نظام کے لئے لازمی ہے کہ وہ اس تخریب کی جو زندگی کے قیام کے لئے عمل میں آئی ہے تعمیر کرتا رہے یہ عمل اسی وقت بصورت احسن ممکن ہے جب نظام صحت مند اور قوی ہو" (مشیر الاطباء جو1963ء)ایک طبیب اور ماہر غذائیات کو معلوم ہوتا ہے کس چیز کے استعمال سے انسانی وجود کی ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے ادویاتی میدان میں کتنی بھی ترقی و توسیع ہو جائے لیکن غذا کا مقام جداگانہ ہے جسے دوا کبھی پر نہیں کرسکتی۔طب نبوی کا ماہر سمجھتا ہے انسانی جسم کی بے اعتدالی کو جو بیماری کی صورت

میں نمودار ہوتی ہے اسے کونسی غذا خوراک یا دوا سے اعتدال کی طرف موڑا جاسکتا ہے۔یہیں پر آکے طبیب و مریض کا رشتہ استوار ہوتا ہے اور رشتے تب ہی نبھتے ہیں جب ہر کوئی دوسرے کے حقوق پہچان کر اس کی نیک نیتی سے ادائیگی کی کوشش کرے۔

قابل تلافی نقصان۔

انسانی جسم ننھے منے بے شمار خلیات سے مل کر بنا ہے یہ اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ سوئی نوک پر کئی خلیات سما جایئں انسانی جسم میں 2400 کھرب خلیات ٹوٹ پھوٹ کر انسانی خون میں شامل ہوجاتے ہیں ان میں اکثر کی جگہ نئے خلیات لے لیتے ہیں لیکن بعض خلیات ایسے بھی ہیں جن کی کمی کو نئے خلیات نہیں لے سکتے عمر رفتہ کے ساتھ ساتھ ان میں انحطاطی کیفیت روز افزوں رہتی ہے یہی خلیاتی کمی کچھ سالوں بعد بوڑھاپے کی صورت میں نمودار ہوتی ہے ساٹھ سال کی عمر انسان کے پٹھوں میں 35 فیصد اور دماغ کے پٹھوں میں 10 فیصد تک خلیات ضائع ہوچکے ہوتے ہیں ان خلیات کا ایک فطری عمل ہے اسے روکا نہیں جاسکتا لیکن مناسب تدبیر اختیار کرکے اس ضیاع کی رفتار کو کم کیا جاسکتا ہے۔ ورزش سے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور جوانی کو زیادہ دیر تک قائم رکھا جاسکتا ہے۔ مطالعہ سے سوچنے اور دماغی صلاحتیں توانا ہوتے ہیں دماغ ایک ایسی پوشیدہ اور پیچیدہ صنعت ہے جسے ابھی تک نہیں سمجھا جاسکا اکثریت دماغ اور سوچوں کی وجہ سے لوگ بوڑھے ہوتے ہیں جس کی سوچیں صحت مند رہتی ہیں وہ انسان بھی صحت مند رہتا ہی اور جس کی سوچیں انتشار کا شکار ہوں اس کا وجود بھی جلد بکھر جاتا ہے۔انسان کے بوڑھے ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ 25 سال کی عمر میں اس کی نشو و نما رک جاتی ہے جب تک نشو و نما جاری رہتی ہے ان خلیات کی کمی کسی حد تک پوری ہوتی رہتی ہے نشو و نما رکنے کے چند سال بعد ہی بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگ جاتے ہیں۔ جسم کے کچھ حصے ہمیشہ نئے انداز میں پیدا ہو کر پرانوں کی جگہ لے لتے رہتے ہیں۔

نظام جسمانی ناکارہ کیوں ہوتا ہے۔

جیساکہ جانتے ہیں کہ خلیہ کسی بھی عضو کیاکائی ہوتی ہے لیکن عملی لحاظ سے یہ مکمل فیکٹری کی حیثیت رکھیتا ہے۔خلیۓ میں غذا سے مختلف کیمیائی مرکبات تیار کرنے اور غذا کو بطور اینڈھن جلاکر توانائی حاصل کرنے کے پلانٹ خاص طورپر اہم ہیں خون ہر خلیۓ کو غذااور آکسیجن بہم پہنچاتا ہےاور خون ہی خلیۓ ہیں پیدا ہونے والے ردی اور بے کار مواد کو اٹھا کر پھیپھڑوں اور آنتوں میں پہنچاتا ہے جہاں سے انہیں فضلے کی صورت میں خارج کردیا جاتا ہے لیکن انسانی عادات کی بے اعتدالی اور حفظان صحت کے اصولوں کی خلاف روزی خلیات میں معمولی معمولی کم کے ردی ذرات جمع ہو جانا شروع ہو جاتے ہیں۔ایک حدتک تو قوت مدبرہ انہیں خارج کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن جب ردی مواد کی زیادتی خلیۓ کی قوت کو بیکار کردیتے ہیں تو خلیۓ کی کارکردگی میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے۔یوں انسانی صحت میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے نقاہت اور کمزوری نمایا ہونے لگتی ہےاور بوڑھاپا صحت کی دہلیز پر دستک دینے لگتا ہے۔

ہمارے خون کی رگیں عضلات کے سرے ہڈیوں کے جوڑ عضلات غدد اور اعصاب کے بے خلیات کا مجموعہ ہوتے ہیں ان کی کیمیائی سخت لچکدار ہوتی ہے جب یہ بے کار اور ناکارہ مادے ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تو ان کی لچک ختم کردیتے ہیں۔لچک تناؤمیں تبدیل ہو جاتی ہے کمر جھک جاتی ہے ہاتھ پاؤں میں اکڑاؤ آجاتا ہے کچھ لوگوں کی انگلیاں تک ٹیڑھی ہو جاتی ہیں معمولی سی حرکت سے بھی جان پر بن آتی ہے۔یوں ایک صحت مند انسان دیکھتے ہی دیکھتے ہڈیوں کا مجموعہ بن کررہ جاتا ہے طب نبوی ﷺ ایک ایسا راستہ ہے جس میں ان کمزوریوں اور کمیوں کی تلافی کے آسان و بے ضرر حل پایا جاتا ہے۔جب ایک طبیب اس پر غور خوض کرتا ہے کہ انسانی جسم کی ضروریات کیا ہیں اور اس میں کمی و کمزوری کس وجہ سے پیدا ہوتی ہے تو وہ بخوبی سمجھ جاتا ہے کہ اس تخریبی عمل کا تدارک کن غذاؤں اور کن بے ضرور اشیاء سے کیا جاسکتا ہے۔طبیب اس راز سے واقف ہوتا ہے جس کی مدد سے وہ جسمانی بدلاؤ کو سمجھ کراس کے لئے مناسب تدبیر بتاتا ہے۔

قوانین قدرت کبھی نہیں بدلتے۔

انسان تخلیقی طورپر پیچیدہ تخلیق ہے اسے عقل و شعور کی وجہ سے بہت اہمیت حاصل ہے کائنات گویاکہ اس کی مرضی ومنشاء کے مطابق ڈھالی گئ ہے اسے شعور کی بنیاد پر اپنے مرضی کے تصرفات کا حق حاصل ہے ہر ذی روح کی بقاء کے لئے غذاو خوراک کاانتظام کیاگیا ہے۔ایک قانون اعتدال کا نفاذپر معاملہ اور ہر جگہ کیاگیا ہے کسی بھی چیز میں جب اعتدال ختم ہوتا ہے اور کجروی آنا شروع ہوجاتی ہے تواس انحرافی صورت میں کسی بھی جاندار و بے جان کو نقصان اٹھاناپڑتا ہے کیونکہ جو لوگ قوانین کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں وہ خود ٹوٹ جاتے ہیں اسی طرح انسانی صحت ان قوانین قدرت کے اعتدال کا نام ہے اور بیماری ان قوانین سے بغاوت یااعتدال سے انحراف کا نام ہے جو جس قدر بھی حد اعتدال سے دور ہوتا جائے اسی قدر وہ اپنی صحت و تندرستی سے ہاتھ دھوتا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر بات میں اعتدال کی وجہ سے حسن رکھا ہے ایک بھوکاجب خوراک کھاتا ہے تو اسے تونائی اور صحت ملتی ہے اگر یہی کھانا ایک بھرے ہوئے پیٹ والا کھائے گا تو اسی بیماری وہ سقم ملتا ہے کیونکہ جس کی ضرورت تھی اسے فائدہ ملا جسے ضرورت نہ تھی اسے نقصان ہوا۔

طبیب اگر عامل بھی بن جائے؟

پاک ہند میں دم جھاڑا اور ہلکی پھلکی طب مدارس اور مساجد کے ہجرے میں پروان چڑھی ہے صوفیا کرام اور اہل اللہ کی کتب اٹھا کر دیکھ لیں جہاں انہوں نے عملیات پر بحث فرمائی ہے وہیں پر انہوں نے طبّی ٹوٹکے بھی درج کئے ہیں عملیات کی کتاب کسی نے بھی لکھی اس کا تعلق کسی مسلک ومذہب سے کیوں نہ ہو یہ روش سب نے اختیار کی ہے کہ گاہے بگاہے بوقت ضرورت طبّی نسخہ جات درج کئےگئے ہوتے ہیں۔

لکھنے والے کے ذہن میں افادہ و استفادہ کی کوئی صورت جاگزین ہوتی ہے وہ آنے والوں کو زیادہ زیادہ فیضیاب کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ طبّی نسخہ جات و مجربات اپنی تحریر کی زینت بنادیتا ہے۔یہ عاملین سے کچھ خاص نہیں بر صغیر کے اطباء کی بے شمار کتب ہماری نگاہ سے گزری ہیں وہ بھی اپنی کتب میں طبّی نسخہ جات کے ساتھ ساتھ عملیات لکھ جاتے ہیں۔ مسلمان تو رہے ایک طرف اہل

ہنود بھی اس راہ پر گامزن ہیں۔ میرے سامنے ہندو ویدوں کی کئی تصانیف کھلی پڑی ہیں ان میں یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ایک امرت ساگر کو لے لیں۔اس میں ہندو ویدک کو سمو دیا گیا ہے اسے سمجھنا ہر کہ ومہہ کی بات نہیں ہے اس میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

دم جھاڑا عمومی طور پر خالص توجہ کا کارنامہ ہوتا ہے انسانی توجہ بے پناہ طاقت کا ذخیرہ ہے جہاں ہر قسم کی ادویات اور علاج و معالجہ ہاتھ کھڑے کردیں وہاں پر توجہ اور دعا اپنا اثر دکھاتے ہیں دم جھاڑا بھی مختلف توجہات کا مجموعہ ہوتے ہیں کچھ چیزیں اسلاف سے کسی نہ کسی انداز میں ورثہ میں ملا کرتی ہیں کچھ انسانی تجربات کا حصہ ہوتی ہیں۔

قرآن صحت و شفاء کا بہترین نسخہ ہے، اس سے وابستہ ہو کر بڑے بڑے روحانی و جسمانی مریض شفا یاب ہوگئے، بے شمار واقعات اور تجربات اس پر شاہد ہیں مثلاً سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ شاہِ روم قیصر نے آپ کو ایک خط لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے، براہِ کرم آپ کوئی علاج بتائیں، میں تھک چکا ہوں ، آپ نے اپنی ایک ٹوپی بھیج دی اور حکم فرمایا کہ اسے ہمیشہ اپنے سر پر رکھا کرو، ان شاء اللہ دردِ سر (ہی نہیں بلکہ دردِ دل بھی) ختم ہوجائے گا،اور پھر ایسا ہی ہوا، ٹوپی پہنتے ہی اس کا دردِ سر ختم ہوگیا، مگر عجیب بات یہ پیش آئی کہ جب کبھی وہ ٹوپی اپنے سر سے اتارتا تو دوبارہ درد لوٹ آتا، اس نے تجسّس کرتے ہوئے ٹوپی کو پھاڑا تو اس کے اندر ایک رقعہ پایا، جس پر قرآنِ کریم کی ایک مشہور و معروف آیت کریمہ کا حصہ ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم“ لکھا ہوا تھا بس قیصر کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی، کہنے لگا کہ اللہ کا کلام اور دین اسلام کس قدر معجز ہے، جب اس کی ایک آیت باعث شفاء ہے تو پورا دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام باعث شفاء و نجات کیوں نہ ہوگا؟ اور اس نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔ (المواہب اللدنیہ، شرح شمائل ترمذی / ص: ۳، از: کتابوں کی درسگاہ میں / ص: ۸۱) گلدستہ احادیث جلد نمبر 3 صفحہ نمبر: 368

ودل فعل النبی (صلی الله علیه وسلم) فی رقیة نفسه عند شکواه وعند نومه متعوذا بهما علی عظیم البرکة فی الرقی بهما، والتعوذ بالله من کل ما یخشی فی النوم۔شرح صحیح البخاری لابن بطال (253/10)

دم جھاڑا اس لئے بھی سیکھنا چاہئے کہ اس سے اہل حاجت کا اعلیٰ تصور قائم ہوتا ہے جب عامل نگاہیں جھکائے کچھ پڑھنا شروع کرتا ہے تو بڑے بڑے دم سادھے نتائج کے ظہور کے منتظر ٹکٹکی باندھے عامل کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔طریقہ علاج وہی کامیاب ہوتا ہے جس کے متعلق لوگ انس رکھتے ہوں طبّی طور پر دوادارو کرنا اور کچھ دم پھونک کردینا مریض کی تسلی کے لئے بہت اہم ہوتے ہیں۔

دم جھاڑا شرعی حدود میں رہتے ہوئے ہمارے مذہب کا حصہ ہیں دنیاکے کسی بھی ادب سے بہتر اور کسی بھی طریق علاج سے اعلیٰ دعائیں ہمیں سنت نبوی ﷺ میں میسر ہیں ان دعاؤں کے اثرات جب شروع ہوتے ہیں تو معجزات رونما ہوتے ہیں ایک طبیب پرہیزگاری سے اپنا پیشہ جاری رکھے تو اس پر تائید ایزدی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ایک عالم طبیب جہاں فن طب کو سمجھتا ہے وہیں پر یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ دوادارو سنت کا درجہ رکھتے ہیں شفاء کے فیصلے کہیں اور کئے جاتے ہیں اس لئے وہ اپنی حذاقت و لیاقت کی بنیاد پر دوا دے گا اس میں کسی صورت کوتاہی نہیں کرے گا اس کے بعد بارگاہ ایزدی میں دست سوال کرے گا کہ اے طبیب کے طبیب اے شفائی مطلق میرے مریض کو صحت عطاء فرماء اور مجھ ناچیز کی لاج رکھ لے یہ طرز عمل اسے قلیل عرصہ میں سرخرو کردیگا۔

ایسے طبیب کو اللہ دست شفاء سے نوازتا ہے اسے وہ باتیں الہام کرتا ہے جو اسے بھولی ہوتی ہیں یا جو اسے اس وقت معلوم نہیں ہوتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں غلطی اور بھول کی گنجائش موجود ہے لیکن بدنیتی کی گنجائش موجود نہیں ہے۔دین اسلام کی شروعات ہی نیت سے ہوتی ہے

إنما الأعمال بالنیات، صحیح البخاری (6/1)۔اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔۔

قانون قدرت سے استفادہ کریں

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کو ایک حکیمانہ انداز پیدا کیا ہے جس علاقے میں انسان پیدا ہوتا ہے اس کی خوراک اور غذا بھی وہیں پیدا کرتا ہے گرم علاقوں میں گرمی کی مناسبت سے سرد علاقوں میں سردی کی مناسبت سے اور معتدل علاقوں میں ان کی صحت و جسم کے اعتبار سے خوراک و غذا ساتھ میں ان کے بے استعمال سے ہونے والے امراض وعلامات کو دور کرنے کے لئے عقاقیر کو بھی پیدا کرتا ہے ان کی طبیعتوں کے مطابق پھول۔ پھل اور دیگر میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ کہیں بھی چلے جائیں وہاں پر مقامی لوگ پیدا ہونے والے امراض وعلامات کے علاج و معالجہ کے لئے مقامی طور پر پیدا ہونے والی جڑی بوٹیوں کا استعمال کرتے ہیں، یہ ٹوٹکے اس قدر موثر و تیر بہدف ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے معالجین حیران رہ جاتے ہیں دیسی طب کی بات نہیں ہے بلکہ یہ کلیہ پوری دنیا میں بسنے والے انسانوں پر صادق آتا ہے حتیٰ کہ جہاں سائنس و ٹیکنالوجی کا طوطی بولتا ہے وہاں بھی اس قسم نظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

بڑی بوڑھیوں کے ٹوٹکوں کو ہر قوم وملت اور روئے زمین پر بسنے والے لوگ مستفید ہوتے ہیں چائنہ جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے کوئی ایجاد ایسی نہیں جس ہیں چائنہ پیچھے ہو وہاں پر ان ٹوٹکوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے،جدید وترقی یافتہ ممالک میں اس کے بہت سے نظاہر دیکھے جاسکتے ہیں، یہ جو کچھ میڈیا کے بل بوتے دکھایا جاتا ہے، پیسے کے زور پر جو چیز ذہنوں پر مسلط کی جاتی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس طرح فلم ڈرمانے اور تماثیل میں کچھ کہانیاں دکھائی جاتی ہیں جو بظاہر تو معاشرہ کا ایک حصہ اور جانے پہنچانے کردار لگتے ہیں لیکن ان جیسا کردار حقیقی انداز میں کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے یہی بات جدید کاروباری ذہن اور ان کی چالوں کے بارہ میں کہی جاسکتی ہے۔ عقلمند کو چاہئے وہ حقیقت اور سراب میں فرق محسوس کرے۔

البتہ اس بارہ میں شک نہیں ہے کہ میڈیا کے پھیلائے گئے جال ہیں مالدار لوگ آسانی سے پھنس جاتے ہیں وہ مہنگے سے مہنگے علاج کے لئے سرمایہ بے دریغ خرچ کرتے ہیں رپورٹوں کے ایک انبار کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں بلکہ اب تو یہ فیشن کی حد تک وبا سرایت کرچکی ہے کہ مہنگے اور

نایاب قسم کے معالجین سے وقت لیا جاتا ہے کہ فٹنس ٹیسٹ کرائے جاتے ہیں ان رپورٹوں کے انبار کو بطور فخر پیش کیا جاتا ہے۔

عمومی طورپر لوگ یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ جناب ہم نے مہنگے سے مہنگے معالجین سے چیک اپ کرائے ہیں ہر طرح کے لیبورٹری چیک کرائے ہیں فلاں ٹیسٹ تو اسقدر مہنگا ہے صرف فلاں شہر یا ملک میں کیا جاتا ہے وہ بھی ہم نے کرایا ہے لیکن بیماری کا پتہ کسی کو نہیں چلا یعنی جتنی مشق ابھی تک کی تھی وہ نفسیاتی تسکین اور اس میڈیا فوبیا سے نکلنے کی ناکام کوشش تھی علاج تو ابھی باقی ہے اس طریق کار سے علاج تو نہیں ہوتا البتہ لوگوں پر اپنی امارت جتانے کا موقع مل جاتا ہے۔جب انہیں بیماری تنگ کرلیتی ہے تو سادہ طریق علاج کے بارہ میں بات کی جائے تو کہتے ہیں مجھے ان ٹونوں ٹوٹکوں پر یقین تو نہیں ہے اگر تم کہتے ہو تو کرکے دیکھ لیتا ہوں۔

تکلیف و بیماری سے تنگ امیر لوگ جب ہر طرف سے مایوس ہوجاتے ہیں تو کہتے ممکن ہے ہمارے مقدر میں شفا نہیں ہے ان کے سر پے موت کا خوف ہر وقت سوار رہتا ہے یہ لوگ موت سے بچنے کے لئے تجوریوں کی منہ کھول دیتے ہیں غریب آدمی پوری زندگی اتنے پیسے نہیں دیکھتا جتنے پیسے امیر لوگ چیک اپوں میں خرچ کرڈالتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس مشق لاحاصل سے کیا ملا جس موت کا خوف تھا وہ ٹل گیا؟ہر گز نہیں یہ تو پیسے بٹورنے کے حیلے ہیں جہاں شاطر لوگ دام فریب پھیلائے بیٹھے ہیں۔

دور جدید کے اطباء کی اچھی روش۔

اس وقت پاک و ہند میں نظریہ مفرد اعضاء چھایا ہوا ہے،اس کی تحقیقات اور فطری نظریات نے طبّی دنیا میں ایک انقلاب برپاء کردیا ہے۔اسے سمجھنا بہت آسان اور اس میں مہارت پیدا کرنا بہت سہل ہے۔اس طریقہ تشخیص اور نسخہ نویسی اور غذاوپرہیز کا نظام اس سے بھی اعلی ہے۔

اس کے بانی کا ارادہ تھا کہ قران و احادیث سے ان نکات کو جمع کروں جن میں طب بیان ہوئی ہے۔انکے تلامذۃ اور سوانح نگاروں کا کہنا ہے کہ آخری عمر میں ان کا قران کریم کی طرف بہت جھکائو ہوگیا تھا کیونکہ اس بارہ میں انہاک سے کام لے رہے تھے،اپنی تحقیقات کا رخ قران و

حدیث کے شفاف چشمے کی طرف پھیر دیا تھا۔انکے شاگرد عزیز اور ان کے نظریہ کو بام عروج تک پہنچانے والے دوست حکیم محمد یسین دنیا پوری مرحوم کی کسی تحریر میں پڑھا تھا کہ حکیم انقلاب آخری عمر میں مطالعہ و تحقیق کے لئے تفاسیر قران کریم کی طرف متوجہ ہوگئے تھے اس انہماک نے ان کی نظر پر گہرا اثر ڈالا تھا،آج بھی ان کے لکھتی تحریرات میں قران کریم سے لگاؤ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے

حکیم یاسین دنیا پوری مرحوم لکھتے ہیں: آپ کا خیال تھا کہ جو تحقیقات قران کریم کی تشریح ملیں ان کی تصدیق کردی جائے اور جو قران کریم سے تطبیق نہ کھائیں،انہین نظر انداز کردیا جائے،اس مضمون کا کا پیش لفظ اور مقدمہ آپ کے قران حکیم کی رو سے پیش کیا تھا جو پڑھنے کے قابل ہے۔

قران حکیم اور انسان ایک مضمون تھا،جس پر سب سے زیادہ محنت کی ضرورت تھی۔مختلف تفسیروں کا بڑے غور سے مطالعہ کرنا تھا،یہی کام آپ نے شروع کیا چونکہ آپ نے قران حکیم کی ورق گردانی کی بجائے قران کریم کی روشنی میں تحقیقات شروع کیں اور قران پاک کا گہری نظر سے مطالعہ شرووع کردیا۔متعدد تفسیروں سے استفادہ کرنے کے لئے ان کے گہرے مطالعہ میں مصروف ہوگئے۔

اس محنت شاقہ کا زبردست دباؤ آپ کے اعصاب پر پڑا،اور آپ ضعف اعصاب کے عارضہ میں مبتلاء ہوگئے،اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ کی آنکھوں پر ضعف کا اثر ہوا جس کی وجہ سے آپ کی نظر بالکل بند ہوئی،کافی کوشش اور علاج معالجہ کے باوجود آپ کی نظر درست نہ ہو سکی اس بیماری کا آپ کی صحت پر برا اثر پڑا،افسردگی کی حالت میں اکثر کہا کرتے تھے

میں نے ہمیشہ اندھیرے اور سیاہی کے خلاف جنگ کی ہے اور برسوں تک دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا ہے لیکن آج مجھے اندھیرے اور سیاہی نے گھیر لیا ہے یہی صدمہ آپ کی موت کا سبب بنا اور آخر 30، مئی 1972ء کی صبح دنیائے طب کا یہ بے تاج بادشاہ موجد نظریہ مفرد اعجاء دنیائے طب کی برسوں تک بے لوث خدمت کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت فرما کر لاکھوں مداحوں کو سوگوار چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے کالق حقیقی سے جا ملے (غذا سے علاج 33)

انکے بعد ان کے شاگردوں نے بساط بھر اس روش کو قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن اس پہلو سے ابھی تک کوئی تسلی بخش کاوش سامنے نہ آسکی۔حکیم انقلاب کی دلی خواہش تھی کہ اس انداز میں اپنے نظریہ کو پیش کریں لیکن ہونا تو وہی ہے جو اللہ جو منظور ہے۔ایک طبّی کتاب کے ابتدایہ سے کچھ اقتباس حاضر خدمت ہے۔

ابتدایہ میں ہمارے استاد محترم حکیم الہی عباسی ملتانی کا طریقہ کار ہے،کہ وہ تبرک کے طورپر اور قرانی آیات کی ترجمانی کے ثواب کے طورپر ہمیشہ اپنی ابتداء قران کریم کی آیات سے شروع کرتے ہیں،ہم دونوں شاگردوں کے ذمے ہمیشہ اس خدمت کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جیساکہ اعصابی حصہ میں کائینات کے وجود میں آنے کی آیات اور اسی طرح عضلاتی حصہ میں کائینات کی پرورش کی آیات اور اسی طرح غدی حصہ میں قیامت کے آثار یعنی دنیا کی تحلیل و فنا ہونے کا ذکر،یہ ساری آیات اکھٹی کرنے کی خدمت ہم سے لیتے ہیں،ان آیات کی ترجمانی وہ خود اپنے انداز میں کرتے ہیں،یہ بھی ایک جذبہ ہے،جو ہمارے استاد محترم کے اندر پایا جاتا ہے،کاش ہمارے استاد محترم عربی زبان سے واقف ہوتے تو یقینا اس سلسلہ میں بے پناہ کام کرتے،ہمارے ذمہ صرف آیات کا ڈھونڈنا،اس لئے ہماری ذمہ دری ہے،ہم دونوں شاگرد حفظ و ناظرہ ہونے کے ناطے اس خدمت میں بے حد معاون ثابت ہوتے ہیں۔ قانون صابر حصہ غدی..12.

مجھے حکیم صاحب کی ادبی محاسن کی کمزوری سے سروکار نہیں ہے میرا جو مدعا ہے اس کی دلیل پیش کرنا ہے۔مجھے حسرت ہے کہ حکیم صاحب یہ خدمت اگر مجھ سے لیتے تو ان کی خدمت اور تشریح کا انداز ہی کچھ اور ہوتا۔راقم الحروف نے بساط بھر اس موضوع سے انصاف کرنے کی کوشش کی ہے اور کئی سال قبل رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں ایک کتاب "قران کریم سے اخذ کردہ طبّی نکات" نام سے لکھی تھی۔موقع ملا تو ضرور شائع کی جائے گی راقم الحروف نے اسلاف کے اتباع میں اپنی کتب میں قران کریم سے استشہاد کرنے کا خصوصی اہتمام کیاہے۔

میدان عمل بہت مختصر ہے

طب نبوی کا میدان عمل بہت مختصر ہے لیکن اس کے نتائج وو ثمرات دیکھ کر دل باغ باغ ہو جا تاہے۔طب نبوی کے حاملین ایک ایسے شجر سے پیوستہ ہوتے ہیں جہاں مایوسی گناہ ہے جس کے پھل خوشی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں طب نبوی کے حاملین زیادہ تر علماء حضرات ہوتے ہیں طبقہ علماء عام لوگوں سے زیادہ ذہین وزیرک ہوتا ہے،علمائے کرام کو جوعلوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں ان کی موجودگی ان کی ذہنی سطح کو بہت بلند کردیتی ہے،اخذ نتائج میں یکتا ہوتے ہیں کلی جزئی سے مطالب و مقاصد کی جستجو کرتے ہیں۔ تجربات کی موجودگی میں قیاس کے ڈھنگ سے آشنا ہوتے ہیں اس لئے طبّی میدان میں ان کے تجزیئے دیگر معالجین کی نسبت اعلی و بہتر ہو سکتے ہیں۔علماء حضرات ایک جھجک رکھتے ہیں کہ ہمیں طب نہیں آتی جبکہ انہیں صحاح ستہ سبقا پڑھائی جاتی ہیں ان کتب کا مطالعہ کرلیں جتنی بھی طب ہے ان کتب میں موجود ہے فرق ہے تو صرف اتنا کہ صحاح ستہ کے ان ابواب کو بطور تبرک پڑھا تھا اگر ان احادیث پر طبّی ماہرین اپنے تجربات کی روشنی میں بحث فرمائیں تو جہان دیگر سامنے آسکتا ہے لیکن اس طرف توجہ کم ہی دی جاتی ہے، عمومی طور پر ایک تاثر پایا جاتاہے کہ طب تو میدان طب سے ملے گی یہاں طب کہاں ہے؟ جبکہ یہ ادھوری سوچ ہے مدارس عربیہ کے اساتذہ کرام کی تعلیمی وتدریسی مہارت میں کوئی کلام نہیں لیکن اگر احادیث کی کتابوں میں بیان ہونے والے مسائل کو ماہر طبیب پڑھائے تو نتائج بہت اعلی وارفع نکلیں گے۔ذہین و فطین طلباء درس حدیث میں جس ادب و احترام سے بیٹھتے ہیں طبیہ کالجوں میں اس قسم کا انہاک دیکھنے میں نہیں کیونکہ سماعت حدیث ایک مقدس کام ہے جب کہ طب کی کلاس کو یہ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا لیکن اگر طب کے موضوع پر وارد احادیث کو فقہی و مسلکی بنیاد کے ساتھ ساتھ طبّی مہارت کیساتھ پڑھایا جائے تو الگ سے طب سیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

کتب فقہ اور شروحات احادیث کے مطالعہ سے ایک بات عیاں ہوتی ہے مدارس عربیہ کے طلباء و اساتذہ کرام ان کتب کو زیادہ اہمت دیتے ہیں جن میں نکتہ آفرینی اور اخذ واستنباط کے نئے رخ کو متعارف کروایا جائے۔ایک ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے اپنوں کی مدح سرائی اور دوسروں

کے طعن و اعتراضات کے جوابات نئے اسلوب اور نکتہ آفرینی کے انداز میں دئے جائیں اگر یہی صلاحیت طبّی موضوع پر وارد ہونے والی احادیث پر اپنالیا جائے تو میدان طب میں بھونچال برپاء ہوجائے۔

ایک نکتہ دان محقق استاد میدان طب میں جوہر دکھائے تو میدان طب میں انقلاب آجائے روایتی طبیب و معالجین ان کے لئے میدان صاف کردیں کیونکہ ان کا نظام تعلیم اس قدر بودااور واجبی ہے کہ پختہ کار اور منجھے ہوئے عالم کے سامنے ان کا ٹکنا مشکل ہوجائے۔لیکن اس سوچ اور کاز کو اپنانے کی ضرورت ہے جس دن اس طرف علمائے کرام نے توجہ فرمالی اور مدارس دینیہ میں طب نبوی پر کام شروع ہوگیاتو یہ انقلاب آفرین ہوگا۔

مدارس دینیہ کے طلباء اور کہنہ مشق علمائے کرام کسی بھی عبادت سے مسائل کا استخراج و استنباط دیگر افراد کی نسبت بہتر انداز ییں کرسکتے ہیں،اس لئے کہ اس جہت سے نکتہ آفرینی میں ان کی تعلیم و تربیت کاخاص اثر ہوتا ہے۔عمومی طور پر یہ خصوصی دیگر شعبہ ہائے تعلیم میں دیکھنے کو نہیں ملتا،درس نظامی کے دوران کو علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں ان کا کوئی خاص مصرف دکھائی نہیں دیتا،اگر میدان طب اور علاج و معالجہ میں اس خصوصی ملکہ سے کام لیا جائے تو حیرت انگیز نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

ایک غلط سوچ اوراس کی تردید۔

طب نبوی کی فطری اور قابل عمل طریق علاج ہے اس میں محتاجی کم اور خود کفالت زیادہ ہے زندگی کے دیگر معاملات کی طرح طب نبوی بھی عام فہم ہے جس کی مدد سے امراض و علامات کا تدارک غذائی طورپر اور بوقت ضرورتدوائی کے طورپر کیا جاسکتا ہے۔

ہماری زندگیوں میں میڈیا کا خاص کردار ادا کرتا ہے پیسے کے بل بوتے وہ کسی بھی نظریہ یا کسی بھی خلاف حقیقت بات کو ذہنوں میں ٹھونسنے کی صلاحیت رکھتاہے سوچ میں تبدیلی کے لئے بہت بڑے کردار کے طورپر ہماری زندگی کا حصہ بن چکا ہے اور میڈیا اس کا ساتھ دیتا ہے جو پیسہ لگائے جس کے پاس وسائل ہونگے میڈیا غلام بے دام اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا چلاآئے گا،اسی

میڈیا کے بل بوتے پر لوگوں کے اندر یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ فرنگی طب علمی (سائنسی) طریق علاج ہے اس کے مقابلہ میں طب قدیم کے متعلق یقین کرلیا گیا ہے کہ وہ غیر سائنسی (غیر علمی) طریق علاج ہے۔زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا (صابر ملتانی کی کتاب۔فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ بعض لوگ جو مغربی پروپیگنڈہ،شان و شوکت، عالی شان کالج و ہسپتال، شیشہ و آلات حسین و زہد شکن نرسیں اور جو شیلے ڈاکٹروں سے مرعوب و متاثر وہ اسے (طب قدیم کو) بالکل غلط قرار دیں گی اور کہیں گے یہ غلط اصولوں پر قائم ہے۔لیکن جو لوگ تین باتوں کو سمجھ جائیں گے وہ حقیقت کو پالیں گے (ا) حکومت کی سرپرستی (۲) مغرب کا بے پناہ پروپیگنڈہ (۳) ہماری ذہنی غلامی، اگر یہ کسی اور طریق علاج کو بھی نصیب ہو جاییں تو وہ بھی ایسے ہی عزت واحترام اور تقدس سے دیکھا جائے گا جیسے امریکہ میں ہومیو پیٹھی کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے تو اس کی وہاں پر ایسی ہی شان و شوکت ہے (حوالہ بالا)

کنزالعمال: جلد ہشتم: حدیث نمبر 399 مکررات 0 متفق علیہ 0

۴۰۲۰۳۔۔۔ ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے کہ حضرت علی (رض) نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا اے طبیبو، جانوروں کا علاج کرنے والو اور حکیمو ! تم میں سے جو کوئی کسی انسان یا کسی جانور کا علاج کرے تو وہ اپنے لیے برائت حاصل کرلیا کرے، اس لیے کہ جس نے کسی بیماری کا علاج کیا اور اپنے لیے برائت حاصل نہ کی اور بعد وہ انسان یا جانور ہلاک ہوگیا تو وہ طبیب ضامن ہے۔ رواہ عبدالرزاق

....